نورانی زیور

نور محمد قادری

نورانی زیور

نیک بیبیوں کے حالات

مؤلفہ:

استاذ العلماء علامہ مولانا نور محمد قادری مدرس مدرسہ

جامعہ امینیہ، منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ

کتاب ——— نورانی زیور (نیک بیبیوں کے حالات)
مؤلف ——— مولانا نور محمد قادری
ناشر ——— جامعہ امینیہ منڈی واربرٹن
تابع ——— منظور پرنٹنگ پریس، لاہور
کتابت ——— محمد ادریس۔ واربرٹن
تاریخ طباعت ——— اگست ۱۹۸۰ء
تعداد ——— ایک ہزار
قیمت ——— ۱۷/- روپے

ملنے کا پتہ

نذیر سنز پبلشرز۔ ۴۰۔ اے اُردو بازار لاہور

علامہ مولانا نور محمد قادری۔ جامعہ امینیہ واربرٹن

عرضِ حال

حضرات کافی عرصہ سے پاک و ہند میں جہالت اور مغربی تمدن نے مسلمانوں مرد و زن کو بد عمل اور فیشن پرست بنا کر رکھ دیا ہے۔ مغربی تعلیم نے جہاں مسلمان مردوں کو متاثر کیا ہے وہاں عورتیں بھی بہت زیادہ متاثر ہوئیں۔ مسلمان عورتیں راگ رنگ، کپڑوں کی وضع قطع، بدن اور بالوں کے بناؤ سنگار اور زیب زینت میں مغربی عورتوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ مگر شرعی مسائل کے بارے میں بھی اتنی ہی پیچھے رہ گئی ہیں اور بالکل بے خبر ہیں۔ اس لئے خواتین حضرات کے لئے نیک بیبیوں کے حالاتِ زندگی رقم کئے گئے ہیں۔ تاکہ ان کے حالات پڑھ کر ہماری بہنیں شرعی احکام پر چلنے کی کوشش کریں گی۔ اندازہ یہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر اور سن کر نوّے فیصد عورتیں اپنے اعمال کو نیک صالح عورتوں کے مطابق بنائیں گی۔

وما علینا اِلّا البلاغ

دعا گو نور محمد قادری

نعت

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اٹھ جبہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درِ جود ہے میرے ستانے والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آیا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بی بی اور تمام انسانوں کی ماں ہیں جب رب العالمین جل شانہ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنّت میں داخل فرمایا۔ تو وہاں ہر قسم کا آرام تھا۔ کھانے کے لئے جنتی میوے، رہائش کے لئے جنتی محل تھے۔ مگر اپنا ہم جنس نہ تھا، جس سے جی لگاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری فرمائی اور ان کی بائیں پسلی نکالی، اور اس سے حضرت حوّا کو پیدا کیا۔ اور اس سے حضرت آدم صفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ خواب سے بیدار ہو کر آپ نے اپنے پاس حضرت حوا کو دیکھا تو محبت جنسیت دل میں موجزن ہوئی۔ ان سے فرمایا تم کون ہو؟ عرض کیا عورت۔ کس لئے پیدا کی گئی ہو۔ عرض کیا آپ کی تسکین خاطر کے لئے۔ تو آپ ان سے مانوس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج (پارہ ۴)	اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے۔

جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حوّا کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانا چاہا تو فرشتوں نے کہا۔ پہلے مہر ادا کرو۔ آپ نے مہر کے متعلق پوچھا کہ وہ کیا ہے تو فرشتوں

نے عرض کیا کہ تین مرتبہ اور ایک روایت میں ہے بیس۲۰ مرتبہ اسیدنا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا ان کا مہر ہے۔ یہ محض محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر و منزلت حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتانی مقصود تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا آپس میں نکاح کر دیا۔ (تفسیر صاوی جلد اول صد ۲۲)

اور اللہ تعالےٰ حکم دیا:۔

يَاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (پارہ اوّل)

اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے۔ مگر اس پیڑ کے نزدیک مت جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

شیطان نے کسی طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں تمہیں ایک ایسا درخت بتاؤں جس کے کھانے سے تم ہمیشہ جنت میں رہو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرمایا۔ اُس (شیطان) نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (پارہ ۸)

شیطان بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ (درخت) سے اسی لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے، اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

انہیں خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے۔ بایں خیال حضرت حوا نے اس درخت سے کچھ کھایا۔ پھر حضرت آدم کو دیا۔ انہوں نے بھی کھایا حضرت آدم علیہ السلام کو خیال آیا کہ لَا تَقْرَبَا کی نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں۔ کیونکہ اگر وہ تحریمی سمجھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطا ہوئی۔ اور خطائے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔ درخت کے کھانے کے بعد حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور ان کی ذریت جو ان کے صلب میں

تھی، جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام زمین ہند میں سراندیپ کے پہاڑ نود پر اور حضرت حوا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جدہ میں اتارے گئے۔

(خازن جلد اول ص۴۳)

حضرت آدم علیہ السلام نے تین ۳۰۰ سو سال تک شرمندگی کی وجہ سے آسمان کی طرف اپنا سر نہیں اٹھایا۔ اور دو سو سال تک آدم اور حوا علیہما السلام روتے رہے، اور چالیس ۴۰ دن تک نہ کچھ کھایا اور نہ ہی پیا اور بس اپنی لغزش پر رونے کا کام رہا۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر تمام دنیا کے لوگوں کے آنسو جمع کیے جائیں تو حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسو زیادہ ہوں گے اور اگر داؤد علیہ السلام اور تمام لوگوں کے آنسو جمع کیے جائیں تو حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسو ان سے بڑھ جائینگے۔

(تفسیر خازن جلد اوّل ص۴۴)

طبرانی وحاکم وابونعیم و بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکر توبہ میں حیران تھے۔ اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ پیدائش کے وقت میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ میں نے سمجھا تھا کہ بارگاہ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو حاصل نہیں جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر لکھا ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنی دعا میں رَبَّنَا ظَلَمْنَا الآیہ کے ساتھ یہ عرض کیا اَسْئَلُكَ بحق محمد ان تغفرلی اور ابن منذر کی روایت میں یہ کلمات ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَكَرَامَتِہٖ عَلَيْكَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ خَطِيْئَتِیْ یعنی اے رب میں تجھ سے تیرے بندہ خاص محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبت کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے معافی چاہتا ہوں۔ بس یہ دعا مانگنی تھی کہ رب العالمین جل شانہ نے ان کی مغفرت فرمادی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (پارہ اوّل)

پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ دسویں محرم کو قبول ہوئی جنت سے نکالتے وقت اور نعمتوں کے ساتھ عربی زبان بھی آپ سے سلب کر لی گئی تھی۔ اس کے بجائے زبان مبارک پر سریانی زبان جاری کر دی گئی تھی۔ توبہ قبول ہونے کے بعد پھر زبانِ عربی عطا ہوئی۔ (تفسیر عزیزی صـ۱۸۴، ۱۸۵)

فائدہ:۔ میری سُنّی بہنو! تمہاری پہلی اماں جان حضرت حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس واقعہ سے تمہیں تین سبق ملتے ہیں۔ پہلا یہ کہ درود شریف ایک ایسا وظیفہ ہے جو تمہاری اماں جان کا مہر مقرر ہوا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے آقا و مولے احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو۔ تاکہ تمہاری بھی مشکلیں آسان ہوں۔ دوسرا یہ کہ مقبولانِ بارگاہِ خداوندی کے وسیلہ سے دعا مانگا کرو۔ تاکہ تمہاری دعائیں بھی زیورِ قبولیت سے آراستہ ہوں۔ تیسرا یہ کہ جب تم سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کر لیا کرو۔ مگر ہماری بعض بہنیں گناہ کرتی ہیں تو توبہ نہیں کرتیں۔ انہیں چاہیئے کہ اوّل تو گناہ کا کام ہی نہ کریں، اگر ہو جائے تو فوراً توبہ کر لینی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ اس کے گناہ کو بخش دے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا ذکر

حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام شمخا بنت انوش اور آپ کے والد ماجد کا نام لمک بن متوشلخ تھا۔ یہ دونوں حضرات مومن تھے۔ سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی والدہ اور والد کے حق میں دعائے مغفرت کی (تفسیر خازن جلد چہارم صـ۳۱۵) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ

اے میرے رب مجھے بخش اور میرے ماں باپ

بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ؕ (پارہ ۲۹)

اور اُسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمانوں مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی

فائدہ: میری سُنّی بہنو! دیکھا تم نے کہ ایمان کتنی بڑی نعمت ہے کہ ایمان کے لئے ایک جلیل القدر پیغمبر بھی دعا کرتے ہیں۔ لہٰذا تم اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہو اور اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت مانگا کرو کہ یہ سُنّت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا حال

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا نام مثلی اور والد کا نام تارخ تھا۔ یہ دونوں موحّد تھے اور کبھی بھی شرک کی نجاست سے آلودہ نہ ہوئے، اور بُت کا سجدہ نہیں کیا تھا۔ زمانہ فترت میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ جو قرآن مجید میں آپ کا باپ آزر فرمایا گیا تھا۔ وہ آپ کا چچا تھا۔ باپ نہیں تھا۔ اور آزر واقعی بت پرست اور بُت گر تھا۔ اور یہی محققین علماء کا مسلک ہے۔ (تفسیر صاوی جلد دوم صہ ۲۲)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسالک الحنفاء میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے۔ خاص کر عرب میں چچا کو باپ کہا جاتا ہے قرآن حکیم میں ہے نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا۔ اس میں حضرت اسماعیل کو حضرت یعقوب کے باپوں میں ذکر کیا گیا حالانکہ وہ آپ کے چچا ہیں۔ حدیث شریف میں بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا باپ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ یہاں ابی (میرے باپ) سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ (مفردات راغب، و تفسیر کبیر)

سُنّی بہنو! خوب یاد رکھو کہ ہمارے آقا و مولا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی تمام مائیں حضرت حوا تک اور تمام باپ حضرت آدم علیہ السلام تک موحد تھے۔ ان میں سے کوئی بھی مشرک نہ تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا حال مختصر یہ ہے کہ نمرود ابن کنعان ایک بڑا جابر بادشاہ تھا۔ سب سے پہلے اسی نے سر پر تاج رکھا۔ یہ بادشاہ لوگوں سے اپنی پرستش کراتا تھا۔ اور کاہن اور نجومی کثرت سے اس کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس کی روشنی کے سامنے سورج چاند بالکل بے نور ہو گئے۔ اس سے وہ خوفزدہ ہو گیا۔ کاہنوں سے اس کی تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے کہا اس سال تیری سلطنت میں ایک فرزند پیدا ہو گا جو تیرے زوال ملک کا باعث ہو گا۔ اور تیرے دین والے اس کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔ یہ خبر سن کر وہ پریشان ہوا اور اس نے حکم دیا کہ جو بچہ پیدا ہو اسے قتل کر ڈالا جائے اور مرد عورتوں سے علٰحدہ رہیں۔ اور اس کی نگہبانی کے لیے ایک محکمہ قائم کر دیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو کون ٹال سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں اور کاہنوں نے نمرود کو اس کی خبر دی کہ وہ بچہ حمل میں آگیا ہے۔ لیکن چونکہ حضرت ابراہیم کی والدہ کی عمر کم تھی۔ ان کا حمل کسی طرح پہچانا ہی نہ گیا۔ جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو آپ کی والدہ اس تہ خانہ میں چلی گئیں جو آپ کے والد نے شہر سے دور کھود کر تیار کیا تھا۔ وہاں آپ کی ولادت ہوئی اور وہیں آپ رہے۔ پتھروں سے اس تہ خانہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ روزانہ والدہ صاحبہ دودھ پلا آتی تھیں۔ اور جب وہاں پہنچتی تھیں تو دیکھتی تھیں کہ آپ اپنی سر انگشت چوس رہے ہیں۔ اور اس سے دودھ برآمد ہوتا ہے۔ اس سے آپ بہت بڑھتے تھے۔ ایک مہینہ میں اتنا جتنے دوسرے بچے ایک سال میں۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ تہ خانہ میں کتنا عرصہ رہے۔ بعض کہتے ہیں سات برس، بعض تیرہ ۱۳ برس، بعض سترہ ۱۷ برس۔ یہ مسئلہ یقینی ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر حال میں معصوم ہوتے ہیں۔ وہ اپنی پیدائش سے لیکر اپنی تمام زندگی میں عارف ہوتے ہیں۔ ایک دن حضرت ابراہیم

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت فرمایا میرا رب (پالنے والا) کون ہے۔ انہوں نے کہا میں۔ پھر فرمایا تمہارا رب کون ہے۔ انہوں نے کہا تمہارے والد۔ فرمایا اس کا رب کون ہے۔ اس والدہ صاحبہ نے کہا خاموش رہو۔ اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا۔ وہ تمہارا ہی فرزند ہے۔ اور یہ سارا قصہ ان کو سنایا۔ (خزائن العرفان ص۱۹۵)

فائدہ :۔ دیکھو سُنّی بہنو! حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کن مشکل حالات میں اپنے بچے کو دودھ پلایا، اور ان کی تربیت کی۔ مگر بعض بہنیں اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتیں اور بازاری دودھ پلاتی ہیں۔ جس سے بچہ بیمار اور کمزور ہو جاتا ہے۔ ان کو چاہیئے کہ اپنے بچوں پر رحم کریں اور شفقت سے انہیں اپنا دودھ پلائیں۔ اس سے ان کو اللہ تعالیٰ انہیں ثواب دے گا۔

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کی بیٹی اور بیوی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ جو بڑی پارسا اور نیک بی بی تھیں۔ ان کی پارسائی کا ایک واقعہ سنیئے۔ جب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے شہر بابل سے شام کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ کے ہمراہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ پہلے آپ حران میں مقیم ہوئے اور کچھ دن بعد وہاں سے مصر کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم اور فاسق و فاجر تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جس کسی کی شادی ہوتی۔ تو دلہن کو اس ظالم کے سامنے پیش کیا جاتا۔ اگر وہ اسے پسند آجاتی تو اپنے پاس رکھ لیتا ورنہ واپس کر دیتا۔ اس ظالم نے ہر راستہ پر اپنے چوکیدار مقرر کیے ہوئے تھے۔ جو آنے والے مسافروں میں اگر کوئی حسینہ جمیلہ خاتون ہو تو اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس بھیج دیتے۔ جب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ صلوات و سلامہ مصر کی سرحد میں داخل ہوئے تو مخبر نے خبر

دی کہ ایک مسافر کے ہمراہ ایک عورت ہے جو کہ اپنے حسن وجمال میں یکتا اور بے نظیر ہے۔ظالم بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اپنے آدمی بھیج دیئے۔جنہوں نے آپ کو لے کر اس ظالم کے پاس لے گئے۔ وہ بدبخت حضرت سائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر فریفتہ ہوگیا۔پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے۔آپ نے اس خوف سے کہ اگر میں اپنی بیوی بتاؤں تو یہ ظالم کہیں مجھے قتل نہ کر ڈالے۔فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔یعنی دین کی بہن ہے اور دین میں تمام اہل دین بھائی ہوتے ہیں۔وہ ظالم حضرت سائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کمرہ میں لے گیا اور آپ کمرہ کے باہر تھے۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس کمرہ کو شیشہ نما بنا دیا کہ آپ کو کمرے کے اندر کے سب حالات نظر آتے رہے۔جب ظالم نے خیال فاسد سے اپنا ہاتھ حضرت سائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دراز کیا تو اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔تب ظالم نے مجبور ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کی۔

حضرت سائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا کی۔اس کا ہاتھ درست ہوگیا۔پھر شیطان نے وسوسہ دیا اور آپ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔تو اس کا ہاتھ پھر خشک ہوگیا پھر طالب دعا ہوا۔آپ نے دعا فرمائی تو اس کا ہاتھ پھر درست ہوگیا۔مگر بدبخت نے تیسری مرتبہ پھر ہاتھ دراز کیا تو ہاتھ پھر خشک۔کہنے لگا اب میرے لئے دعا فرمائیں تو وعدہ کرتا ہوں کہ اب میں آپ کو کوئی تکلیف نہ دوں گا تو آپ نے یہ دعا فرمائی کہ الٰہ العالمین اگر یہ سچا ہے تو اس کا ہاتھ درست فرما دے، تو اس کا ہاتھ درست ہوگیا۔اور یہ سارا منظر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کمرے کے باہر سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔بادشاہ نے حضرت سائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ کرامت دیکھ کر اپنی نیک بخت باندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو دے دی اور اور ان کو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دیا۔ (اعرائس المجالس ص۸۰)

حضرت سارہ وہ بزرگ خاتون ہیں جنہوں نے فرشتوں سے کلام کیا۔اور فرشتوں نے ان سے کہا کہ تمہارے سارے گھر والوں پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں

ہوں۔ اس واقعہ کا قصہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بہت ہی مہمان نواز تھے۔ بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا تھا۔ آپ اس غم میں تھے کہ حضرت جبریل اور میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آپ کے پاس آئے۔ تو ان مہمانوں کو دیکھتے ہی آپ نے ان کے لئے کھانا لانے میں جلدی فرمائی۔ چونکہ آپ کے ہاں گائیں بکثرت تھیں۔ اس لئے بچھڑے کا گوشت بھُنا ہوا سامنے لایا گیا۔ مگر انہوں نے کھانا نہ کھایا۔ کیونکہ در حقیقت وہ فرشتے تھے۔ جنہیں کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ دیکھ کر آپ خوفزدہ ہوئے۔ انہوں کہا کہ خوف کی کوئی بات نہیں۔ ہم فرشتے ہیں جو عذاب کرنے کے لئے قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ حضرت سائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو پس پردہ کھڑی تھیں ہنسنے لگیں۔ فرشتوں نے ان کو حضرت اسحاق علیہ السلام بیٹے کی اور یعقوب علیہ السلام پوتے کی خوشخبری سنائی۔ تو کہا میرے بچہ کیسے ہوگا جبکہ میرے شوہر کی ایک سو بیس ۱۲۰ سال عمر ہو چکی ہے اور میری عمر نوے ۹۰ سال سے متجاوز ہو چکی ہے۔ فرشتوں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور بچہ دے گا تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں تمہارے گھر والوں پر نازل ہوں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى
قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ
جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ
لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ
خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى
قَوْمِ لُوْطٍ ؕ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ
فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ
يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا

اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے سلام کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بھنا لے آئے پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کو اوپرے سمجھا اور رجی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگے۔ بولے ڈریئے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور

عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ (پارہ ۱۲ سورۃ ھود ۶۹ تا ۷۳)

اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔ بولی ہائے خرابی میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے بیشک یہ تو اچنبے کی بات ہے۔ فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والوں پر بیشک وہی سب خوبیوں والا عزت والا

فائدہ:۔ سُنّی بہنو! تم نے ابھی پڑھا ہے کہ پارسائی اور پاکدامنی کتنی برکت کی چیز ہے۔ جو عورت پاکدامنی اختیار کرتی ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ لھذا ہماری بہنیں اپنی اور اپنے خاندان کی عزت وناموس کے لئے پارسائی اختیار کریں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ظالم بادشاہ نے جس کا قصہ اوپر گزر چکا ہے باندی بنا رکھا تھا۔ پھر اس نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت سے متاثر ہو کر ان کو ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا۔ اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دے دیا۔ اور سرزمین شام میں حضرت ہاجرہ کے بطن پاک سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس وجہ سے انہیں رشک پیدا ہوا۔ اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے جدا کر دیجئے۔ حکمتِ الٰہی نے یہ ایک سبب پیدا کیا تھا کہ مکہ معظمہ کی بنیاد رکھی جائے چنانچہ وحی آئی کہ آپ حضرت ہاجرہ اور اسماعیل (علیہ السلام) کو اس سرزمین میں لیجائیں جہاں اب مکہ مکرمہ ہے۔ ان دونوں کو اپنے ساتھ براق پر سوار کر کے ولایت شام

سے سرزمین حرم میں لائے اور کعبہ معظمہ کے نزدیک اتارا۔ اس وقت یہاں نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ نہ پانی۔ ایک توشہ دان میں کچھ کھجوریں اور ایک برتن پانی انہیں دے کر آپ واپس ہوئے اور مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی میں جہاں کوئی رفیق نہیں ہے چھوڑے جاتے ہیں۔ لیکن آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور ان کی طرف کوئی التفات نہ کی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چند مرتبہ یہی عرض کیا۔ اور جواب نہ پایا تو عرض کی کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس وقت انہیں اطمینان ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام چلے گئے اور جاتے وقت یہ دعا کی جو قرآن مجید میں ہے۔

رَبَّنَا اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ○

(پارہ ۱۳)

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی۔ تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب اسلئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں۔ جب وہ پانی ختم ہو گیا اور پیاس کی شدت ہوئی اور صاحبزادے کا حلق شریف بھی پیاس سے خشک ہو گیا تو آپ پانی کی تلاش میں صفا و مروا کے درمیان دوڑیں۔ ایسا سات مرتبہ ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت اسماعیل کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ (زمزم) نمودار ہوا۔ جب حضرت ہاجرہ بچے کے قریب آئیں تو دیکھا کہ پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ آپ نے چشمہ کے چاروں طرف مٹی ڈال کر گھیر لیا۔ بچے کو پلایا اور خود سیر ہو کر پیا اور مشکیزہ بھی بھر لیا۔ اتفاق سے قبیلہ جرہم نے اس طرف سے گزرتے ہوئے ایک پرندہ دیکھا تو انہیں تعجب ہوا

کہ بیابان میں پرندہ کیسا شاید کہیں پانی کا چشمہ ہو۔ تلاش کیا تو دیکھا کہ زمزم شریف میں پانی ہے۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ سے وہاں بسنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ پانی میں تمہارا حق نہ ہوگا چنانچہ انہوں نے وہاں اپنا ڈیرہ ڈال لیا۔ اور ایک شہر کی بنیاد رکھی جسے مکہ معظمہ کہا جاتا ہے۔ حضرت اسماعیل جب جوان ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو دیکھ کر اپنے خاندان میں آپ کی شادی کر دی۔ اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوگیا۔ (خزائن العرفان ص۳۶۵)

فائدہ: سُنّی بہنو! ذرا غور کرو کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے خالق و مالک پر کتنا اعتماد اور بھروسہ تھا کہ جب ان کو معلوم ہوا کہ اس وادی بے آباد میں رہنا خدائی حکم ہے۔ تو ان کی سب پریشانی دُور ہو گئی۔ اور پھر ان کو اپنے رب پر اعتماد کرنے سے کتنی برکات نصیب ہوئیں۔ اب بھی جو بہنیں اپنے خالق و مالک پر مکمل بھروسہ کریں گی۔ تو انشاءاللہ ان کے سب کام خود بخود درست ہو جائیں گے، پھر ان کی اس بزرگی کو دیکھو۔ کہ جب وہ پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سات دفعہ دوڑیں تو اللہ تعالیٰ کو ان کی دوڑ اتنی پسند آگئی کہ قیامت تک کے حاجیوں کے لئے یہ دوڑنا عبادت بنادیا۔ اگر اسلامی بہنیں بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دوڑ دھوپ کریں گی تو وہ بھی بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہو جائیں گی۔

رغضہ نمرود کی بیٹی کا حال

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جب آگ میں ڈالا گیا تو نمرود مردود کی بیٹی رغضہ نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان! چند روز ہوئے کہ ابراہیم (علیہ السلام) کو آگ میں ڈالا گیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو محل پر چڑھ کر دیکھوں کہ اس کا کیا حال ہے؟ پہلے تو نمرود نے کہا کہ بیٹی وہ تو

جل کر خاکستر ہو گیا ہو گا۔ مگر لڑکی نے پھر اجازت مانگی۔ نمرود نے اجازت دے دی تو رغفہ نے بلند محل پر چڑھ کر دیکھا تو سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تخت بہشتی پر جلوہ افروز ہیں اور تمام آتشکدہ گلزار بنا ہوا ہے۔ رغفہ نے کہا کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) کیا وجہ ہے کہ آگ نے تجھے نہیں جلایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَحْرِقُهُ النَّارُ

جس کے دل میں معرفت الٰہی ہوتی ہے۔ آگ اُسے نہیں جلاتی۔

یہ سُن کر رغفہ نے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں بھی آگ میں آپ کے پاس آجاؤں تو آپ نے فرمایا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ پڑھ کر آگ میں چھلانگ لگا دے اور کوئی خوف نہ کر۔ چنانچہ رغفہ نے یہ کلمہ شریف پڑھتے ہوئے محل سے آگ میں چھلانگ لگا دی۔ اور سلامتی سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہو کر اپنے ایمان کو تازہ کیا اور پھر اپنے باپ کے پاس واپس آگئی۔

نمرود مردود نے جب اپنی بیٹی کا ایمان لانا اور پھر بلند محل سے زمین پر آنا اور آگ میں گرنا اور سلامت رہنا مشاہدہ کیا تو بڑا حیران ہوا۔ مگر لوگوں کی لعنت ملامت سے ڈرتے ہوئے اپنے دین باطل پر قائم رہا۔ اگرچہ اب اس کے سامنے حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دین کی حقانیت آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو چکی تھی پہلے تو اس نے اپنی لڑکی کو پیار و محبت سے سمجھایا کہ وہ دین ابراہیمی سے پھر جائے مگر جب دختر نیک اختر اپنے سچے دین سے نہ پھری۔ تو اس کو تکلیف و اذیت دینے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ رغفہ کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کو مضبوطی سے باندھ کر سخت دھوپ میں گرم ریت پر لٹا دیا۔ اور ادھر دریائے رحمت جوش میں آیا اور حکم ہوا کہ جبریل! (علیہ السلام) میری بندی کو دشمنوں کے ہاتھوں سے چھڑا کر میرے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا دو۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رغفہ کو اس مصیبت سے چھڑا کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا دیا۔ کچھ مدت کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نکاح

اپنے صاحبزادے مدین کے ساتھ کر دیا۔ اللہ جل شانہ نے اس سعادت مند خاتون سے بیس۲۰ فرزند بطناً بعد بطن پیدا فرمائے۔ جو سب کے سب مسند نبوت پر فائز ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ (معارج النبوت رکن اول ج۱ ص۲۳۷)

فائدہ:۔ دینی بہنو! دیکھا تم نے رغضہ نمرود کی بیٹی نے سخت مصیبت کے وقت دین حق کو نہیں چھوڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اسی حق پرستی کی برکت سے کتنے بلند مقام پر پہنچا دیا۔ لہذا تمہیں بھی چاہیئے کہ سخت مصیبت پڑنے پر اپنے سچے دین پر ڈٹی رہو اس سے تمہارے بھی درجات بلند ہوں گے۔

ہالہ بنت حارث اسماعیل علیہ السلام کا حال

جب سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہوئے تو آپ کے عمدہ اخلاق کی وجہ سے قبیلہ جرہم نے عمارہ بنت سعد کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا۔ یہ عورت اپنی سخت طبع کی وجہ سے نور محمدی سے محروم رہی اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ملنے کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ اتفاقاً حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام شکار کھیلنے کے لئے گھر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی بیوی سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق پوچھا تو عمارہ نے کہا کہ وہ شکار کرنے کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ آپ نے حال دریافت فرمایا کہ کس طرح زندگی گزر رہی ہے۔ تو کہا کہ بڑی تنگ دستی ہے اور مصیبت ہے اور نہ ہی اپنے معزز مہمان حضرت خلیل الرحمٰن صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کی تعظیم، وتبجیل بجالائی۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے سلام دینا اور کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کو بدل دو۔ یہ فرما کر آپ تو واپس چلے گئے جب سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں تشریف لائے تو انہیں اپنے والد ماجد کی خوشبو آئی۔ بیوی سے پوچھا کہ کیا میری عدم موجودگی میں کوئی بزرگ تشریف لائے تھے۔ بیوی نے کہا ایک

کہ ایک بوڑھا شخص آیا تھا۔ اس نے تمہارے متعلق پوچھا تھا۔ اور جاتے وقت تم کو سلام دے کر کہہ گیا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جو فرما گئے ہیں کہ میں تجھے طلاق دے دوں۔ لہٰذا میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ میرے گھر سے نکل جا اور اپنے والدین کے گھر چلی جا۔ اس کے بعد آپ نے ہالہ بیٹی حارث سے نکاح کیا جو ایک نیک سیرت خاتون تھی۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ ملنے کے لئے آئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام حسب عادت شکار کے لئے باہر تشریف لے گئے ہیں اور ان کی نیک سیرت بیوی گھر میں موجود تھی۔ ان سے ان کے خاوند کے متعلق پوچھا تو بیوی نے عرض کیا کہ شکار کے لئے باہر تشریف لے گئے ہیں اور اپنے معزز مہمان سے نہایت ادب و تعظیم سے پیش آئی۔ جب آپ نے پوچھا کہ گذران کیسی ہے تو عرض کی الحمد للہ اچھی ہے۔ نہایت آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نیک بی بی نے ایک برتن میں پنیر رکھ کر آپ کے سامنے رکھا آپ نے اسے تناول فرمایا۔ پھر نیک سیرت خاتون حضرت ابراہیم علیہ السلام والتسلیم کا سر مبارک دھویا اور اس میں تیل لگایا۔ آپ نے دعا دی اور چلتے وقت فرمایا کہ اپنے خاوند کو میرا سلام پہنچا کر کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کو قائم رکھو۔ آپ یہ فرما کر واپس تشریف لے گئے۔ جب سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر تشریف لائے تو اپنے والد ماجد کی خوشبو آئی۔ پوچھا کہ کیا میرے پیچھے کوئی بزرگ تشریف لائے تھے۔ بی بی عرض کیا ایک نورانی چہرے والے تشریف لائے تھے جن کی مثل میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور انہوں نے آپ کو سلام دے کر فرمایا ہے کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو مضبوط رکھو۔ سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے پدر بزرگوار تھے جو فرما گئے ہیں کہ میں تجھے اپنے پاس رکھوں۔

(معارج النبوت رکن اول صہ ۳۷۸)

فائدہ:- میری اسلامی بہنو! دیکھا تم نے کہ خدا تعالیٰ کی ناشکری اور بزرگوں کی تعظیم بجا نہ لانے کا کیا نتیجہ نکلا کہ ایک اللہ تعالیٰ کا نبی ناراض ہوئے اور دوسرے نبی پاک نے اپنے گھر سے نکال دیا اور دوسری بیوی کے صبر وشکر اور بزرگوں کی تعظیم بجالانے کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک نبی علیہ السلام نے اُسے دعا دی۔ دوسرے نبی علیہ السلام کی خدمت میں رہنا نصیب ہوا۔ لہٰذا ہماری بہنیں بھی ہر حالت میں تنگی ہو یا فراخی ہو۔ صبر وشکر سے کام لیں اور جہاں تک ہو سکے بزرگوں کی تعظیم بجالانے سے کوتاہی نہ کریں۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کا حال

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم لواطت جیسے بُرے کاموں میں مبتلا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جماعت کو حسین وجمیل لڑکوں کی صورت میں ان کے عذاب کے لئے بھیجا۔ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں تشریف لائے۔ آپ کی عورت کافرہ تھی۔ اس نے اپنی قوم کو جا کر خبر دی کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر ایسے حسین لڑکے مہمان آئے ہیں جن کی مثل اب تک کوئی شخص نظر میں نہیں آیا۔ قوم یہ سن کر حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف دوڑ کر آپ کے دروازے پر آ گئے۔ جس سے حضرت لوط علیہ السلام بہت پریشان ہوئے اور قوم کو بہت سمجھایا مگر ان میں شرم وحیا نہیں تھا۔ انہوں نے آپ کی کوئی نصیحت نہ مانی۔ جب فرشتوں نے آپ کا رنج واضطراب تو فرشتوں نے کہا۔

یَا لُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ	اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے سوائے تمہاری عورت کے
(پارۃ ۱۲ سورت ھود)	اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام اپنے مسلمان کنبے کے ساتھ وہاں سے باہر چلے گئے اس میں آپ کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ بڑی کا نام ریث اور چھوٹی کا نام غیث تھا۔ صبح کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے بد طینت قوم کے شہر جس طبقہ زمین پر تھے اس کے نیچے اپنا بازو ڈالا اور ان پانچوں شہروں کو جن میں سب سے بڑا سدوم تھا اور ان میں چار لاکھ آدمی بستے تھے۔ اتنا اونچا اٹھایا کہ وہاں کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچیں اور اس آہستگی سے اٹھایا کہ کسی برتن کا پانی نہ گرا اور کوئی سونے والا بیدار نہ ہوا۔ پھر اس بلندی سے اس کو اوندھا کر کے نیچے گرا دیا جس سے وہ لوگ ہلاک ہو گئے اور جو لوگ ان شہروں سے باہر گئے ہوئے ان کو پتھر برسا کر ہلاک کر دیا۔ (خزائن العرفان ص۳۲۵)

فائدہ:۔ میری اسلامی بہنو! دیکھا تم کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیاں ایمان کی برکت سے عذاب الٰہی سے بچ گئیں اور باقی سب بے ایمان لوگ ہلاک ہو گئے معلوم ہوا کہ ایمان ایک ایسی برکت کی چیز ہے کہ دنیا میں اور آخرت میں عذاب خداوندی سے بچاتا ہے۔ تمہیں بھی ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ایک بڑی دولت ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی کا حال

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام رحمت تھا جو افرائیم کی نیک سیرت بیٹی تھیں اور حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ جل شانہ، نے آپ کو ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائی تھیں حسن و صورت بھی، کثرت اولاد بھی اور کثرت اموال بھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتلا میں ڈالا یعنی امتحان لیا۔ اور آپ کے فرزند و اولاد مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ تمام جانور جن میں ہزار ہا اونٹ اور ہزار ہا بکریاں تھیں سب مر گئے۔ تمام کھیتیاں اور باغات برباد ہو گئے کچھ بھی باقی نہ رہا اور جب آپ کو ان چیزوں کی ہلاک

ہوتے اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ حمد بجا لاتے تھے اور فرماتے فرماتے تھے۔ میرا کیا ہے۔ جس کا تھا اس نے لے لیا۔ جب تک مجھے دیا اور میرے پاس رکھا اس کا شکر ہی ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کی مرضی پر راضی ہوں۔ پھر آپ بیمار ہوئے۔ تمام جسم شریف میں آبلے پڑ گئے اور بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا۔ لوگوں نے آپ کو اپنی بستی سے نکال دیا۔ اور سب چھوڑ گئے۔ سوائے آپ کی بی بی رحمت کے جو ہر وقت آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت سالہا سال رہی۔ ایک روز آپ کی بی بی صاحبہ ذرا دیر سے حاضر ہوئیں تو آپ نے قسم کھائی کہ جب مجھے صحت نصیب ہوئی تو میں تجھے سو لکڑیاں ماروں گا۔ آخر کار کوئی ایسا سبب پیش آیا کہ آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝

اور ہمارے بندہ ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگا دی۔

اللہ تعالیٰ نبیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ فوراً حکم ہوا کہ آپ زمین پر اپنا پاؤں مارو۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ (پارہ ۲۳)

ہم نے فرمایا زمین ما پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

چنانچہ آپ نے زمین پر پاؤں مارا اور اس سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا آپ نے اس سے غسل بھی کیا اور پیا بھی اور تمام ظاہری اور باطنی مرض اور تکلیفیں رفع ہو گئیں اور جو اولاد آپ کی مر چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور اپنے فضل و رحمت سے اتنے ہی اور عطا فرمائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝

اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرما دیئے اپنی رحمت کرنے کو اور

عقلمندوں کی نصیحت کو۔

اور آپ نے جو قسم کھائی تھی کہ صحت ملنے پر اپنی بی بی کو سو لکڑیاں ماروں گا۔ تو آپ نے اپنی قسم پوری کرنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس نیک بی بی پر رحم کرتے ہوئے حکم دیا کہ تم ایک جھاڑو جس میں سو سینکیں ہوں ایک دفعہ مار دو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۔ اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ ایک جھاڑو لے کر مار دے اور قسم نہ توڑ۔

چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بی بی رحمت کو جھاڑو مار کر اپنی قسم پوری کی۔

فائدہ :۔ دینی بہنو! یہ بی بی کتنی بڑی صابر تھی کہ جب ایوب علیہ السلام کا ساتھ سب لوگ چھوڑ گئے۔ ایسی حالت میں بھی اپنے خاوند کو نہیں چھوڑا۔ برابر خدمت کرتی رہیں، ہر قسم کی سختی جھیلتی رہیں۔ اسی خدمت اور صبر کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان لکڑیوں مروانے سے بچا لیا۔ اور صرف ایک جھاڑو مارنے کا حکم دیا۔ لہذا ہماری دینی بہنیں بھی اپنے خاوند کی خدمت کرنے اور ان کی نازک مزاجی برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کی پیاری بندیاں بن سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ لیّا کا حال

حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی والدہ کا نام راحیل تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ حضرت لیّا سے نکاح کر لیا تھا۔ ان کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مصر کے بادشاہ بن گئے اور ایک بڑا قحط پڑ گیا اور آپ کے بھائی کنعان سے غلہ خریدنے کے لیے آپ کے پاس آئے۔ قرآن مجید میں ہے

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝

(پارہ ۱۳)

پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے بیشک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے۔

یہ سُن کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گریہ طاری ہُوا اور چشمِ اقدس سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں کچھ خبر ہے کہ تم نے یوسف (علیہ السلام) اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا۔ یعنی یوسف علیہ السلام کو مارنا کنوئیں میں گرانا اور بیچنا اور والد سے جدا کرنا اور ان کے بعد ان کے بھائی کو پریشان کرنا تمہیں یاد ہے اور یہ فرماتے ہوئے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تبسم آگیا اور بھائیوں نے آپؑ کے مبارک دانتوں کا حسن دیکھ کر پہچانا کہ یہ تو جمالِ یوسفی کی شان ہے۔ کہنے لگے کہ آپ سچ مچ یوسف ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ بھائیوں نے اپنی خطا کا اقرار کر لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو معاف کرتے ہوئے فرمایا

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ؗ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

(پارہ ۱۳)

آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

پھر آپ نے اپنی قمیص دے کر فرمایا کہ یہ میری قمیص لے جا کر والد ماجد کے چہرے پر ڈال دو۔ ان کی گئی ہوئی بصارت واپس آجائے گی۔ آپ کا بھائی یہودا خوشخبری سنانے کے لئے قمیص لے کر کنعان کو روانہ ہوا۔ جب ان کا قافلہ مصر سے نکلا تو حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پاس والوں کو فرمایا کہ مجھے یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آرہی ہے۔ پھر یہودا نے پہنچ کر والد ماجد کے چہرہ پر وہ قمیص ڈال دی۔ تو آپ کی آنکھیں درست ہو گئیں اور فرمایا کہ میں

نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ج قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ٥

جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ نے کہا بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خودرفتگی میں ہیں۔ پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوبؑ کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یوسف (علیہ السلام) کیسے ہیں۔ یہودا نے عرض کیا حضور وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔ فرمایا بادشاہی کو کیا کروں۔ یہ بتاؤ کس دین پر ہیں۔ عرض کیا دین اسلام پر۔ فرمایا الحمد للہ۔ اللہ کی نعمت پوری ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد ماجد کو مع ان کے اہل و اولاد کے بلانے کے لئے اپنے بھائیوں کے ساتھ دو سو سواریاں اور کثیر سامان بھیجا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصر کا ارادہ فرمایا۔ اور اپنے اہل کو جمع کیا اور روانہ ہوئے۔

جب یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہِ اعظم اور ہزارہا لشکری اور بڑی تعداد میں مصری سواروں کو ہمراہ لے کر استقبال کے لئے ریشمیں پھریرے اڑاتے قطاریں باندھے روانہ ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھا تو بیٹے سے فرمایا۔ اے یہودا کیا یہ فرعون مصر کا لشکر ہے جو اس شان و شوکت سے آرہا ہے۔ عرض کیا نہیں یہ حضور کے فرزند حضرت یوسف (علیہ السلام) ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ہوا کی طرف دیکھئے اس خوشی کی شرکت کے لئے ملائکہ حاضر ہیں جو آپ کے غم سے رویا کرتے تھے۔ ملائکہ کی تسبیح گھوڑوں کا ہنہنانا طبل و بوق کی آوازیں عجب کیفیت پیدا کر رہی تھیں۔ یہ محرم

کی دسویں تاریخ تھی یعنی عاشورہ کا دن تھا۔جب دونوں باپ بیٹے قریب ہوئے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام عرض کرنا چاہا۔جبریل علیہ السلام نے کہا آپ توقف کریں اور والد کو موقع دیجئے۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اے غم دور کرنے والے سلام علیک۔ پھر دونوں صاحب معانقہ کر کے خوب روئے اور مزین ونفیس فرودگاہ میں جو خیموں وغیرہ سے آراستہ تھے داخل ہوئے۔

(صاوی جلد دوم ص۲۱۹)

پھر شہر میں داخل ہوئے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہمراہ اپنی ماں یعنی خالہ اور باپ کو تخت پر بٹھایا تو والدین اور سب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔ اور یہ سجدہ تحیت وتواضع کا تھا جو اس شرع میں جائز تھا۔ مگر ہماری شریعت میں سجدہ تعظیم اور تحیت کا بھی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ اس طرح فرمایا ہے۔

وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ	اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا تو والدین اور سب اس کے لئے سجدہ میں گرے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ بیشک اسے میرے رب نے سچا کیا

فائدہ:- میری دینی بہنو! دیکھا تم نے کہ ایک پاک پیغمبر کے جسم پاک سے لگے ہوئے کرتے کو آنکھوں پر لگانے سے گئی ہوئی بصارت واپس لوٹ آئی۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالہ بھی ایک قسم کی ماں ہوتی ہے۔ اس کی عزت و احترام کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خالہ کو ماں فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا حال

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا نام یوحانذ ہے۔ آپ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں۔ ایک دن فرعون نے خواب میں دیکھا ــــ کہ

بیت المقدس کی طرف سے آگ آئی۔ اس نے مصر کو گھیر کر تمام قبطیوں کو جلا ڈالا اور بنی اسرائیل کو کچھ ضرر نہ پہنچایا۔ اس سے اس کو بہت وحشت ہوئی۔ کاہنوں نے اس کی یہ تعبیر بتائی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیرے ہلاک و زوال سلطنت کا باعث ہوگا۔ یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اُسے قتل کر دیا جائے۔ دائیاں تفتیش کے لئے مقرر ہوئیں۔ بارہ ۱۲ ہزار اور ایک روایت میں ستر ہزار لڑکے قتل کر ڈالے گئے اور نوّے ہزار حمل گرا دیئے گئے اور مشیت الٰہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے۔ قوم قبط کے سوسائٹی نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اس پر ان کے بچے بھی قتل کئے جاتے ہیں تو ہمیں خدمت گار کہاں سے میسر آئیں گے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کئے جائیں اور ایک سال چھوڑ دیئے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسٰی علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (تفسیر خازن جلد اول صہ ۴۸)

اسی واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ (پارہ اوّل)

اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر عذاب کرتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اسی میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی یا بڑا انعام ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے موسٰی علیہ السلام کی والدہ کو الہام فرمایا کہ بچے کو دودھ پلا اور جب کوئی خطرہ کی بات ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور کوئی فکر و اندیشہ نہ کرنا ہم اُسے تیری طرف لوٹا دیں گے: ارشاد خداوندی ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ

ہم نے موسٰی کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا

وَلَا تَحْزَنِي ج اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (پارہ ۲۰ قصص)

میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائینگے

چنانچہ والدہ چند روز آپ کو دودھ پلاتی رہیں۔ اس عرصہ میں نہ آپ روتے تھے نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے اور نہ اپنی ہمشیرہ کے سوا اور کسی کو آپ کی ولادت کی اطلاع تھی۔ پھر جبکہ والدہ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا تو والدہ نے ایک صندوق بنایا اور اس میں روئی بچھادی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس میں رکھ کر صندوق بند کر دیا اور اس کی درزیں روغن قیر سے بند کر دیں اور اس صندوق کو دریائے نیل میں بہا دیا۔ اس دریا سے ایک بڑی نہر نکل کر فرعون کے محل میں گذرتی تھی۔ فرعون مع اپنی آسیہ کے نہر کے کنارے بیٹھا تھا۔ نہر میں صندوق آتا دیکھ کر اس نے غلاموں اور کنیزوں کو اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ وہ صندوق نکال کر فرعون کے سامنے لایا گیا۔ جب کھولا گیا تو اس میں ایک نورانی شکل فرزند جس کی پیشانی سے وجاہت و اقبال کے آثار نمودار تھے نظر آیا۔ دیکھتے ہی فرعون کے دل میں ایسی محبت پیدا ہوئی کہ وہ وارفتہ ہو گیا اور اس کی پرورش کا انتظام کیا۔ حکمت الٰہی سے اس نورانی بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اپنی ماں کے سپرد کیا گیا اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا کہ میں تیرے فرزند کو تیرے پاس واپس لوٹا دوں گا۔ (خزائن العرفان ص ۴۴۴)

قرآن پاک میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا۔

فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ط اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔ (پارہ ۲۰۔ سورہ قصص)

تو اسے اٹھا لیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو۔ بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے۔

فائدہ :۔ دینی بہنو! اس واقعہ میں تمہارے لئے ایک سبق ہے کہ حالات کتنے ہی نازک شکل اختیار کرلیں۔ اپنے خالق ومالک پر اعتماد و بھروسہ رکھیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ میں خدا تعالیٰ کے بھروسہ پر اپنے بچے کو دریا میں ڈال دیا اور ذرہ برابر پروا نہ کی۔ آخر کار وہی معصوم بچہ اللہ کریم نے اپنی والدہ کے پاس لوٹا دیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت مریم موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا حال

سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بہن تھی جن کا نام مریم تھا۔ جب آپ کی والدہ نے آپ کو دریا میں ڈال دیا تو حضرت مریم کو کہا کہ تم اپنے بھائی کا حال معلوم کرنے کے لئے اس کے پیچھے چلی جا۔ چنانچہ حضرت مریم اپنے بھائی کی نگرانی میں نکلیں۔ دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں پہنچ گیا ہے۔ جہاں انہوں نے آپ کو اپنا بیٹا بنا کر اس کی تربیت کے لئے بہت سی دائیاں بلا رکھی ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کی چھاتی آپ نے منہ میں نہ ڈالی۔ اس سے ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی کہ کہیں سے کوئی ایسی دائی میسر آئے جس کا دودھ آپ پی لیں۔ دائیوں کے ساتھ آپ کی ہمشیرہ مریم بھی حال دیکھنے چلی گئی تھیں۔ اب آپ کی ہمشیرہ کو موقع ملا اور کہا کہ میں ایک ایسی دائی بتاتی ہوں جو اس بچہ کو دودھ پلائے گی۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ایسی دائی کو ضرور لے آؤ جو ان کو دودھ پلائے۔ چنانچہ وہ ان کی خواہش پر اپنی والدہ کو بلا لائیں۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون کی گود میں تھے اور دودھ کے لئے رو رہے تھے۔ فرعون آپ کو شفقت کے ساتھ بہلاتا تھا۔ جب آپ کی والدہ آئیں اور آپ نے ان کی خوشبو پائی تو آپ کو قرار آیا۔ اور آپ نے اُن کا دودھ منہ میں لیا۔ فرعون نے پوچھا۔ تو اس بچہ کی کیا لگتی ہے کہ بچہ نے تیرے سوا کسی کے دودھ کو منہ بھی نہ لگایا۔ تو آپ کی والدہ نے کہا میں ایک عورت ہوں پاک صاف رہتی

ہوں میرا دودھ خوشگوار ہے اور جسم خوشبودار ہے۔ اس لیئے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہے وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں پیتے ہیں اور میرا دودھ پی لیتے ہیں۔ فرعون نے بچہ انہیں دے دیا اور دودھ پلانے پر انہیں مقرر کر کے فرزند کو اپنے گھر لے جانے کی اجازت دی چنانچہ آپ اپنے بچہ کو اپنے مکان پر لے آئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ کے پاس دودھ پینے کے زمانہ تک رہے اور اس زمانہ میں فرعون انہیں ایک اشرفی روزانہ دیتا رہا۔ (خزائن العرفان ص ۵۴۵)

فائدہ:۔ اسلامی بہنو! ماں باپ کی تابعداری بڑی نعمت ہے۔ حضرت مریم نے اپنی والدہ کی تابعداری کتنے مشکل وقت میں کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے بچھڑے ہوئے معصوم بھائی کو پایا۔ تم بھی اسی طرح اپنے ماں باپ کی تابعداری کرو گی تو بڑی سے بڑی نعمت ملے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کا حال

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی کا نام حضرت صفورا تھا۔ جو حضرت شعیب علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو آپ نے حق کا بیان اور فرعون اور فرعونیوں کی گمراہی کا رد شروع کیا بنی اسرائیل کے لوگ آپ کی بات سنتے اور آپ کا اتباع کرتے۔ آپ فرعونیوں کے دین کی مخالفت فرماتے۔ شہر شہر اس کا چرچا ہوا۔ اور فرعونی جستجو میں ہوئے اس لیئے آپ جس بستی میں داخل ہوتے۔ جب وہاں کے لوگ غفلت میں ہوں۔ آپ ایک روز دوپہر کے وقت ایک شہر میں داخل ہوئے تو وہاں دیکھا کہ ایک قبطی قوم فرعون سے ایک اسرائیلی پر جبر کر رہا تھا تاکہ اس پر لکڑیوں کا انبار لاد کر فرعون کے باورچی خانہ میں لے جائے۔ اسرائیلی نے آپ سے مدد چاہی تو آپ نے قبطی کو کہا کہ اسرائیلی پر ظلم نہ کر اس کو چھوڑ دے لیکن وہ باز

نہ آیا۔ اور بدزبانی کرنے لگا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس ظلم سے روکنے کے لیئے گھونسا مارا۔ جس سے قبطی مر گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فرعون کی قوم کے لوگوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ کسی بنی اسرائیل نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کہ قاتل اور گواہوں کو تلاش کرو۔ فرعونی گشت کرتے پھرتے تھے اور انہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا دوسرے روز جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر ایسا اتفاق پیش آیا کہ وہی بنی اسرائیل جس نے ایک روز پہلے ان سے مدد چاہی تھی۔ آج پھر ایک فرعونی سے لڑ رہا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان سے فریاد کرنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو روز لوگوں سے لڑتا ہے۔ اپنے آپ کو بھی مصیبت و پریشانی میں ڈالتا ہے اور اپنے مددگاروں کو بھی۔ کیوں ایسے موقعوں سے نہیں بچتا اور کیوں احتیاط نہیں کرتا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آیا۔ آپ نے چاہا کہ اس کو فرعونی کے ظلم سے رہائی دلائیں۔ جب آپ نے چاہا کہ فرعونی پر گرفت کرے تو اسرائیلی غلطی سے یہ سمجھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے خفا ہیں مجھے پکڑنا چاہتے ہیں یہ سمجھ کر کہنے لگا اے موسیٰ کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ فرعونی نے یہ بات سنی اور جا کر فرعون کو اطلاع دی کہ کل کے فرعونی مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تلاش کرنے لگے۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے مدین جانے کا ارادہ فرمایا۔ مدین وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے۔ مصر سے یہاں تک آٹھ روز کا سفر ہے۔ یہ شہر فرعون کے حدود قلمرو سے باہر تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا راستہ بھی نہ دیکھا تھا۔ نہ کوئی سواری ساتھ تھی نہ توشہ نہ کوئی ہمراہی۔ راہ میں درختوں کے پتوں اور زمین کے سبزے کے سوا خوراک کی اور کوئی چیز نہ ملتی تھی تو آپ نے یہ دعا مانگی

قَالَ عَسٰی رَبِّیۡ اَنۡ یَّھۡدِیَنِیۡ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ○ — کہا قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ کو مدین تک لے گیا۔ آپ ایک کنوئیں پر پہنچے۔ جس سے لوگ پانی لیتے اور اپنے جانوروں کو سیراب کرتے تھے۔ وہاں دیکھا کہ کچھ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو عورتیں مردوں سے علیحدہ کھڑی انتظار کر رہی ہیں کہ لوگ فارغ ہوں اور کنواں خالی ہو۔ تو اپنے جانوروں کو پانی پلائیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں۔ انہوں نے کہا کہ نہ تو ہم مردوں کے انبوہ میں جا سکتی ہیں نہ پانی کھینچ سکتی ہیں۔ جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس ہو جاتے ہیں تو حوض میں جو پانی بچ رہتا ہے وہ ہم اپنے جانوروں کو پلا لیتی ہیں اور ہمارے والد ضعیف ہیں خود یہ کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کی ضرورت ہمیں پیش آتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡیَنَ وَجَدَ عَلَیۡہِ اُمَّۃً مِّنَ النَّاسِ یَسۡقُوۡنَ ۬۫ وَ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِہِمُ امۡرَاَتَیۡنِ تَذُوۡدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطۡبُکُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسۡقِیۡ حَتّٰی یُصۡدِرَ الرِّعَآءُ وَ اَبُوۡنَا شَیۡخٌ کَبِیۡرٌ ○

اور جب مدین کے پانی پر آیا وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے۔ وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی باتیں سنیں تو آپ کو رقت آئی اور رحم آیا اور وہیں دوسرا کنواں جو اس کے قریب تھا ایک بہت بھاری پتھر اس پر ڈھکا ہوا تھا جس کو بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے۔ آپ نے تنہا اس کو ہٹا دیا اور وہاں سے ان بچیوں کے جانوروں کو پانی پلایا۔ دھوپ اور گرمی کی شدت تھی

اور آپ نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ بھوک کا غلبہ تھا۔ اس لیئے آرام کرنے کی غرض سے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ — اے میرے رب میں اس کھانے کا جو تو نے میرے لیئے اتارے محتاج ہوں۔

ادھر جب وہ دونوں صاحبزادیاں اس روز بہت جلد اپنے مکان کو واپس ہو گئیں تو ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ آج اس قدر جلد واپس آ جانے کا کیا سبب ہوا۔ عرض کیا کہ ہم نے ایک نیک مرد پایا۔ اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا۔ اس پر اُن کے والد صاحب نے ایک صاحبزادی سے فرمایا جاؤ اس مرد صالح کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ بڑی صاحبزادی جن کا نام صفوراء تھا۔ اپنے جسم کو چھپاتے ہوئے نہایت حیاء اور شرم سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ — تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی۔ بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے جب موسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے باتیں کہہ سنائیں۔ اس نے کہا ڈریئے نہیں آپ بچ گئے ظالموں سے

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا بیٹھیئے کھانا کھایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے منظور نہ کیا اور اعوذ باللہ پڑھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا سبب کھانے میں کیا عذر ہے کیا آپ کو بھوک نہیں فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ کھانا میرے اس عمل کا عوض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے

جانوروں کو پانی پلا کر انجام دیا ہے۔ کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ عمل خیر پہ عوض لینا قبول نہیں کرتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے جوان ایسا نہیں ہے یہ کھانا آپ کے عمل کے عوض نہیں بلکہ میری اور میرے آباؤ اجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان نوازی کیا کرتے ہیں۔ اور کھانا کھلاتے ہیں تو آپ بیٹھے اور کھانا تناول فرمایا۔ اور تمام واقعات و احوال جو فرعون کے ساتھ گذرے تھے اپنی ولادت شریف سے لے کر قبطی کے قتل اور فرعونیوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک سب حضرت شعیب علیہ السلام سے بیان کر دیئے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے تسلی دی۔ کیونکہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت و سلطنت نہیں ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت صفوراء نے اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کیا کہ ابا جان ان کو ملازم رکھ لو کہ یہ ہماری بکریاں چرایا کریں۔ اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ یہ بڑے طاقتور اور امانت دار معلوم ہوتے ہیں۔ اس پر حضرت شعیب علیہ السلام نے صاحبزادی سے دریافت کیا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کا کیا علم ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے تنہا کنویں پر سے وہ پتھر اٹھا لیا جس کو دس ۱۰ سے کم آدمی نہیں اٹھا سکتے اور امانت اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ہمیں دیکھ کر اپنا سر جھکا لیا اور نظر نہ اٹھائی اور ہم سے کہا کہ تم پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصہ نمودار ہو۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کردں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو اور دس ۱۰ برس پورے کر دو۔ تو تمہاری مہربانی ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات منظور کر لی اور آپ کا عقد حضرت صفورا سے ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَتْ اِحْدٰهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ز	ان میں کی ایک بولی اے میرے باپ ان کو
اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ	نوکر رکھ بیشک بہتر نوکر وہ جو طاقتور امانتدار ہو

الْاَمِیْنُ ۝ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَۚ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ۝ (پارہ ۲۰ سورت قصص)

کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو پھر اگر پورے دس برس کرو تو تمہاری طرف سے ہے اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا قریب ہے انشاءاللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤگے۔ موسٰی نے کہا یہ میری اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے۔

جب موسٰی علیہ السلام کا عقد ہو گیا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو ایک عصا دیں جس سے وہ بکریوں کی نگہبانی کریں۔ اور درندوں کو دفع کریں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس انبیاء علیہم السلام کے کئی عصا تھے۔ صاحبزادی صاحبہ کا ہاتھ حضرت آدم علیہ السلام کے عصا پر پڑا جو آپ جنت سے لائے تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام اس کے وارث ہوتے چلے آئے تھے۔ اور وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ عصا حضرت موسٰی علیہ السلام کو دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے بڑی میعاد یعنی دس سال پورے کئے اور پھر حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دیدی حضرت موسٰی علیہ السلام اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے جب ایک جنگل میں پہنچے۔ اندھیری رات تھی۔ سردی شدت کی پڑ رہی تھی راستہ گم ہو گیا تھا۔ آپ نے کوہ طور پر آگ دیکھی۔ اپنی بیوی کو فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے میں وہاں جاتا ہوں۔ شاید میں راہ کی خبر لاؤں کہ کس طرف سے ہے یا تمہارے لئے کوئی آگ کی چنگاری لے آؤں۔ تاکہ تم تاپو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ج قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ (پارہ ۲۰ سورہ قصص)

پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی اور بی بی کو لے کر چلا طور کی طرف ایک آگ دیکھی اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لئے کوئی آگ کی چنگاری کہ تم تاپو پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے کہ اے موسیٰ بے شک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا۔

مطلب یہ ہے کہ وہ آگ خدا کا نور و جلوہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی جگہ شرفِ نبوت سے سرفراز فرمایا۔

سُنی بہنو! اس قصہ میں تم کو تین سبق حاصل ہوئے۔ اوّل یہ کہ اپنے گھر کا کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیئے۔ اگرچہ اس میں کچھ تکلیف محسوس ہو یہی پارسا اور نیک بخت بیبیوں کا کام ہے۔ دوسرا یہ کہ غیر مرد سے بامر مجبوری بولنا پڑے تو شرم و حیاء کو لازم سمجھو۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات چادر، قمیص عصا گھر میں رکھنا باعث برکت ہے اور انبیاء علیہم السلام کی سُنت ہے اور ان تبرکات کا بے حد تعظیم اور ادب کرنا چاہیئے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزاحم کی بیٹی تھی۔ فرعون شاہ مصر جس نے خدائی دعوی کیا تھا۔ یہ اس کی عورت تھی۔ مگر جنت میں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بی بی ہوں گی جنت میں آپ کا عقد ان سے کیا جائے گا۔ مروی ہے

کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دنیا سے رحلت کرنے کا وقت قریب ہوا تو شاہ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ خدیجہ! جب تیری ملاقات اپنی سوکنوں سے ہو تو ان کو میرا سلام پہنچانا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے نکاح کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے تو کسی سے نکاح نہیں کیا ہے لیکن (جنت میں) اللہ جل شانہٗ میرا نکاح مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی اور کلثوم ہمشیرا موسیٰ سے کرے گا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ سید العرب والعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں۔ مگر عورتوں میں کوئی کمال کے درجہ کو نہیں پہنچی سوا حضرت مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ (تفسیر صاوی جلد چہارم صد ۱۹۰)

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچپن میں محبت وپیار سے پالا تھا اور ان کی جان ظالم فرعون سے بچائی تھی جب حضر موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو مغلوب کیا تو یہ آسیہ بیگم آپ پر ایمان لے آئیں۔ جب فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عتاب کیئے۔ انہیں چومیخا کیا، اور بھاری چکی سینہ پر رکھی اور دھوپ میں ڈال دیا جب فرعونی ان کے پاس ہٹتے تو فرشتے ان پر سایہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بزرگی قرآن مجید میں اس طرح فرماتا ہے:۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پارہ ۲۸ سورہ تحریم)	اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا مکان جو جنت میں ہے ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی مسرت میں فرعون کی سختیوں کی شدت ان پر سہل ہوگئی۔ اللہ جل شانہٗ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کی روح قبض فرمائی۔ ابن کیسان نے کہا کہ وہ زندہ اٹھا کر جنت میں داخل کی گئیں۔ جہاں وہ جنت کے میوے کھاتی ہیں۔ (تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

فائدہ: اسلامی بہنو! تمہیں بھی ایسا ہی ایمان مضبوط رکھنا چاہیئے کہ کتنی تکلیف پہنچے مگر ایمان میں فرق نہ آئے۔ اگر کسی کا خاوند دین کے خلاف کوئی کام کرے تو ہرگز اس کا ساتھ نہ دینا چاہیئے۔ اس زمانہ میں کافر مرد سے نکاح ہو جاتا تھا مگر ہماری شریعت میں کسی کافر سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر خاوند کفر اختیار کرے تو اسی وقت نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

حزقیل کی بی بی کا حال

حزقیل فرعون کا چچازاد بھائی تھا اور بعض کے نزدیک وہ اسرائیلی تھا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایمان رکھتا تھا۔ مگر اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ (پارہ ۲۴ سورۂ مومن)	اور بولا فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مار ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے لائے

جب سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم جادوگروں پر غالب ہوئے ہوئے تو اس وقت انہوں نے ایمان کو ظاہر کر دیا۔ وقت کی ظالم حکومت نے انہیں گرفتار کر کے جادوگروں کے ساتھ شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ حضرت حزقیل کی بیوی بھی ایمان دار تھی اور فرعون کی بیٹی کی خادمہ تھی۔ اس کی کنگھی چوٹی بھی وہی کرتی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتی تھی۔ مگر فتنہ کے خوف سے

ظاہر نہ کرتی تھی۔ ایک دفعہ فرعون کی بیٹی کے بال سنوار رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی۔ اس نے بسم اللہ پڑھ کر اٹھالی۔ لڑکی نے پوچھا یہ تو نے کیا کہا یہ کس کا نام ہے۔ خادمہ نے کہا یہ میرے اور تیرے باپ کے رب کا نام ہے۔ لڑکی کو بڑا تعجب ہوا کہ میرے باپ سے بھی کوئی بڑا ہے۔ دوڑی ہوئی باپ کے پاس گئی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ فرعون نے خادمہ کو بلایا اور پوچھا تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔ فرعون نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ تنور گرم کیا جائے جب گرم ہوگیا تو اس کے دودھ پیتے بچہ کو تنور میں ڈال دیا گیا۔ لڑکا آگ میں بولا امی جان صبر کیجیو اور ایمان نہ چھوڑیو۔ غرضیکہ عورت اپنے ایمان پر جمی رہی آخر کار اس بے چاری کو بھی پکڑ کر جلتے تنور میں ڈال دیا۔ (اعرائس المجالس ص۱۶۹)

فائدہ:۔ اسلامی بہنو! ایسا مضبوط ایمان چاہیئے کہ کتنے ہی مصیبت کے پہاڑ آگریں ایمان میں خلل نہ آئے۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کی ایک بڑھیا کا حال

جب مصر میں ظالم فرعون نے بنی اسرائیل کو بہت تنگ کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) کہ تمام بنی اسرائیلیوں کو مصر سے راتوں رات نکال لے جاؤ تاکہ فرعون ظالم کے ظلم وستم سے رہائی پائیں۔ موسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سب بنی اسرائیل کو اکٹھا کر کے راتوں رات مصر سے چل پڑے۔ چلتے چلتے راستہ بھول گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے مشائخ کو بلا کر اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ جب یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتقال کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر کسی وقت تم لوگ مصر سے نکلنا چاہو تو میرا تابوت جس میں میری نعش (شریف) ہوگی اس کو اپنے ساتھ لے جا کر ارض مقدسہ میں دفن کرنا۔ آپ نے ان سے حضرت یوسف علیہ السلام کے قبر کی جگہ دریافت کی تو انہوں نے

لاعلمی کا اظہار کیا۔ آخر کار اعلان کیا گیا کہ اگر کسی کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم ہو تو آ کر بتائے۔ تب ایک بڑھیا حاضر ہو کر عرض کی کہ قبر کی جگہ میں بتلاتی ہوں۔ مگر اس شرط پر کہ میری یہ درخواست منظور ہو کہ جنت میں جس درجہ میں آپ ہوں اسی درجہ میں مجھے رہنے کی جگہ ملے۔ آپ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے اللہ رب العزت جل وعلا سے اس کی اجازت طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس بڑھیا کی درخواست منظور کر لو۔ بڑھیا نے تابوت کا پتہ بتلایا کہ دریا کے بیچ میں دفن ہے۔ اس تابوت کا نکلنا تھا کہ فوراً راستہ مل گیا۔

فائدہ :۔ میری اسلامی بہنو: ذرا خیال کرو کہ بڑھیا نے دنیا کی کوئی دولت نہیں مانگی۔ مانگی تو جنت مانگی۔ تم بھی دنیا کی دولت کی حرص کو چھوڑ کر اپنے رب سے آخرت کی بہتری اور جنت مانگا کرو۔ دنیا جو قسمت میں ہے وہ ضرور مل کر رہے گی۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا حال

حضرت سلیمان علیہ السلام جو وقت کے پیغمبر بھی تھے اور ساری دنیا کے بادشاہ بھی۔ آپ نے یہ دعا مانگی تھی جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔

وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

(پارہ ۱۹ سورت نمل)

اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کی سزاوار ہیں۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دعا میں ذکر کیا کہ اے اللہ تو نے میرے ماں باپ پر انعام و احسان کیا ہے اور اللہ رب العزت جل وعلا کا بڑا احسان و انعام

ایمان اور دین معلوم ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی بڑی بزرگ تھیں۔

فائدہ:۔ اسلامی اور دینی بہنو! ایمان کتنی بڑی دولت ہے کہ ایماندار کا ذکر نبیوں پیغمبروں کی پاک زبان پر کتنی خوبی کے ساتھ آتا ہے۔ دینی بہنو! تم بھی ایمان کو مضبوط رکھو۔

جیسور کی ہمشیرہ کا حال

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے ایک سفر کا حال تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ اس میں سے ایک واقعہ اس طرح ذکر فرمایا۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا۔

(پارہ ۱۵ سورت کہف)

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی۔ بے شک تم نے بہت بری بات کی۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝

(پارہ ۱۶۔ سورۃ کہف)

اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر، ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے۔

مختصر قصہ یہ ہے کہ جیسور ایک لڑکا تھا جو بہت خوبصورت تھا اس کے والد کا نام زبر اور والدہ کا نام سہوی تھا (روح) یہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم نے ایک خوبرو لڑکے کو بلا قصور کیوں قتل کیا یہ اچھی بات نہیں ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ یہ لڑکا جب بڑا ہوتا تو کفر اختیار کرتا اور اس کے ماں باپ ایماندار ہیں۔ ممکن ہے

کہ وہ اولاد کی محبت میں ایمان کو چھوڑ دیتے اور کفر اختیار کرتے۔ اسی مصلحت کی بناء پر بچے کو قتل کر دیا گیا۔ اب اللہ جلالہٗ اس کے بدلے ایک لڑکی عنایت فرمائے گا جو بڑی نیک سیرت ہو گی اور اپنے ماں باپ سے حسنِ سلوک اور محبت و مودّت سے پیش آئے گی۔ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹی عطا کی جو ایک نبی کے نکاح میں آئی اور اس خاندان سے ستر نبی پیدا ہوئے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے بہت لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائی۔ (خازن جلد سوم ص ۲۰۷)

فائدہ :- اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی گناہوں سے پاک رہے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے نبیوں کو بھی پسند ہے۔ میری سنی بہنوں تم بھی کوشش کرو کہ کوئی گناہ کا ارتکاب نہ ہو اور جہاں تک ہو سکے اپنے ماں باپ کی بہترین خدمت کرو۔ اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہے۔

حضرت بلقیس کا حال

بلقیس ملک سبا کی بادشاہ تھی۔ اس کا حال قرآن مجید میں تفصیلاً درج ہے۔ یہاں اس کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اللہ کریم نے تمام دنیا کی مملکت (سلطنت) عطا فرمائی۔ جن انسان شیطان پرند چوپائے درندے سب پر آپ کی حکومت تھی اور ہر ایک شئے کی زبان آپ کو عطا فرمائی اور عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں وجود میں آئیں۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝ (پارہ ۱۹ سورہ نمل)	اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا۔ بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔

ایک روز آپ کا تخت فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ آپ نے پرندوں کا جائزہ لیا۔

تو ہُدہُد کو نہ پایا۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں ضرور میں اسے سخت عذاب کروں گا یا ذبح کر دوں گا یا کوئی روشن سند میرے ساتھ لاتے۔

ہُدہُد نے تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہو کر عرض کی حضور! میں شہر سبا سے حضور کے لئے ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت کو حکومت کرتے دیکھا ہے جس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔ مگر وہ لوگ آفتاب پرست مجوسی ہیں۔ یہ سن کر آپ نے ایک مکتوب (خط) لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

کہ از جانب بندہ خدا سلیمان بن داؤد بسوئے بلقیس ملکہ شہر سبا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس پر سلام جو ہدایت قبول کرے۔ اس کے بعد مدعا یہ کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو۔ آپ نے اس پر آپ نے اپنی مہر لگائی اور ہدہد سے فرمایا۔ میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر ڈال دے اور پھر الگ ہو کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ ہُدہُد وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ اس وقت بلقیس کے گرد اس کے اعیان (بڑے لوگ) اور وزراء کا مجمع تھا۔ ہُدہُد نے وہ خط بلقیس کی گود میں ڈال دیا۔ اور وہ اس کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر کہا اے سردارو بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝

وہ عورت بولی اے سردارو بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا۔

بلقیس نے اس خط کو عزت والا یا اس لئے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ اس سے اس نے جانا کہ کتاب کا (خط) بھیجنے والا جلیل المنزلت بادشاہ ہے یا اس لئے کہ اس خط کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ

وہ مکتوب (خط) کس کی طرف سے آیا۔ چنانچہ کہا۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ (پارہ ۱۹ سورت نمل)	بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ہے یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن رکھتے ہوئے میرے حضور حاضر ہو۔

خط کا یہ مضمون سنا کر بلقیس نے اعیان دولت سے پوچھا کہ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کی رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لئے تیار ہیں۔ بہادر اور شجاع ہیں۔ صاحب قوت و توانائی ہیں۔ کثیر فوج رکھتے ہیں جنگ آزما ہیں۔ تو نظر کر کہ کیا حکم دیتی ہے۔ ہم تیری اطاعت کریں گے تیرے حکم کے منتظر ہیں۔ بلقیس نے کہا۔

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○	بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل اور ایسا ہی کرتے ہیں۔

بلقیس کا مطلب یہ تھا کہ جنگ مناسب نہیں۔ اس میں ملک اور اہل ملک کی تباہی و بربادی کا خطرہ ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنی رائے پیش کی کہ میں اُن کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہے یا نبی۔ کیونکہ بادشاہ عزت و احترام سے ہدیہ قبول کرتے ہیں۔ اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کر لیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور سوا اس کے کہ ہم ان کے دین کا اتباع کریں۔ وہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے تو اس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں بہترین لباس اور زیوروں کے ساتھ آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار کر کے بھیجے اور پانچ سو اینٹیں سونے کی اور جواہر سے مرصع تاج اور مشک و عنبر وغیرہ مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کئے۔ ہُدہُد یہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سب خبر پہنچائی۔ آپ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ کے میدان

میں بچھا دی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنا دی جائے اور برّ و بحر کے خوبصورت جانور اور جنات کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں جب بلقیس کے لوگ ہدیہ لے کر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے تو آپ نے وہ ہدیے قبول نہ فرمائے اور فرمایا کہ انہیں واپس لے جاؤ۔ میں ایک فوج بھیجوں گا جو انہیں ذلیل کر کے شہر سے نکال دے گی۔ جب قاصد ہدیئے لے کر واپس بلقیس کے پاس گئے اور تمام واقعات سنائے۔ تو بلقیس نے کہا کہ بیشک وہ نبی ہیں اور ہمیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اور اس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور ان پر پہرہ دار مقرر کر دیئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کیا تاکہ دیکھے کہ آپ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ ایک لشکر گراں لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جس میں بارہ ہزار نواب تھے اور ہر نواب کے ساتھ ہزاروں لشکری۔ جب وہ اتنے قریب پہنچ گئی کہ کہ حضرت سے صرف ایک فرسنگ کا فاصلہ رہ گیا۔ تو حضرت سلیمان نے درباریوں کو فرمایا

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّىْ عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ ۔ (پارہ ۱۹ سورۃ نمل)

سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانتدار ہوں۔ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

جب بلقیس کا تخت دربار سلیمان علیہ السلام میں پہنچ گیا تو بلقیس کی عقل معلوم کرنے کے لئے اس کے تخت میں کچھ تغیر کیا گیا جب بلقیس دربار سلیمانی میں حاضر ہوئی تو اسے اس کا تخت دکھا کر پوچھا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔ تو اس نے کہا گویا وہی ہے۔ اس جواب سے اس کا کمالِ عقل معلوم ہوا۔ اب اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے۔ دروازے بند کرنے قفل لگانے پہرہ دار مقرر کرنے کا کیا فائدہ ہوا۔ تو اس نے کہا ہم کو اس واقعہ سے پہلے ہُدہُد کے واقعہ سے اور امیر وفد سے خبر مل چکی ہے کہ آپ نبی ہیں اور ہم نے آپ کی اطاعت اور آپ کی فرمانبرداری اختیار کی۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝

(پارہ ۱۹ سورۂ نمل)

سلیمان نے حکم دیا عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کر دو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا ان میں ہوتی ہے جو ناواقف رہے پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی ہے اور ہم فرمانبردار ہوئے

پھر سیدنا سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو یہ بات دکھانے کے واسطے کہ ہمارے خدا کی دی ہوئی بادشاہی تمہاری دنیا کی بادشاہی سے زیادہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک حوض جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے اوپر ایک صاف شفاف آبگینہ (کانچ) کا فرش بنوایا اس کے نیچے پانی جاری تھا۔ اور اس میں مچھلیاں تھیں۔ اس کے وسط میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت رکھا گیا جس پر جلوہ افروز ہوئے اور بلقیس کو حکم دیا کہ میرے پاس حاضر ہو۔ بلقیس جب حوض کے پاس پہنچیں تو کانچ تو نظر نہ آیا۔ یوں سمجھیں کہ مجھ کو پانی کے اندر جانا پڑے گا تو اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اوپر چڑھانے لگیں۔ فوراً انہیں بتایا گیا کہ اس پر کانچ کا فرش ہے یہ پانی نہیں ہے یہ سن کر بلقیس نے اپنی پنڈلیاں چھپالیں اور اس سے اس

کو بہت تعجب ہوا اور اس نے یقین کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک و حکومت اللہ کی طرف سے ہے اور ان عجائبات سے اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی نبوت پر استدلال کیا۔ اب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اسلام کی دعوت دی تو بلقیس نے کہا۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ (پارہ ۱۹ سورۃ نمل)

بلقیس نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب سارے جہان کا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بلقیس نے فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئی۔

فائدہ:۔ اس قصہ سے پتہ چلتا ہے کہ بلقیس ایک بے نفس عورت تھی کہ باوجود امیر اور بادشاہ ہونے کے جب اسے اسلام کی حقیقت معلوم ہوئی فوراً اس کو مان لیا اور اس کے قبول کرنے میں شیخی نہیں کی اور نہ ہی باپ دادا کی رسم کو اختیار کر کے بیٹھیں۔

اسلامی بہنوں! تم کو بھی یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جب دین کی کوئی بات سنو تو فوراً اسے مانو اور اس پر عمل کرو۔ کسی وقت بھی عار یا شرم یا خاندانی رسم کی پیروی مت کرو۔ ان میں سے کوئی چیز کام نہ آوے گی۔ کام آنا ہے تو دین کے کام ہی کام آئیں گے۔

بنی اسرائیل کی ایک لونڈی کا حال

حدیث شریف میں یہ قصہ مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی۔ اتنے میں ایک سوار بڑی شان و شوکت سے سامنے سے گزرا۔ بچہ کی ماں نے دعا مانگی کہ اے اللہ میرے بچے کو ایسا ہی کر دیجئے۔ بچہ ماں کی چھاتی چھوڑ کر کہنے لگا۔ اے اللہ مجھے ایسا نہ کرنا۔ اور پھر دودھ پینے لگا۔

پھر سامنے سے کچھ لوگ گزرے جو ایک لونڈی کو پکڑے ذلت و رسوائی سے لئے جاتے تھے۔ ماں نے پھر دعا مانگی اے اللہ میرے بچے کو ایسا نہ کرنا۔ وہ بچہ پھر بولا کہ اے اللہ مجھے ایسا ہی کرنا۔ ماں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ بچہ نے کہا وہ سوار تو ایک ظالم جابر شخص تھا۔ اور لونڈی کو لوگوں نے خواہ مخواہ تہمت لگائی ہے کہ یہ چور ہے اور بدچلن ہے۔ حالانکہ وہ غریب اس سے پاک ہے۔

فائدہ :- سنی بہنو! دیکھا تم نے کہ اس سوار کی مخلوق کے ہاں تو بڑی عزت تھی مگر اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں اس کی کچھ قدر نہیں اور یہ لونڈی مخلوق کے نزدیک تو بے قدر تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اس کی بڑی قدر تھی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عزت و قدر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں ہونا چاہیئے لوگ اسے کیسا ہی سمجھیں اور اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر نہ ہوئی تو مخلوق کی قدر کس کام آسکتی ہے۔ بعض بہنوں کی عادت ہوتی ہے کہ غریبوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں اور ذرا سے شبہ پر ان پر عیب لگا دیتی ہیں۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سے بھی اچھی ہو۔ پھر لونڈی کی کرامت بھی دیکھو کہ اس کی پاکی ظاہر کرنے کے لیئے دودھ پیتا بچہ باتیں کرنے لگا۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں سے کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

بنی اسرائیل کی ایک دیندار عورت کا حال

بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور بڑا عابد تھا۔ مگر اس کو اپنی بی بی کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مر گئی۔ اس عالم کو اتنا غم ہوا کہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا۔ اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ بنی اسرائیل میں ایک عقل مند عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا اور اس عالم کے پاس گئی۔ دروازہ پر بیٹھ کر کہنے لگی کہ مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ آخر عالم کو اس کی خبر ہوئی۔ اندر آنے کی اجازت دے دی۔ عورت نے اندر جا کر کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ اس نے

کہا۔ بیان کر۔ کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگے کے طور پر لیا تھا۔ اور مدت تک اس کو استعمال کرتی رہی پھر مالکہ نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور واپس دے دو تو کیا وہ زیور دے دینا چاہیئے یا نہیں۔ عالم نے کہا ضرور دے دینا چاہیئے۔ وہ عورت بولی کہ وہ تو میرے پاس بہت مدت تک رہا ہے تو میں کیسے دوں۔ عالم نے کہا کہ تب تو اور بھی خوشی سے دینا چاہیئے کیونکہ ایک مدت تک اس نے نہیں مانگا۔ یہ اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے۔ پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو۔ خدا نے ایک چیز عاریتاً دی تھی۔ جب چاہا لے لی۔ اس کی چیز تھی۔ یہ سن کر عالم کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اس بات سے اسے بڑا فائدہ پہنچا۔

فائدہ :۔ دیکھا تم نے کہ کیسی سمجھ دار اور دیندار عورت تھی۔ کہ ایسے مرد کو جو عالم تھا اس کو کیسے عمدہ طریقے سے سمجھا دیا۔ اسلامی بہنو! تم بھی تکلیف و مصیبت میں صبر کیا کرو اور دوسری بہنوں کو بھی صبر کرنا سمجھا دیا کرو۔

حضرت مریم کی والدہ ماجدہ کا حال

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ کا نام حنہ تھا۔ حضرت فاکوذا کی ایک بیٹی ایشاع حضرت ذکریا علیہ السلام کی بی بی تھیں۔ اور دوسری بیٹی حنہ نامی تھی جو حضرت عمران کی بی بی اور حضرت مریم کی والدہ تھیں۔ ایک زمانہ تک حضرت حنہ کے اولاد نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ بڑھاپا آگیا۔ اور مایوسی ہوگئی۔ یہ صالحین کا خاندان تھا اور یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے۔ ایک دن حنہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچہ کو دانہ دنکا کھلا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یارب اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اس کو بیت المقدس کا خادم بناؤں اور اس خدمت کیلئے حاضر کردوں جب وہ حاملہ ہوئیں اور انہوں نے یہ نذر مان لی تو اس کے شوہر

حضرت عمران نے فرمایا کہ تم نے کیا کیا اگر وہ لڑکی ہوئی تو وہ اس قابل کہاں ہے ۔ اس زمانہ میں لڑکوں کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے دیا جاتا تھا اور لڑکیاں عوارض نسائی اور زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ سے اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھیں ۔ اس لئے ان صاحبوں کو شدید فکر لاحق ہوئی ۔ مگر حنہ کی وضع حمل سے قبل حضرت عمران کا انتقال ہوگیا ۔ اللہ تعالےٰ حضرت حنہ کا حال قرآن پاک میں اس طرح فرماتے ہیں ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

جب عمران کی بی بی نے عرض کی اے رب میرے میں تیرے لئے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے تو تو مجھ سے قبول کرلے بیشک تو ہی سنتا جانتا ہے ۔

اس زمانہ میں ایسی منت درست تھی جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو ایک بچی تولد ہوئی ۔ تو حضرت حنہ نے بڑے افسوس سے کہا اے اللہ یہ تو لڑکی پیدا ہوئی ۔ اللہ تعالےٰ کا حکم ہوا کہ یہ لڑکی لڑکوں سے بھی اچھی ہوگی ۔ خدا نے اس کو قبول کیا اور اس کا نام مریم رکھا گیا اور یہ دعا کی گئی کہ اللہ تعالےٰ ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان سے محفوظ فرمائے ۔ قرآن مجید میں ہے ۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

(پارہ ۳ سورت آل عمران)

پھر جب اسے جنا بولی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی ! اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں ۔ راندے ہوئے شیطان سے ۔

فائدہ :۔ نیک بیبیو ! نیک اور پاک نیت کیا کرو ۔ حضرت حنہ نے نیک نیت کی اور اللہ تعالےٰ نے اسے نیک صالح اولاد عطا فرمائی اور ان کی دعا بھی قبول

فرمائی۔ یہ سب کچھ پاک نیت کا نتیجہ ہے۔

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش کا ذکر تو ابھی اوپر گذر چکا ہے آپ کی والدہ حضرت حنہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار (بزرگوں) کے سامنے رکھ دیا۔ یہ احبار (علمائ) حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھے اور بیت المقدس میں ان کا منصب ایسا تھا جیسا کہ کعبہ شریف میں حجبہ (دربان) کا ہوتا ہے چونکہ حضرت مریم ان کے امام اور ان کے صاحب قربان کی بیٹی تھیں اور ان کا خاندان بنی اسرائیل میں بہت اعلیٰ اور اہل علم کا خاندان تھا اس لیئے ان سب نے جن کی تعداد ستائیس تھی حضرت مریم کو لینے اور ان کی تربیت کی رغبت کی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ کیونکہ میرے گھر میں ان کی خالہ ہیں۔ آخر کار قرعہ ڈالا گیا۔ اور قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام پر نکلا۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضرت ذکریا علیہ السلام کے ہاں پرورش پانے لگیں۔ آپ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں بڑھتے۔ آپ مادرزاد بزرگ ولی تھیں۔ آپ نے اپنے پنگوڑے میں کلام کیا۔ جبکہ آپ بہت چھوٹی عمر کی تھیں اور اللہ تعالیٰ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیئے بے موسم میوے جنت سے اتارتا۔ آپ کی اس کرامت کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ	جب ذکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَٰمَرْيَمُ	کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا
أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ	اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ
إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ	اللہ کے پاس سے ہے بیشک اللہ جسے چاہے

حِسَاب ۵ (پارہ ۳ سورت آلِ عمران) بے گنتی دے۔

غرضیکہ آپ بزرگ خاتون تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لئے قبول فرمایا اور یہ بات اُن کے سوا کسی عورت کو میسر نہ ہوئی۔ اسی طرح ان کے لئے جنتی رزق بھیجنا اور حضرت زکریا علیہ السلام کو ان کا کفیل بنانا اور بغیر باپ کے بیٹا دینا اور ملائکہ کا کلام سننا حضرت مریم کی بزرگی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن عزیز میں فرماتا ہے۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ ۔

اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رو دار ہوگا (صاحب مرتبہ) دنیا اور آخرت میں اور قرب والا اور لوگوں سے بات کریگا پالنے میں اور پکی عمر میں اور خاصوں میں ہوگا بولی اے میرے ربّ میرے بچہ کہاں ہوگا مجھے کسی شخص نے ہاتھ نہیں لگایا فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہوجا وہ فوراً ہوجاتا ہے۔

(پارہ ۳ سورت آلِ عمران)

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِينَ ۝ (پارہ ۲۸ سورت تحریم)

اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں ہوئی۔

جب حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوان ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت

سے بغیر مرد کے حاملہ ہوگئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر پیدا ہوئے۔ یہودیوں نے بغیر باپ کے بچہ پیدا ہونے پر واہی تباہی بکنا شروع کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہونے کے زمانہ ہی میں بولنے کی طاقت دی اور انہوں نے بہت اچھی اچھی باتیں کیں کہ انصاف والوں کو معلوم ہوگیا کہ ان کی پیدائش خدا تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے۔ بے شک وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی ماں پاک صاف ہے۔ خاتم الانبیاء احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی سوائے دو عورتوں کے ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

فائدہ:۔ مسلمان بہنو! حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیسی بزرگ خاتون تھیں کہ بچپن میں ان سے دو کرامتیں صادر ہوئیں۔ ایک کرامت تو یہ کہ انہوں نے پنگوڑے میں عالم صغر سنی میں کلام کیا۔ دوسری کرامت یہ کہ ان کے پاس بے موسم میوے جنت سے اترتے۔ جسے آپ کھاتی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نیک بندی کو دشمنوں کی تہمت سے بچایا اور ایسا فرزند نصیب فرمایا جو پنگوڑے ہی میں بولنے لگ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا فرمائی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی کا حال

حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی کا نام ایشاع تھا یہ حضرت حنہ کی بہن اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خالہ ہیں اور سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہوگئے اور آپ کی بی بی بانجھ تھیں۔ کوئی اولاد نہیں تھی جب حضرت زکریا علیہ السلام نے دیکھا کہ حضرت مریم کے پاس بے موسم میوے جنت سے آتے ہیں تو آپ نے دل میں خیال کیا کہ جو ذات پاک مریم کو بے وقت بے فصل اور بغیر سبب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے تو وہ بے شک اس پر

بھی قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہوجانے کے باوجود فرزند عطا کر بایں خیال آپ نے یہ دعا مانگی۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝ (پارہ ۱۷ سورت انبیاء)

اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کے لئے اس کی بی بی سنواری بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے تھے

فائدہ: اسلامی بہنوں! اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا حال اپنی کلام میں ذکر فرماتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کا ذکر کرنا باعث برکت ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نیک لوگوں کے ذکر کرنے سے رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا ہماری اسلامی بہنیں اکثر اوقات نیک لوگوں کا ذکر کیا کریں تاکہ ان کے گھروں میں رحمت خداوندی نازل ہوتی رہے۔ انہی نیک لوگوں کی برکت سے ہمارے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

نوٹ: یہ حالات اور قصے پہلی امتوں کی بیبیوں کے تھے اب اس امت کی نیک بیبیوں کے حالات بھی سن لو۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں، جنہوں نے تمام عورتوں سے پہلے دین اسلام قبول کیا تھا اور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بی بی ہیں اور بڑی بزرگی کی مالکہ ہیں۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کی افضل ترین عورتوں میں سے اسیدہ حضرت امریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے پناہ قربانیاں اور بے مثال خدمات اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنا سلام بھیجا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم رؤف رحیم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ یہ خدیجہ ہیں تحقیق تشریف لا رہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے جب آپ کے پاس حاضر ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پہنچانا اور ان کو ایسے محل کی بشارت دیں جو موتیوں کا بنا ہوا ہے جس میں نہ کوئی شور و غل ہوگا اور نہ ہی کوئی محنت و مشقت۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۷۳)

محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافروں کے برتاؤ سے پریشانی ہوتی تو آپ حضرت خدیجہ سے اس کا ذکر فرماتے تو خدیجہ ایسی تسلی کی بات کہہ دیتیں جس سے آپ کی پریشانی دور ہو جاتی۔ زمانہ حیات میں جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہیں تو آپ برابر ان سے محبت فرماتے رہے یہاں تک کہ ان کی زندگی میں دوسری شادی کا ارادہ تک نہیں فرمایا. حالانکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عمر میں بڑی تھیں۔ سیدہ خدیجہ کے وصال کے بعد بھی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اقدس میں حضرت خدیجہ کی یاد اور محبت اسی طرح باقی رہی جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا یا قربانی کی جاتی تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ڈھونڈ کر آپ کی سہیلیوں کو گوشت بھجوانے کا اہتمام فرماتے۔

یہ مسلمانوں کی پہلی ماں پچیس ۲۵ برس محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بنی رہیں۔ اور ۱۱ رمضان المبارک بعثت کے دسویں سال ہجرت سے صرف تین سال پیشتر راہی فردوس بریں ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ **نوٹ** :۔ اگر آپ کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کا شوق ہو تو فقیر کی کتاب نورانی مواعظ حصہ چہارم کا مطالعہ کریں۔

فائدہ :۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قدر و منزلت اللہ اور رسول کے نزدیک محض اس لئے تھی کہ آپ کے دل میں محبت مصطفےٰ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور آپ کی بے مثال خدمت گذاری تھی۔ میری سنی بہنیں بھی اگر اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق و محبت رکھیں گی تو ان کا مرتبہ بھی اللہ رسول کے ہاں بلند ہو گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند کی پریشانی میں اس کی دلجوئی کرنا اور تسلی دینا ایک نیک خصلت ہے۔ اس پُر فتن زمانہ میں اکثر عورتیں خاوند کی پریشانیوں کو بجائے دور کرنے کے اور زیادہ بڑھا دیتی ہیں۔ لہٰذا ایسی بری عادت کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش کے ایک نامور قبیلہ عامر بن لوئی کی

چشم و چراغ تھیں۔ والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام شموس تھا آپ کا سلسلۂ نسب فخر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لوئی سے مل جاتا ہے۔ سکران بن عمر آپ کے چچا زاد بھائی تھے۔ پہلی شادی ان ہی سے ہوئی تھی۔ آپ بہت بزرگ خاتون تھیں آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ابتدائے زمانہ نبوت میں اسلام لائیں اور آپ کے شوہر بھی آپ کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس اعتبار سے آپ قدیم الاسلام خاتون ہیں۔ قدیم الاسلام مسلمان مردوں اور عورتوں کے ساتھ آپ کو بھی کفار قریش کے مظالم کا شکار ہونا پڑا۔ لیکن حبشہ کو جو پہلی جماعت مسلمانوں کی ہجرت کر کے گئی تھی اس میں آپ شریک نہیں تھیں۔ آپ اور آپ کے شوہر دونوں اس عہد پر آشوب میں مکہ مکرمہ میں ہی رہے۔ لیکن قریش کے مظالم و شدائد کا سیلاب سر سے گزرنے لگا تو آپ بھی ہجرت پر مجبور ہو گئیں اور آپ کے ساتھ ان کا ان کا شوہر بھی ہجرت کر گئے۔ کئی سال تک حبشہ ہی میں مقیم رہیں۔ پھر مکہ مکرمہ واپس آ گئیں کچھ دن کے بعد آپ کے شوہر سکران کا انتقال ہو گیا۔ کچھ مدت کے بعد آپ کا شاہ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ مہر چار سو درہم مقرر ہوئے حضرت سودا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو محبوب رب انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ اس محبت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ جب عمر رسیدہ ہو گئیں۔ تو سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دیں تو اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارادہ معلوم کر کے تلملا اٹھتی ہیں بے چین ہو جاتی ہیں۔ کہیں میں شرف زوجیت حضور سے محروم نہ ہو جاؤں تو فوراً بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ مجھے طلاق نہ دو میں بخوشی اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ کرتی ہوں۔ مجھے صرف اتنا ہی شرف بہت کافی ہے کہ حضور کے حرم میں داخل رہوں۔ اور قیامت کے دن میرا حشر حضور کی بیبیوں میں ہو۔ آپ کا یہ ایثار ایک بڑا جذبہ ایثار تھا۔ جو بڑی

قدر و منزلت کے ساتھ منور کر دیا گیا۔ آپ بیمار ہو گئیں۔ اور عہد فاروقی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

فائدہ :- اسلامی بہنو! دیکھا تم نے کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باری اپنی سوکن کو دے دی۔ مگر آج کل ہماری بہنیں خواہ مخواہ اپنی سوکنوں سے حسد کرتی ہیں اور ان کی عیب جوئی میں لگی رہتی ہیں اور لڑائی کرتی ہیں۔ میری سنی بہنو! خوب یاد رکھو۔ تمہارا رزق تمہارا حصہ برابر تمہیں برابر ملتا رہے گا۔ سوکن اپنا رزق کھائے گی۔ لہٰذا تم صبر سے کام لے کر اپنی سوکنوں کے ساتھ رہو۔ سلوک اور انصاف سے زندگی بسر کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

آپ کا نام مبارک عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تھا اور صدیقہ اور حمیرا آپ کے لقب تھے۔ اور کنیت ام عبداللہ تھی۔ یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند تھے جب عبداللہ پیدا ہوئے تھے تو محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تحنیک فرمائی۔ اور آب دہن مبارک ان کے منہ میں ڈال کر فرمایا۔ اے عائشہ! یہ عبداللہ ہے اور تو ام عبداللہ ہے اور سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ کا نام ام رومان تھا اور والد ماجد حضرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور قبیلہ تیمی کی چشم و چراغ تھیں بعثت نبوی کے چار سال بعد پیدا ہوئیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۵۹)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدا ہی میں تاج اسلام اپنے فرق اقدس پر آراستہ کر چکے تھے اور گھر کے در و دیوار نورِ اسلام سے منور ہو رہے تھے۔ جب حضرت صدیقہ نے ہوش سنبھالا تو اپنے گرد و پیش آفتاب اسلام کی شعاعیں پھیلی ہوئی ملاحظہ فرمائیں اور کفر و شرک کی آواز سے بھی کان کبھی آشنا نہ ہوئے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب میں نے

اپنے والدین کو پہچانا تو انہیں اسلام کے ذریعہ سے آراستہ پایا۔ بخاری شریف میں ہے
لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَھُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ (بخاری جلد اول ص ۵۵۲)
میں نے کبھی اپنے والدین کو نہیں جانا مگر وہ دین حق کی پیروی کرتے تھے۔

سرکار سے نکاح تمام ازواج مطہرات میں سے یہ خصوصیت آپ ہی کی ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف آپ کا عقد عالم دوشیزگی میں ہوا۔ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئیں اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ سید الانبیاء صلوٰت اللہ وسلامہ کے لئے مانگا۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت کے ساتھ کہا۔ کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے۔ جب حضرت خولہ بنت حکیم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ صدیق اکبر میرے بھائی ضرور ہیں مگر نسبی نہیں اسلامی بھائی ہیں جس کا اثر نکاح پر نہیں پڑتا۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رشتہ دینے پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ بعثت نبوی کے دسویں سال ماہ شوال میں سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے ساتھ آپ کا نکاح ہو گیا جبکہ آپ کی عمر شریف صرف چھ سال کی تھی۔ (سیرت حلبی جلد اول ص ۳۸۶)

زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ ماہ شوال میں شادی بیاہ نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ قدیم زمانہ میں اس ماہ میں طاعون پھیلا تھا اور بڑی ہی شدت کے ساتھ پھیلا تھا اس لئے عرب اس مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عقد نکاح کرنے سے ہمیشہ کے لئے ان توہمات کا خاتمہ کر دیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا نکاح اور زفاف (رخصتی) دونوں ماہ شوال میں ہوئے بھلا بتاؤ کہ مجھ سے زیادہ محبوب فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کوئی بیوی بھی ہے۔ یعنی تم شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا اچھا نہیں سمجھتے۔ حالانکہ میرا نکاح اسی ماہ میں ہوا اور میں محبوب

خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوب بی بی بن گئی تو ماہِ شوال میں نحوست کہاں ہوئی۔

آپ کی رخصتی نکاح کے بعد سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین برس تک مکہ مکرمہ ہی میں رہے۔ بعثت کے تیرہویں سال آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس طرح کہ صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ ساتھ تھے اور اپنے اہل وعیال کو مکہ مکرمہ میں چھوڑ گئے تھے۔ مدینہ طیبہ میں جب اطمینان کے ساتھ متمکن ہو گئے تو شاہ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ اور ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ معظمہ بھیجا تاکہ آپ کے اہل وعیال کو لے آئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کے ساتھ عبداللہ بن اریقط کو مکہ مکرمہ روانہ کیا تاکہ ان کی بیوی حضرت ام رومان اور صاحبزادیوں حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو لے آئیں۔ چنانچہ یہ حضرات حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی صاحبزادیاں حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ کی بیوی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اور ام ایمن کو مدینہ منورہ میں لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ام رومان اور آپ کی صاحبزادیاں حضرت اسماءؓ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی مدینہ طیبہ پہنچ گئیں۔

مدینہ منورہ پہنچتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گئیں وہ بھی اتنی سخت کہ سر کے بال تک جھڑ گئے۔ جب آپ کو صحت وتندرستی ملی تو آپ کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کی رسم عروسی ادا کرنے کی فکر ہوئی۔ کیونکہ آپ نو برس کی ہو چکی تھیں اور بالغ ہو گئی تھیں۔ عرب میں نو برس کے اندر لڑکی بالغ اور شادی کی اہل ہو جاتی ہے۔ آپ گھر میں اپنی سہیلیوں کے کھیل رہی تھیں کہ یکایک آپ کے کان میں بلانے کی

آواز آئی۔ یہ آواز حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ تعالےٰ عنہا آپ کی والدہ کی تھی۔ ماں کے پاس تشریف لے گئیں تو انہوں نے بٹھا کر ہاتھ منہ دھلایا اور بال سنوارے پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے ایک گھر کے دروازے پر کھڑا کر دیا۔ اس وقت مجھے سانس چڑھا ہوا تھا۔ جب سانس اتر گیا تو میری ماں مجھے اندر لے گئیں جہاں خواتین انصار چشم براہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ داخل ہوتے ہی انہوں نے مبارکباد دی۔ چاشت کے وقت محبوب رب العالمین تشریف لائے اور مجھے آپ کے سپرد کر دیا۔ (تلخیص بخاری شریف ص۵۵۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیثیت

حضرت صدیقہ کی علمی بلندی

صرف اسی اعتبار سے بلند نہیں کہ آپ حرمِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور لختِ جگر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یا ذہین وحسین تھیں بلکہ علمی حیثیت سے بھی آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔ اتنا بلند کہ اس حیثیت سے آپ کو نہ صرف عام عورتوں، نہ صرف امہات المومنین پر نہ صرف خاص خاص اور اکابر صحابہ کرام پر بلکہ بہ استثنائے چند تمام صحابہ عظام علیہم الرضوان پر آپ کو برتری اور فوقیت حاصل تھی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ معانی قرآن۔ فرائض (علم میراث) اور حلال وحرام اور فقہ اور شاعری اور عرب کی تاریخ اور نسب کے علم میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا اور امام زہری سرخیل تابعین فرماتے ہیں کہ اگر امہات المومنین اور تمام عورتوں کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم وسیع تر ہوگا۔ امام ترمذی سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ایسی بات پیش نہیں آئی جسے ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا ہو اور ہمیں اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل نہ ہوئی ہوں۔"

(ترمذی جلد دوم ص۲۲۶)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک آپ کا علمی مقام کتنا بلند تھا کہ وہ حضرات آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ مروی ہے۔ خُذُوا ثُلُثَیْ دِیْنِکُمْ مِنْ هٰذَا الْحُمَیْرَآءِ یعنی دین کی دو تہائی (⅔) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حاصل کرو۔

کوئی خاتون تیری طرح کہاں سے لائے ۔۔۔ باپ صدیق سا اور ختم المرسلین سا شوہر
تیرے جلوہ سے رہی مسند افتاء روشن ۔۔۔ عہد صدیق سے تا دورِ جناب حیدر

صدیقہ کا اجتہادی ملکہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اجتہادی ملکہ اور بصیرت ایک عدیم النظیر تھا۔ اس لئے آپ کا شمار مجتہدین صحابہ میں ہوتا تھا۔ حضرت صدیق اکبر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد میں برابر فتویٰ دیا کرتی تھیں۔ حالانکہ آپ عہد صدیقی میں بہت کم عمر تھیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم کا ایک بحر زخار تھیں ؎

جن سے اپنی نگاہیں ہوائیں چرائیں ۔۔۔ دیکھنے کا تصور بھی دل میں نہ لائیں!
جن کے پردے کا پرتو فرشتے نہ پائیں ۔۔۔ جن میں روح القدس بے اجازت نہ آئیں
جن میں روح القدس بے اجازت نہ آئیں ۔۔۔ ان صادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام
ساقی بزم مے خانہ اجتہاد ۔۔۔ روح صہبائے پیمانہ اجتہاد
شانِ دربار شاہانہ اجتہاد ۔۔۔ شمع تاباں کاشانۂ اجتہاد
مفتی چار ملت پہ لاکھوں سلام

علمائے اصول نے جہاں خلفائے راشدین اور سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر حضرت زید، حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مجتہدین میں شمار کیا ہے۔ وہاں ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی فقیہہ اور مجتہد شمار کیا ہے۔ (نور الانوار ص ۱۸۰، توضیح جلد دوم ص ۴۲)

صدیقہ کے ادبی اور شاعرانہ کمالات ادبی حیثیت سے بھی آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ شیریں کلام بھی تھیں۔ آپ کی کوئی بات کوئی فقرہ کوئی تقریر فصاحت و بلاغت سے خالی نہ ہوتی تھی۔ بڑے نامور ادیب آپ کا لوہا مانتے تھے۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی کو شیریں زبان فصیح اللسان نہیں دیکھا۔ (ترمذی شریف جلد دوم ص۲۲۸)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شجاعت و سخاوت فصاحت، اور علم و تقویٰ میں بہت مردوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔ (مسوی شرح مؤطا ص۳۹) اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو ستھرا اور سلجھا ہوا دماغ عنایت فرمایا تھا اس لیے آپ کو سخن فہمی میں بے مثال ملکہ حاصل تھا۔ اور نکات و استعارات شاعری کو بھی خوب سمجھتی تھیں۔ شعر نہیں کہتی تھیں یا بہت کم کہتی تھیں۔ مگر شاعرانہ ذوق حاصل تھا۔ شیخ اجل مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز نے آپ کے یہ اشعار اپنی کتاب میں ذکر کیے ہیں ؎

ولو سمعوا فی مصر اوصاف خدہ   لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد

لوامی زلیخا لو راین جبینہ   لاثرن بالقطع القلوب علی الایدی

ترجمہ:۔ اگر مصری لوگ میرے محبوب کے رخساروں کے اوصاف کو سن لیتے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خرید لیے پر اتنی رقم خرچ نہ کرتے اگر میری ماں زلیخا میرے محبوب کے حسن و جمال کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی بجائے اپنے دلوں کے ٹکڑے کر دیتیں۔

آپ کو زمانہ جاہلیت اور عہد اسلام کے نامور شعراء کے اشعار یاد تھے جنہیں آپ نے مناسب مواقع پر بے تکلفانہ استعمال کرتی تھیں۔ امام بخاری نے اپنی کتاب ادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت کعب بن مالک کا پورا قصیدہ یاد تھا۔ جس میں کم از کم چالیس اشعار تھے۔

(ادب المفرد ص۳۹)

کثرت روایت: آپ کا شمار ان صحابۂ عظام میں ہے کہ جن سے بکثرت احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ کتب معتبرہ میں آپ سے دو۲ ہزار دو۲ سو دس۱۰ مبارک حدیثیں مروی ہیں جن میں ۱۷۴ حدیثیں ایسی ہیں کہ جن پر حضرات شیخین کا اتفاق ہے یعنی بخاری و مسلم۔ دونوں کتابوں میں منقول ہیں اور امام بخاری نے ان میں سے ۵۴ حدیثیں منفرداً روایت کی ہیں اور ۶۸ حدیثوں میں امام مسلم منفرد رہے اور باقی حدیثیں دیگر کتب احادیث میں ہیں۔ بے شمار صحابہ کرام اور تابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۶۰۴

بعض اکابر علماء نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ احکام شرعیہ سے چوتھا حصہ ایسا ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطہ سے امت مرحومہ کو پہنچا ہے۔

اخلاق مبارکہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخلاقی حیثیت سے بھی بہت ممتاز تھیں۔ شجاعت و دلیری میں درجہ اختصاص رکھتی تھیں اور جنگ جمل میں بڑی دلیری اور جرأت کے ساتھ لڑیں۔ ورنہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم جیسے اسد اللہ غالب کے مقابلے پر آنا ہر شخص کا کام نہ تھا۔ آپ نہایت ہی قناعت پسند تھیں۔ غیبت سے نفرت تھی اور خودستائی کو برا سمجھتی تھیں جود و سخا بھی آپ کا ایک نمایاں وصف تھا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ستر ہزار درہم راہ خدا میں صدقہ کئے۔ حالانکہ آپ کی قمیص پہ پیوند لگے ہوتے تھے۔ (مدارج جلد دوم صہ ۶۰۳)

ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی خدمت والا میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ آپ نے اسی روز ایک لاکھ کے ایک لاکھ اقرباء و فقراء میں تقسیم فرما دیے اور اپنے لئے ایک درہم بھی نہ رکھا۔ اتفاق کی بات تھی کہ اس روز آپ کا روزہ تھا۔ کنیز نے عرض کیا افطاری کے لئے کچھ بھی نہیں

ہے۔ اگر کچھ درہم رکھ چھوڑتیں تو روٹی ہی خرید لیتیں۔ فرمایا کہ یہ بات یاد ہی نہ آئی۔ اگر یاد دلاتی تو میں رکھ چھوڑتی۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص۶۰۳)

ایک روز جبکہ آپ کا روزہ تھا تو کسی مسکین نے آپ سے سوال کیا۔ آپ کے گھر میں صرف ایک ہی روٹی تھی۔ کنیز کو حکم دیا کہ سائل کو وہ روٹی دے دو۔ کنیز نے عرض کیا کہ آپ افطاری کس سے کریں گی۔ فرمایا سائل کو روٹی دے دو۔ افطاری کے لئے دیکھا جائے گا۔ کنیز نے وہ روٹی سائل کو دے دی جب شام کا وقت ہوا تو کسی نے بکری کا گوشت بھیج دیا۔ آپ نے کنیز کو بلایا اور فرمایا کہ یہ گوشت کھالو۔ کیا یہ اس روٹی سے بہتر نہیں ہے۔ (مسوی شرح موطا ص۵۴۴)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے بھانجے تھے۔ آپ ان سے بہت محبت فرمایا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی فیاضی اور دریا دلی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ خالہ کا ہاتھ کسی طرح روکنا چاہیئے۔ آپ کو کسی طرح سے یہ فقرہ پہنچ گیا۔ اس پر بڑی ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے۔ اور ان سے نہ بولنے کی قسم کھالی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خالہ کی ناراضگی کا بہت صدمہ ہوا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں سے سفارش کرائی مگر آپ نے اپنی قسم کا عذر فرما دیا۔ آخر کار جب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی پریشان ہوئے تو محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ننھال کے دو حضرات حضرت مسور اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سفارشی بنا کر ساتھ لے گئے۔ یہ دونوں حضرات اجازت پا کر اندر گئے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چھپ کر ساتھ ہو لئے۔ جب وہ دونوں پردے کے پیچھے بیٹھے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردے کے اندر بات چیت فرمانے لگیں تو یہ جلدی سے پردے کے اندر چلے گئے اور جا کر اپنی خالہ سے لپٹ گئے اور بہت روئے اور منت سماجت کی۔ اور وہ دونوں حضرات بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے کے متعلق مدنی چاند

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات یاد دلاتے رہے اور جن احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے وہ سناتے رہے جس کی وجہ سے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا رونے لگیں۔ آخر معاف فرمادیا۔ اور بولنے لگیں لیکن قسم کے کفارہ میں باربار غلام آزاد کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد کئے اور جب بھی قسم توڑنے کا خیال آتا تو اس قدر روتیں کہ دوپٹہ تک آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔

(بخاری شریف صہ۸۹۷)

تواضع وانکساری بھی آپ کا شیوہ تھا چنانچہ کبھی فرماتیں کہ کاش میں درخت ہوتی کہ لوگ مجھے کاٹ ڈالتے۔ کبھی فرماتیں کاش کہ میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی۔ کبھی یوں کہتیں کہ میں ایسی ہوتی کہ مجھے کوئی بھی نہ جانتا۔ کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتی

(مدارج النبوت جلد دوم صہ۶۰۴)

حضرت صدیقہ کی غزوات میں شرکت

غزوۂ احد :۔ غزوہ احد میں جہاں دلیر اور بہادر مسلمانوں نے شرکت کی تھی۔ وہاں چند بہادر مسلمان خواتین نے بھی حصہ لیا تھا۔ جو لشکریوں کی خدمت کرتی تھیں اور انہیں پانی پلاتی تھیں اور بعض خواتین نے کفار سے جنگ و جدال بھی کیا چنانچہ حضرت نسیبہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دونوں لڑکوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ہمراہ غزوۂ احد میں شریک ہوئی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ احد کے روز میں ایک مشک سے مسلمان فوجیوں کو پانی پلاتی رہی تھیں کہ میں نے دیکھا کہ کفار نے مسلمانوں پر زبردست حملہ کردیا ہے تو میں نے پانی پلانا چھوڑ دیا اور اہل کفر وضلال کے ساتھ جنگ میں مشغول ہوگئی اور اتنی لڑی کہ میرے بدن پر تیرہ ۱۳ زخم آگئے۔ ان میں سے ایک زخم ایسا لگا کہ سال بھر اس کا علاج کرتی رہی۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ۱۲۳)

ان سعادت مند خواتین میں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ

عنہا بھی تھیں۔ انہوں نے بھی غزوہ احد میں شرکت کی۔ امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا بے شک میں نے دیکھا حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر اور حضرت ام سلیم (اپنی والدہ) کو کہ وہ دونوں اپنے دامن اٹھائے ہوئے تھیں۔ ان کی پنڈلیوں پر پازیب کو دیکھتا تھا۔ اور وہ دونوں اپنی پیٹھ پر مشکیں اٹھا اٹھا کر لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ پھر واپس جاکر بھرتیں اور آتیں اور لوگوں کے منہ میں پانی ٹپکاتی تھیں۔ (بخاری شریف صد ۵۸)

غزوہ بنی مصطلق:۔ غزوہ بنی مصطلق ۵ھ میں واقع ہوا۔ اس میں بھی حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ واپسی پر آپ کا ہار گم ہوگیا۔ جس کی وجہ سے سارے قافلہ کو ٹھہرنا پڑا۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور پانی کی قلت کا یہ عالم تھا کہ تلاش پر بھی کہیں نہ ملا۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پریشان ہوگئے۔ اور سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ اسی وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ جس سے صحابہ کرام بڑے خوش ہوئے اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے آل ابوبکر تمہاری یہ پہلی برکت نہیں ہے بلکہ تمہاری بہت سی برکتیں مسلمانوں کو شامل ہیں۔ (مدارج جلد دوم صد ۲۱۶)

آیت تیمم

وَاِنْ کُنْتُمْ مَرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْہِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ○ (پارہ ۵ سورۃ نساء)

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں۔ یا تم میں کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا، تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

نجدی خیال کے لوگ اس واقعہ سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو اسی وقت بتا دیتے کہ ہار فلاں جگہ ہے مگر ان لوگوں

کا یہ محض وہم ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہ جس سے ثابت ہو کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا نہیں تھا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو اس کا علم بھی نہ تھا۔ اور نہ بتانے میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں دیکھو بعض حضرات نے چاند کے بڑھنے اور گھٹنے کا سبب دریافت کیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے نہ بتایا۔ تو کیا معاذ اللہ اللہ جل مجدہ کو بھی اس کا علم نہ تھا۔ یہاں بھی مرضی الٰہی یہ تھی کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو اور مسلمان اس کی تلاش میں یہاں رُک جائیں اور نماز کا وقت آجائے پانی نہ ملے۔ تب سب لوگ دربار رسالت میں عرض کریں کہ اب کیا کریں۔ تب آیت تیمم نازل ہو۔ جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت قیامت تک کے مسلمان معلوم کرلیں کہ ان کے طفیل ہم کو تیمم کا حکم ہوا۔ اگر اسی وقت ہار بتا دیا جاتا تو آیت تیمم کیوں کر نازل ہوتی۔ احکم الحاکمین کے کام اسباب سے متعلق ہوتے ہیں۔

واقعہ افک :۔ اسی غزوہ میں واقعہ افک پیش آیا۔ جس کا بخاری شریف میں متعدد مقام پر ذکر کیا گیا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اسی غزوہ کی واپسی کے وقت قافلہ مدینہ پاک کے قریب ایک پڑاؤ پر ٹھہرا۔ تو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قضائے حاجت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ ادھر قافلہ نے کوچ کیا۔ آپ کا محمل شریف اونٹ پر لاد دیا۔ انہیں یہ خیال رہا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس میں ہیں۔ قافلہ چل دیا۔ آپ آکر قافلہ کی جگہ بیٹھ گئیں اور آپ نے خیال کیا کہ ضرور میری تلاش میں قافلہ واپس ہوگا۔ قافلہ کے پیچھے گری پڑی چیز اٹھانے کے لئے ایک صاحب رہا کرتے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کام پر مقرر ہوئے۔ جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو آواز سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پکارا۔ آپ نے کپڑے سے پردہ کرلیا۔ انہوں نے اونٹنی بٹھائی۔ آپ اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچیں۔ منافقین

نیاہ باطن نے اوہام فاسدہ پھیلائے۔ اور آپ کی شانِ اقدس میں بدگوئی کی۔ اور بعض مسلمان بھی ان کے فریب میں آگئے۔ ان کی زبان سے بھی کوئی کلمہ بے جا سرزد ہوا۔

ام المؤمنین حضرت صدیقہ اتفاقاً بیمار ہو گئیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس زمانہ میں آپ کی کوئی اطلاع نہ ہوئی کہ ان کی نسبت منافقین کیا بک رہے ہیں۔ ایک روز مسطح کی ماں سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی تو اس سے آپ کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمہ میں اتنی روئیں کہ آپ کے آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ ہی ایک لمحہ کے لئے نیند آتی تھی۔ اس حال میں محبوب رب انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طہارت میں یہ نورانی آیتیں نازل ہوئیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ۔ (پارہ ۱۸ سورہ نور)

بے شک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں سے ایک جماعت ہے اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ان میں ہر ایک شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کیلئے بڑا عذاب ہے کیوں نہ ہو جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے کہ یہ کھلا بہتان ہے۔"

اسی دوران میں شاہِ عرب وعجم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے مشورہ طلب کیا۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ ــــ

یا رسول اللہ منافقین جھوٹے ہیں۔ اور ام المؤمنین بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسم اقدس کو مکھی اگندی اسکے بیٹھنے سے محفوظ رکھا ہے۔ کیونکہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو بد عورت کی صحبت سے

محفوظ نہ رکھے۔

حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اسی طرح آپ کی طہارت بیان کی کہ اللہ جل شانہٗ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار حضور کے سایہ محفوظ رکھتا ہے۔ کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ رکھے۔

حضرت مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ ایک جوں کے خون لگنے سے رب العالمین نے آپ کو نعلین اتارنے کا حکم فرمایا پس جو پروردگار حضور کی نعل شریف کی اتنی نجاست کو گوارا نہ فرمائے تو ممکن نہیں کہ وہ حضور کی آلودگی گوارا نہ کرے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صد ۲۲، نزہتہ المجالس جلد دوم صد ۱۴۵)

حضرت صدیقہ کے ساتھ سرکار کی محبت :۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ اتنی محبت دوسری ازواج مطہرات سے نہیں تھی۔ حضرت مسروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو اکابر تابعین سے ہیں۔ جس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں حَدَّثَتْنِی الصِّدِّیْقَۃُ بِنْتُ الصِّدِّیْقِ حَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور کبھی یوں بیان کرتے ہیں حَبِیْبَۃُ حَبِیْبِ اللّٰہِ

(مدارج النبوت جلد دوم صد ۶۰)

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی دوستی جو اسلام میں پیدا ہوئی وہ دوستی سید دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تھی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ آپ کا زیادہ محبوب کون ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پھر میں نے پوچھا کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے تو فرمایا کہ عائشہ کے والد صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ تمام آدمیوں میں سے تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محبت کس کے ساتھ زیادہ ہے تو جواب دیا کہ سیدہ حضرت فاطمہ زہرا طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔ پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں سے ؟ تو ارشاد فرمایا خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ۔

علمائے دین نے ان دونوں حدیثوں میں اس طرح توفیق قائم فرمائی ہے کہ تمام ازواج مطہرات سے حضرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا زیادہ محبوب تھیں اور تمام اولاد اطہار میں سے سیدۂ عالم خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تمام اہل بیت کے مردوں میں سے حضرت مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۵۹۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز میں چرخہ کات رہی تھی اور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے۔ میں نے حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی طرف نگاہ ڈالی تو آپ کی پیشانی مبارک پر سے پسینہ گر رہا تھا مگر اس پسینہ میں انوار نظر آرہے ہے۔ یہ دیکھ کر میں بڑی حیران ہوئی۔ میں اسی حیرانگی میں ہی تھی کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے میری طرف نگاہ کرم اٹھا کر فرمایا۔ عائشہ! حیران کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ حضور کے نورانی چہرے اور پیشانی مبارک کے پسینہ نے جو چمک رہا ہے۔ مجھے حیران کر دیا ہے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اُٹھے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا۔

جَزَاكِ اللّٰهُ تعالیٰ یَا عَائِشَةُ خَیْراً	اے عائشہ! خدا تعالےٰ تجھے جزائے خیر عطا
مَا سَرَرْتِ مِنِّي كَسُرُوْرِيْ مِنْكِ	فرمائے تو مجھ کو دیکھ کر اتنی مسرور نہیں ہوتی

جتنا کہ میں تجھ کو دیکھ کر مسرور ہوتا ہوں یعنی میرا ذوق اور سرور تجھ سے بڑھ کر ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم ص۱۲۳، مدارج جلد ۲ ص۵۹۹)

امام بخاری اور امام مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آگے سو جایا کرتی تھیں اور میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلہ (مسجد گاہ) میں ہوتے تھے، جب آپ سجدہ کا ارادہ فرماتے تو مجھے ٹھوکتے تھے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی تھی اور جس وقت آپ قیام فرماتے تو میں ان کو پھیلا دیتی تھی۔ فرماتی ہیں کہ ان دنوں میں چراغ ہمارے گھروں میں نہیں تھے۔

شیخ اجل حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہیں کہ اس حدیث مبارک سے حضرت صدیقہ محبوبۂ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے پیار و محبت کا اظہار فرمایا ہے جو مدنی چاند صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھا، بہر حال اس سے سرور دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی باہمی محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص۶۰۱)

امام ترمذی اور ابو داؤد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں باریاں تقسیم فرماتے اور انصاف فرماتے تھے اور فرماتے اے خدا یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں۔ پس ملامت نہ کرنا اس میں جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ کسی بیوی کے ساتھ زیادہ محبت ہو تو وہ معاف ہے۔ اس میں مساوات نہیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے قلبی محبت زیادہ تھی۔ اس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا۔"

میری اسلامی بہنو! ذرا گوشِ ہوش سے یہ حدیث پاک بھی سنئے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالٰی

علیہ وسلم کے پاس اس وقت ہدیے پیش کرتے تھے جبکہ میری باری ہوتی تھی۔ یہ محض سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی مقصود ہوتی تھی۔

ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے۔ ایک حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا گروہ تھا۔ دوسرا حضرت ام سلمہ اور باقی ازواج مطہرات کا۔ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گروہ نے جمع ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا کہ تم حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جا کر عرض کرو کہ آپ لوگوں کو حکم دے دیں کہ میں جہاں بھی ہوں تم لوگ ہدیہ بھیج دیا کرو۔ چنانچہ انہوں نے جب دربار رسالت میں یہ بات عرض کی تو شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو۔ کیونکہ عائشہ کے سوا دوسری عورتوں کے کپڑے میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سراپائے نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک سن لیا تو کہا اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اَذَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یارسول اللہ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ایذا سے اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرتی ہوں۔

پھر ازواج مطہرات نے سیدۂ عالم حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس بارہ میں بھیجا۔ انہوں نے اس بارہ میں مدنی چاند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کی تو فرمایا۔

یَا بُنَیَّۃُ اَلَا تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاَحِبِّیْ ھٰذِہٖ۔
(رواہ البخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف ص۵۷۳)

اے پیاری بیٹی کیا تو اسے دوست نہیں رکھتی جسے میں دوست رکھتا ہوں۔ خاتون جنت نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا تو بھی ان (عائشہ) کو دوست رکھ۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کتنی بڑی محبت

تھی کہ ان کے متعلق شکایت سُننا بھی گوارا نہ فرمائے ؎

شمع تاباں عرشِ آستانِ نبی ⠀⠀ غمگسار نبی طبع دانِ نبی
راحت قلب نُور روح رواں نبی ⠀⠀ بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مرض وفات میں بہ تقاضائے عدل ایک ایک دن ہر بیوی کے حجرے میں رہتے تھے۔ مگر آپ کا دل چاہتا تھا کہ ایام علالت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گزاریں۔ خلقِ عمیق کی بناء پر صفائی سے کہہ نہ سکتے تھے۔ اس لیے دوسرا طریقہ اختیار فرمایا۔ پوچھا کہ اَیْنَ غَدًا اَیْنَ غَدًا یعنی میں کل کس کے حجرے میں قیام کروں گا۔ ازواج مطہرات مزاج شناس تھیں۔ سرکار کی مرضی سمجھ گئیں۔ عرض کی جہاں چاہو قیام فرماؤ پس آپ نے باقی ایام حضرت عائشہ کے پاس ٹھہرے۔ یہاں تک کہ اللہ کی رحمت سے جا ملے۔ (مشکوٰۃ صہ ۲۷۹)

اسی محبت کے صدقہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اتنی بڑی سعادت نصیب ہوئی کہ محبوب کبریا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے آپ ہی کے آغوش میں آخری سانس لیا اور آپ ہی کے حجرے شریف میں قیامت تک آرام فرمایا اور وہی حجرہ مرجع خلائق اور مرکز رحمت باری تعالیٰ بن گیا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بڑے فخر و ناز سے فرمایا کرتی تھیں۔

اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاِنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ (مشکوٰۃ صہ ۵۴۷)

بے شک مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر اور میرے دن اور میرے سینے اور میری ہنسلی کے درمیان انتقال فرمایا اور بے شک اللہ تعالےٰ نے آپ کے انتقال کے وقت میرے لعاب اور آپ کے لعاب مبارک کو جمع فرما دیا۔

حضرت صدیقہ کی محبّت حضور اقدس کے ساتھ | ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی بھی محبّت امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بے حد تھی جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ جب تو مجھ پر راضی ہوتی ہے اور جب کہ تو مجھ پر ناراض ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کس طرح جانتے ہیں؟ تو فرمایا کہ جب تو مجھ پر راضی ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ قسم ہے ربّ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اور جب کہ مجھ پہ ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو کہ قسم ہے ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ربّ کی۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے (مگر) یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی قسم میں (کلام میں) فقط آپ کا ہی نام چھوڑتی ہوں (مگر دل میں حضور کی محبت ضرور ہوتی ہے) یعنی حالتِ غضب میں جبکہ اختیار مسلوب ہوتا ہے۔ میری زبان سے صرف حضور پرُ نور کا اسم گرامی ہی چھوٹتا ہے۔ مگر میرے دل میں آپ کی ذات گرامی کی محبت بدستور ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ صد ۲۸۰)

حضرت صدیقہ کا حضور کو اختیار فرمانا | سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضری کے لئے دولت سرائے پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ لوگ درِ اقدس پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں ملتی۔ مگر سیدنا حضرت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اجازت مل گئی۔ آپ اندر چلے گئے۔ اتنے میں سید عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی ان کو بھی اجازت مل گئی۔ جب اندر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء غمزدہ اور خاموش تشریف فرما ہیں اور آپ کے اردگرد مسلمانوں کی مائیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں کہا کہ میں کوئی بات کروں جس سے مدنی چاند رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم ہنس پڑیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول ! اگر مجھ سے میری بیوی نفقہ مانگے تو میں کھڑے ہو کر اس کی گردن پر ایک تھپڑ رسید کر دونگا۔ پس حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ یہ عورتیں بھی میرے ارد گرد بیٹھی ہیں مجھ سے (زیادہ) نفقہ مانگتی ہیں (یہ بات سنتے ہی) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی طرف کھڑے ہو گئے اور ان کی گردن مارنے لگے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی طرف کھڑے ہو کر ان کی گردن مارنے لگے اور دونوں حضرات فرمانے لگے کہ تم محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفقہ مانگتی ہو جبکہ ان کے پاس نہیں ہے۔ تب دونوں بیبیوں نے کہا۔

وَاللّٰهِ لَا نَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهٗ	خدا کی قسم ہم کبھی بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیز کا مطالبہ نہ کریں گی جو حضور اقدس کے پاس نہ ہو۔

پھر آپ ایک ماہ تک ان سے جدا رہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (پارہ ۲۱ سورۃ اَحزاب)	اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرما دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ تو میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالےٰ نے تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہ آیت شریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے سامنے پیش کی کیونکہ وہ زیادہ محبوب تھیں، فرمایا عائشہ! میں تجھے ایک بات سناتا ہوں مگر تو

اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا. بلکہ پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وہ کیا بات ہے تو آپ نے یہ مذکورہ آیت مبارک تلاوت فرمائی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا محبت بھرا جواب دیتی ہیں (عرض کرتی ہیں۔

فِیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْتَشِیْرُ اَبَوَیَّ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حضور کے حق میں والدین سے مشورہ کروں۔

بَلْ اَخْتَارُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ بلکہ میں تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول محتشم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ (جب حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا تو) عرض کرتی ہیں یارسول اللہ ! یہ میرا جواب کسی اور بیوی کو نہ بتانا تو سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بیوی بھی مجھ سے پوچھے گی تو اس کو بتاؤں گا، اور فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَبْعَثْنِیْ مُعَنِّتًا وَّلَا مُتَعَنِّتًا وَّلٰکِنْ بَعَثَنِیْ مُعَلِّمًا مُّیَسِّرًا۔ (رواہ مسلم. مشکوٰۃ شریف صہ ۲۸۱)

بیشک اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھے کسی کو رنج میں ڈالنے کے لئے اور تکلیف ڈالنے کیلئے نہیں بھیجا لیکن مجھے سکھانے والا اور آسان کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

قربان جایئے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس محبت پر جو کہ حضور سراپائے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی کہ سرکار کی رضاجوئی کے لئے اپنے والدین سے مشورہ کرنا بھی پسند نہیں فرمایا۔

وصال شریف : آخر کار محبوب رب انام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبوبہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاڈلی لخت جگر اور تمام مسلمانوں کی اماں جان اور دین کا ستون بروز ہفتہ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ ۶۶ سال کی عمر شریف میں رحمت خدا سے مل گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۵۹۹)

فائدہ:- میری اسلامی بہنو! دیکھا تم نے کہ تمہاری اسلامی اماں جان کتنی فاضلہ عالم تھیں۔ جن سے بڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان دینی مسائل دریافت کرتے تھے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی بڑی محبت تھی اور تم ہو جو خود دین کے مسئلے نہیں جانتی ہو اور نہ ہی پوچھنے کا شوق رکھتی ہو اور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت رکھو۔ کیوں کہ اسی پر دین کا مدار ہے اور اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

<u>حضرت حفصہ کا نسب</u>: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ کی لخت جگر اور مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھانجی تھیں۔ ماں کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا جو صحابیہ تھیں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ بعثت نبوی سے پانچ برس قبل پیدا ہوئی تھیں۔ اور آپ اس وقت اسلام لائیں جبکہ آپ کے والد ماجد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ اس اعتبار سے آپ قدیم الاسلام خاتون ہیں۔ رضی اللہ تعالٰے عنہا۔

<u>آپ کا نکاح</u>: آپ کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن خذافہ سہمی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ہوا تھا جو بدری ہیں۔ ان کے ساتھ آپ نے ہجرت کی جب وہ مدینہ طیبہ میں انتقال کر گئے اور آپ بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے عقد ثانی (دوسرا نکاح) کی فکر ہوئی۔ (مدارج جلد ۲ صہ ۶۰۴)

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاکر خواہش ظاہر کی کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی زوجیت میں قبول کر لیں (کیونکہ انہی دنوں میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تھا) انہوں نے جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ کچھ روز کے بعد دونوں بزرگوں میں ملاقات ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رشتہ کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مایوس ہو کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ مگر حضرت صدیق بالکل خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی بے التفاتی اور خاموشی کا بڑا رنج ہوا۔ لیکن کارکنانِ قضا و قدر دختر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے شرف سعادت کا ایک زریں تاج تیار کر رہے تھے۔ جس کی کسی کو خبر نہ تھی۔

چنانچہ سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنے عقد کے لئے خواہش ظاہر فرمائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سعادت مند دختر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور فرمایا کہ آپ نے مجھ سے حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ساتھ نکاح کر لینے کو کہا تھا اور میں خاموش رہا تھا اور آپ کو میری خاموشی ناگوار گذری تھی۔ میں اس وقت اس وجہ سے خاموش رہا کہ شاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے متعلق ذکر کر چکے تھے۔ اور میں اس راز کا افشاء کرنا مناسب نہ سمجھتا تھا اگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ نہ ہوتا تو میں ضرور نکاح کر لیتا۔ (بخاری صہ ۶۸۷)

روایت ہے کہ کسی وجہ سے سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک طلاق بھی دی تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرِ

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت صدمہ اور رنج ہوا اور ہونا بھی چاہیئے تھا۔ مگر حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ حفصہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) سے رجوع فرمالیں۔ یہ بڑی شب بیدار اور کثرت سے روزہ رکھنے والی ہیں اور بہشت میں آپ کی بیوی ہوں گی۔ لہذا سید العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے رجوع فرمالیا۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۶۰۵)

حضرت حفصہ کا علم وفضل:۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا علم وفضل میں نمایاں حیثیت رکھتی تھیں۔ آخر آپ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر تھیں اس لیئے آپ ابتدائی زمانہ سے مروجہ علوم میں دستگاہ رکھتی تھیں پھر صحبت نبوی نے آپ کو اور صیقل کردیا۔ اس لئے آپ کو علم وفضل میں کافی ملکہ حاصل ہوگیا تھا۔ قرآن مجید اور معانی قرآن پر آپ کو اچھا عبور حاصل تھا۔ ایک مرتبہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر وحدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ نے جواب میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا یعنی تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا تو مدنی چاند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ساتھ یہ بھی تو فرمایا ہے۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا یعنی پھر ہم متقیوں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف صہ ۵۰۲)

اس سے آپ کے تفقہ فی الدین کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ آپ سے ساٹھ ۶۰ حدیثیں مروی ہیں، چار بخاری شریف اور مسلم شریف میں اور چھ صرف مسلم شریف میں اور پچاس ۵۰ دیگر کتب احادیث میں مروی ہیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۶۰۵)

مزاج شریف میں تلخی:۔ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر تھیں۔ اس لیئے آپ کے مزاج شریف میں کچھ تلخی ضرور تھی۔ غصہ جلد آجاتا تھا۔ مگر قلب صاف تھا۔ بعض اوقات سرور دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھی برابر کا جواب

دے دیتی تھیں جس سے باہمی کشیدگی تک نوبت آجاتی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہماری قوم قریش اپنی عورتوں پر غالب تھی جب ہم قوم انصار کے پاس آئے تو یہ ایسی قوم ہے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں جس کی وجہ سے ہماری عورتوں نے بھی ان کا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں اپنی عورت پر غضب ناک ہوا۔ تو اس نے مجھے برابر کا جواب دیا۔ اس کا جواب برابری کا دینا مجھے ناپسند ہوا۔ تو بولیں کہ ابن خطاب! تم کو میرا جواب ناگوار گزرا ہے۔ خدا کی قسم شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عورتیں آپ کو برابر کا جواب دیتی ہیں۔ یہاں تک آپ دن بھر رنجیدہ اور غمگین رہتے ہیں۔

یہ سنتے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھا اور سیدھا حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس آیا اور کہا بیٹی! میں نے آج سنا ہے کہ تم رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جواب دیتی ہو؟ بولیں کہ بے شک یہ درست ہے اور ہم ایسا ہی کرتی ہیں۔ میں نے حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے کہا کہ خبردار اب ہرگز ایسا نہ کرنا۔ میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں۔ کہیں تم اس گھمنڈ میں نہ آجانا جس کے حسن و جمال نے سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فریفتہ کر لیا ہے۔ یہ اشارہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف تھا۔ (بخاری شریف ص۱۸۹)

ایک مرتبہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی رو رہی ہیں۔ آپ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو عرض کی آج حفصہ نے مجھے کہا ہے کہ تم یہودی کی بیٹی ہو۔ تب تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حفصہ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ حفصہ! خدا سے ڈرو۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا (حفصہ غلط کہتی ہے) تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا پیغمبر ہے۔ اور خود ایک پیغمبر کے نکاح میں ہو۔ حفصہ تم سے کس بات میں فوقیت رکھتی ہے۔ (رواہ الترمذی والنسائی۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۷۳)

اسی طرح ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ ہم دربار رسالت میں ہیں تم سے کہیں زیادہ معزز ہیں اور چچا زاد بہنیں بھی ہیں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ تعریفیں ناگوار گزریں۔ انہوں نے سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفیہ! اس میں ناگواری کی کونسی بات ہے تم نے جواب میں کیوں نہ کہہ دیا کہ تم میں سے کیونکر معزز ہو سکتی ہو میرے شوہر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں اور میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (ترمذی شریف جلد دوم ص۲۲۹)

وفات:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ امارت میں آپ نے ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں ساٹھ سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص۶۰۵)

فائدہ:۔ میری بہنو! تم نے دینداری کی برکت دیکھی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کتنی مقبول تھیں کہ جبرائیل امین علیہ السلام کے ہاتھ پیغام آتا ہے کہ میرے محبوب طلاق سے رجوع کر لو۔ اگر تم میری بہنیں بھی دینداری اختیار کرو گی تو بارگاہ خداوندی میں منظور نظر ہو جاؤ گی۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

آپ کا سلسلہ نسب:۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ زینب بنتِ خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف

آپ بہت نیکوکار اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

آپ کی فیاضی:۔ آپ نہایت فیاض اور دریادل واقع ہوئی تھیں۔ بڑی دریادلی سے خرچ کرتی تھیں اور فقراء و مساکین کے ساتھ مشفقانہ سلوک ہی روا نہ رکھتی تھیں۔ ان کے ساتھ مروت و کرم ہی کے ساتھ پیش نہ آتی تھیں۔ بلکہ ان کی تمام

ضروریات کا خیال رکھتیں اور نہایت فیاضی کے ساتھ انہیں کھانا کھلاتی تھیں۔ اس لئے ام المساکین کے نام سے نہ صرف مشہور ہوگئی تھیں بلکہ یہ لفظ آپ کی کنیت بن گیا تھا۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۶۰۵)

آپ کا نکاح :- آپ کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہوا ایک مدت ان کے نکاح میں رہیں۔ وہ شہید ہوگئے۔ بعض نے کہا کہ آپ کا نکاح حضرت عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔ مگر وہ جنگِ بدر میں جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ جب آپ بیوہ ہوگئیں تو ۳ھ رمضان المبارک میں خود محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ عقد کیا۔ عقد کے بعد صرف تین یا چھ یا آٹھ ماہ زندہ رہیں۔ اس کے بعد ۴ھ ربیع الثانی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ (مدارج جلد ۲ صہ ۶۰۶)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

آپ کا سلسلہ نسب :- آپ خاندان بنی مخزوم کی چشم و چراغ تھیں۔ آپ کا نام ہند اور کنیت ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ کا والد ابو امیہ اور والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ تھا۔

آپ کا پہلا نکاح :- آپ کا پہلا نکاح سیدنا حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ جو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور انہی کے ساتھ آغاز اسلام ہی میں ایمان لائی تھیں۔ کفار کے ظلم استبداد سے مجبور ہو کر حبشہ کو ہجرت فرما گئیں۔ کئی سال بعد مکہ تشریف لائیں اور پھر مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ پہلی خاتون ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچیں۔ آپ سے پہلے مردوں نے تو ضرور ہجرت کی تھی۔ مگر کوئی خاتون ہجرت نہ کر سکی تھی۔ (مدارج جلد دوم صہ ۶۰۶)

آپ کی عبرت انگیز ہجرت :- آپ خود فرماتی ہیں کہ جس وقت میرے شوہر

ابو سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو مجھے سواری پر سوار کیا اور میرے ہمراہ میرا بیٹا مسلمہ بھی تھا۔ لیکن میرے رشتہ داروں نے مزاحمت کی اور میرے اونٹ کی باگ میرے شوہر کے ہاتھ سے کھینچ لی۔ اتنے میں ابو سلمہ کے قبیلہ والوں نے مجھ سے میرا بچہ چھین لیا۔ اس سے مجھے اس قدر رنج اور بے چینی ہوئی جو ناقابل بیان ہے۔ گھبرا گھبرا کر گھر سے نکل کھڑی ہوتی اور مقام ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتی۔ کچھ روز یہی حالت رہی۔ ایک روز بنی عامر کا ایک شخص ادھر سے گزرا۔ اس نے مجھے روتے ہوئے دیکھا تو اس کو رحم آیا۔ گھر آ کر لوگوں سے کہا کہ کیوں غریب پر ظلم کرتے ہو۔ اسے جانے دو اور اس کا بچہ بھی اس کے سپرد کردو" گھر والوں نے آزاد کر دیا۔ آپ نے بچے کو گود میں لیا اور اونٹ پر سوار ہوئیں اور تن تنہا عازم مدینہ ہو گئیں۔ مقام تنعیم میں سیدنا حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مکہ مکرمہ کے کنجی بردار تھے۔ آپ کو تنہا سفر کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ کدھر کا خیال ہے اے بنتِ ابی امیہ ؟

آپ نے فرمایا اپنے خاوند کے پاس مدینہ منورہ جا رہی ہوں۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری گفتگو سے متاثر ہوئے اور کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم اکیلی سفر کرو۔ پھر انہوں نے بڑھ کر اونٹ کی مہار پکڑلی اور مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے اور مجھے مدینہ منورہ میں پہنچا کر واپس ہوئے۔ آپ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم میں نے ایسا شریف انسان کبھی نہیں دیکھا۔ جس نے مدینہ طیبہ میں پہنچا بھی دیا اور راستہ بھر پوری شرافت سے کام لیا۔ جب کوئی منزل آتی اور قیام کا اتفاق ہوتا تو اونٹ بٹھا کر خود پیچھے ہٹ جاتے اور میں نیچے اتر پڑتی اور جب روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوا رکھ کر خود ہٹ جاتے اور میں سوار ہو جاتی۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم صـ ۱۴۷)

حضرت ابو سلمہ کا وصال:۔ آپ کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شہسوار اور دلیر بزرگ تھے۔ بدر اور احد کی جنگوں میں دلیرانہ شریک ہوئے اور

غزوہ احد میں آپ کو چند گہرے زخم آگئے تھے۔ جب ان سے افاقہ ہوا تو ایک سریہ میں تشریف لے گئے اور واپسی پر زخم پھر ہرا ہوگیا۔ اور آخر کار ۴ھ میں انتقال فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۝

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسلی دی۔ اور ان کے حق میں یہ دعا دی۔

خدایا! ان کو غم کے بدلے تسلی دے اور ان بہتر عوض عنایت فرما۔ جب آپ کی عدت ختم ہوئی تو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیغام نکاح دیا۔ تو آپ نے انکار کر دیا۔ پھر سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیام دیا تو بھی انکار کر دیا۔

آپ کا حضور اقدس سے نکاح:۔ اس کے بعد خود سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب آپ سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے عذر تو نہیں ہے لیکن میرے یتیم بچے ہیں اور میرے مزاج میں غیرت کا مادہ بہت ہے اور ساتھ ہی میری عمر بھی بڑی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ بچوں کا خدا اور اس کا رسول محافظ ہے اور یہ غیرت بھی جاتی رہے گی۔ میں دعا کروں گا اور میری عمر تجھ سے بھی بڑی ہے۔ چنانچہ ماہِ شوال ۴ھ میں آپ کا نکاح تاجدارِ مدینہ علیہ التحیۃ والثنا سے ہوگیا۔ (مدارج جلد ۲ ص۶۰)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۝ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کا نعم البدل نصیب فرما۔

تو اس کو خدائے قدوس بہترین بدل عطا فرماتا ہے۔ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد میں نے یہ دعا پڑھ تو لی مگر یہ سوچتی تھی کہ ابوسلمہ سے بہتر

کون ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ کریم نے خود رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرا نکاح کرادیا، جو تمام مخلوقات سے بہتریں ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صد ۱۴)

نکاح کے بعد آپ کو حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں ٹھہرایا گیا۔ اس وقت سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال کر چکی تھیں۔ جب مکان میں پہنچیں تو دیکھا کہ مٹکے میں جو رکھے ہوئے ہیں اور ایک چکی اور ایک ہانڈی بھی موجود ہے تو آپ نے جو خود پیسے اور چکنائی ڈال کر ملیدہ تیار کیا اور پہلے ہی دن مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ ملیدہ کھلایا جو نکاح کے روز اپنے ہی ہاتھوں سے پکایا تھا۔ گویا کہ یہی آپ کی دعوت ولیمہ تھی۔
(مدارج النبوت جلد دوم صد ۶۰۰)

آپ کی علمی عظمت:۔ یوں تو علمی حیثیت سے تمام ازواج مطہرات ہی بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔ تاہم حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پایہ سب سے بلند تھا۔ حدیث شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کوئی آپ کا حریف نہ تھا۔ آپ سے ۳۷۸ احادیث مروی ہیں۔ ۱۳ احادیث متفق علیہ ہیں یعنی بخاری و مسلم میں ہیں اور ۳ حدیثیں بخاری شریف میں اور ۱۳ حدیثیں مسلم شریف میں ہیں۔ اور باقی دوسری کتب احادیث میں ہیں۔ (مدارج جلد ۲ صد ۶۰۷)

آپ کا وصال:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام ازواج مطہرات کے بعد ۸۴ سال کی عمر میں ۵۹ھ یا ۶۲ھ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم صد ۶۰۷)

ام المسلمین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

سلسلہ نسب:۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نام برّہ تھا۔ سید العالمین

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام بدل کر زینب رکھا۔ اور فرمایا کہ یہ اچھی بات نہیں کہ جب وہ گھر میں نہ ہوں کہ کہا جائے کہ گھر میں برہ نہیں ہے۔ یعنی نیکی نہیں ہے کنیت آپ کی ام الحکم تھی۔ والد کا نام جحش تھا اور والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ آپ سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ مدارج صفحہ ۶)

پہلا نکاح :- آپ کا پہلا نکاح سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ جس کی مختصر سی تفصیل یہ ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما کر اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا اور وہ سرکار کی خدمت میں رہتے تھے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کا پیغام دیا۔ اس کو حضرت زینب اور ان کے بھائی نے منظور نہ کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ (پارہ ۲۲ سورۃ احزاب)	اور کسی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کو حکم پہنچتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی میں ہے۔

جب حضرت زینب اور ان کے بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس حکم کو سنا تو راضی ہو گئے اور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔ آپ نے ان کا مہر دس دینار ساٹھ درہم، ایک جوڑا کپڑا پچاس مد (ایک پیمانہ ہے) طعام تیس صاع کھجوریں دیں (خازن جلد ۳ صفحہ ۴۶۹)

جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو چکا تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اللہ جل شانہٗ کی طرف وحی آئی کہ زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ کے ازواج مطہرات میں داخل ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقائے نعمت حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخت گفتاری۔ تیز بیانی، عدم اطاعت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی شکایت کی۔ ایسا بار بار اتفاق ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھا دیتے تھے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں وارد ہے۔"

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ

(پارہ ۲۲ سورت احزاب)

اے محبوب پاک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اس کو نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنے کا اندیشہ تھا اور اللہ تعالیٰ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔

اس آیۂ مبارکہ میں تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہو گی اور اللہ تعالیٰ انہیں ازواج مطہرات میں داخل فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ (تفسیر خازن جلد ۲ صد ۴۷۰)

آخر کار حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی۔ اور عدت گذر گئی تو یہی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخر کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق آپ کا پیغام لے کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔ اور سر جھکا کر کمال شرم و ادب سے انہیں یہ پیام پہنچایا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتی جب تلک اپنے رب تعالیٰ سے مشورہ نہ کر لوں۔ یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز کی نیت باندھی اور یہ دعا کی کہ اے خدا تیرے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اگر میں ان کے قابل ہوں تو میرا نکاح ان سے فرما دے اور ادھر حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی۔

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

(پارہ ۲۲ سورۃ احزاب)

پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔

سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ کون ہے جو زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو یہ خوشخبر سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح میرے ساتھ کر دیا ہے۔ اور یہ آیت شریف پڑھی۔ آپ کی خادمہ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑیں اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خوشخبری سنائی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ خوشخبری سن کر خوشی و مسرت کی وجہ سے سجدہ میں گر گئیں اور جو زیور اس وقت پہنے ہوئے تھے۔ وہ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس خوشخبری کے عوض دیدیئے اور دو ماہ روزے رکھنے کی منت مانی۔ اس کے بعد خود تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ننگے سر بیٹھی تھیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا خطبہ اور بغیر گواہ نکاح ہو گیا۔؟ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نکاح کرنے والا ہے اور حضرت جبریل (علیہ السلام) گواہ ہیں۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۰۹)

علمائے دین فرماتے ہیں کہ ایسا نکاح محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

خصوصیت ہے۔ (حاشیہ جلالین صہ ۳۵۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی ازواج مطہرات پر ان الفاظ سے فخر فرمایا کرتی تھیں۔

زَوَّجَكُنَّ آبَاءُكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ۔ تمہارا نکاح تمہارے اباؤں نے کیا اور میرا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا۔ (تفسیر خازن جلد سوم صہ ۴۷)

دعوت ولیمہ :- تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر ایک شاندار دعوت ولیمہ کی جو کسی دوسرے نکاح پر نہیں کی گئی۔ گوشت اور روٹی پکوائی گئی جماعتیں کی جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں۔ آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے۔ انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے۔ مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی مگر وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے۔ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے اور ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر جب واپس تشریف لائے تو اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر واپس تشریف لے گئے۔ یہ دیکھ کر وہ روانہ ہو گئے۔ تب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا۔ اس پر یہ آیت پاک نازل ہوئی۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک کہ اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ، نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس

فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ ۝ اس سے نبی کو ایذا ہوتی تھی اور وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔"

حضرت زینب کے فضائل:۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی فضیلت کی مالک تھیں۔ حسن و جمال میں ممتاز تھیں۔ نسبی اعتبار سے خود محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ اس لئے آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

هِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف ص۲۸۵) "ازواج مطہرات میں سے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ میں وہی زینب عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں۔"

اس لئے دوسری ازواج مطہرات بھی آپ کے شرف و مرتبہ کو سمجھتی تھیں اور ان سے کام لینے کی سعی کرتی تھیں۔"

چنانچہ جب ازواج مطہرات نے حضرت سیدہ عالم خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا اور وہ ناکام لوٹی تھیں تو پھر یہ خدمت آپ ہی کو سپرد کی گئی تھی اور آپ ہی کو بارگاہِ رسالت میں نمائندہ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ قصہ یہ تھا کہ تمام ازواج مطہرات کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اختصاص پر رشک تھا۔ اس بناء پر انہوں نے متفقہ طور پر دربار رسالت میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ انہیں جو درجہ عطا ہو چکا ہے۔ وہ اس کی مستحق نہیں ہیں چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہِ رسالت میں پیش ہوئی۔ بڑی دلیری اور سلیقہ کے ساتھ پیغام پہنچایا اور زور شور سے ثابت کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں جو انہیں عطا ہوا ہے۔ یہ

بھی دلچسپ تماشا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سامنے خاموش بیٹھی تھیں اور بار بار حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتی تھیں۔ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی تقریر ختم کر چکیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جواب دینے کی اجازت چاہی جو فوراً مل گئی۔ آپ نے وہ دلائل پیش کئے کہ مدنی چاند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داد دی اور تبسم فرما کر فرمایا۔

اِنَّهَا اِبْنَةُ اَبِیْ بَکْرٍ (مسلم ص۲۸۵) کیوں نہیں آخر ہے تو ابوبکر کی بیٹی

مطلب یہ تھا کہ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے فوقیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کی صاحبزادی بھی تمام ازواج پاک میں ممتاز اور لائق ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبادت کرتی تھیں اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کرتی تھیں ایک مرتبہ آپ بارگاہِ رسالت میں ذرا سخت بات کہہ بیٹھیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ تم نے دربار رسالت میں ایسی سخت بات کیوں کہی تو شاہِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے درگزر کرو کہ یہ اوّاہ ہیں یعنی یہ نہایت خشوع و خضوع سے عبادت کرتی ہیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص۶۱)

آپ نہایت ہی فیاض تھیں۔ اس سے زیادہ آپ کی فیاضی کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کا اعتراف تھا اور استعارۃً آپ کو لمبے ہاتھ والی فرمایا تھا یعنی بہت سخاوت کرنے والی۔

(رواہ مسلم ص۲۹۱)

آپ اپنی روزی اپنے دست و بازو سے پیدا کرتی تھیں اور پھر اسے راہِ خدا میں لٹا دیتی تھیں (مسلم شریف جلد دوم ص۲۹۱) اس کے علاوہ آپ بڑی دیندار اور پرہیز گار اور راست گفتار خاتون تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

لَمْ اَرَ امْرَاَۃً قَطُّ خَیْرًا فِی الدِّیْنِ مِنْ زَیْنَبَ وَاَتْقٰی لِلّٰہِ وَاَصْدَقَ حَدِیْثًا وَاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَعْظَمَ صَدَقَۃً (مسلم جلد دوم ص ۲۸۵)

میں نے کوئی عورت زینب سے زیادہ دیندار اور زیادہ پرہیزگار اور زیادہ راست گفتار زیادہ صلہ رحم کرنے والی زیادہ فیاض نہیں دیکھی۔

آپ کا وصال:۔ ۲۰ھ میں ۵۳ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔" (مدارج النبوت جلد دوم ص ۶۱۱)

ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

آپ کا سلسلہ نسب:۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام برّہ تھا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام جویریہ رکھ دیا، کیونکہ برّہ میں ایک قسم بدفالی تھی۔ آپ خاندانِ بنی مُصطلق کی چشم وچراغ تھیں۔ آپ کے والد کا نام حارث بن ضرار تھا جو بنی مصطلق کے سردار تھے۔ آپ کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا۔ (مواہب الدینیہ۔ مدارج جلد دوم ص ۶۱۰)

مدنی چاند سے نکاح:۔ آپ غزوہ مریسیع میں قید ہوگئی تھیں اور غنیمت میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ۹ اوقیہ سونے پر مکاتب کر دیا (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) آپ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! میں مسلمان ہو کر حاضرِ دربار ہوئی ہوں، اور کلمہ شہادت پڑھا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ میں حارث کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کا سردار ہے مگر اب مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں۔ انہوں نے مجھے ۹ اوقیہ سونے پر مکاتب کر دیا ہے۔ جس کی ادا کی طاقت

میں نہیں رکھتی حضور میری اعانت فرمائیں۔ یہ سُن کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تجھے اس سے بہتر راستہ بتاؤں کہ تجھے مال ادا کر کے آزاد کرا دوں اور تجھ سے نکاح کر لوں۔ اُن کے لیئے اس سے بہتر کیا تھا۔ بخوشی منظور کیا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کرا کر نکاح کر لیا۔ (مدارج النبوت جلد دوم صد ۶۱۲)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب سُنا کہ شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لیا ہے۔ اور بنی مصطلق حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سسرال بن گئے ہیں۔ تو انہوں نے اس قبیلہ کے تمام قیدی رہا کر دیئے۔ کیوں نے کہا کہ جس خاندان میں سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شادی کر لی ہے وہ غلام نہیں رہ سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی عورت کو بھی اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا کہ ان کے سبب سے بنی مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔ (مواہب لدنیہ، مدارج النبوت جلد دوم صد ۶۱۳)

آپ کا حسن و جمال:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو خوبصورت اور نازک اندام پیدا فرمایا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نہایت ہی حسین تھیں۔ چہرے پر ملاحت تھی۔ جو کوئی دیکھتا فریفتہ ہو جاتا تھا۔ (مدارج النبوت صد ۶۱۲)

آپ کے اخلاق و عبادات:۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت ہی عابدانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کی ہے اور ہمیشہ ذکر و اذکار میں مشغول رہتی تھیں ایک روز سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کے وقت آپ کے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپ اپنی جائے نماز میں ذکر و اذکار میں مشغول تھیں۔

جب حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاشت کے وقت ان کے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ اسی طرح ذکر میں مشغول ہیں۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۶۱۱)

وصال:- آپ ۷۵ برس کی عمر میں ۵۰ھ یا ۵۵ھ مدینہ طیبہ میں رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ام المسلمین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

نام ونسب:- آپ کا اصلی نام رملہ یا ہندہ تھا۔ کنیت ام حبیبہ تھی۔ والد ابوسفیان بن حرب تھا اور والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی تھیں اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا ابتدا ہی میں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے۔ کفار کی تکلیف کی تکالیف کی وجہ سے وطن چھوڑنا پڑا اور دونوں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اسی زمانہ میں آپ کی ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ رکھا گیا۔ ان ہی کے نام پر آپ کی کنیت مشہور ہو گئی۔ (مدارج جلد ۲ ص ۶۱۳)

حضور اقدس سے عقد:- حبشہ میں آپ نے خواب میں اپنے خاوند کو بری شکل میں دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ نصرانی ہو گیا ہے۔ آخر کار اس کی کفر پر موت واقع ہوئی۔ آپ اسلام پر قائم رہیں۔ اور شوہر سے علیحدگی اختیار کر لی۔

(نزہتہ المجالس جلد دوم ص ۱۴۷)

ان دنوں میں آپ نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا جو آپ کو ام المؤمنین سے خطاب کر رہا ہے آپ نے اس کی تعبیر یہ کی کہ ضرور کسی روز شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ساتھ نکاح فرمائیں گے اور لوگ مجھے ام المؤمنین کے ساتھ خطاب کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب عدت کے دن ختم ہوئے تو شاہ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمیری کو نجاشی فرمانروائے حبشہ

کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکاح کردے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۲۱۳)

چنانچہ نجاشی نے ایک عورت ابرہہ کو ان کے پاس حضور کا فرمان پہنچانے کے لئے بھیجا۔ آپ نے اس خوشی میں ہاتھ کے دونوں کنگن اور پاؤں کے کڑے اس عورت کو عطا فرمائے۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم صہ ۱۴۷)

آخر کار نجاشی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اور چار سو دینار مہر کے اپنی طرف سے ادا کر دیے اور جو مسلمان مجلس نکاح میں موجود تھے۔ ان کو دینار بھی دیے اور کھانا بھی کھلایا۔

(مدارج النبوت جلد دوم صہ ۲۱۳)

حضرت نجاشی نے بہت سی خوشبو اور سامان جہیز دے کر آپ کو نکاح کے بعد مدینہ منورہ میں تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم صہ ۱۴۷)

آپ کا علم و فضل :۔ آپ کو علم و فضل میں اچھی دستگاہ حاصل تھی۔ ۶۵ حدیثیں آپ سے منقول ہیں۔ دو حدیثیں بخاری اور مسلم شریف دونوں میں ہیں اور دو حدیثیں صرف مسلم شریف میں ہیں۔ اور بقایا دیگر کتب احادیث میں مذکور ہیں۔

(مدارج النبوت جلد دوم صہ ۲۱۴)

اخلاق و عادات :۔ آپ کا اخلاقی رتبہ بہت بلند تھا۔ اتنا کہ جب آپ کے والد ابو سفیان بحالت کفر مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ اور اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملنے کے لئے آپ کے گھر گئے تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر مبارک بچھا ہوا تھا۔ ابو سفیان نے اس پر بیٹھنا چاہا تو آپ نے اپنے باپ کو روک دیا کہ اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ یہ طاہر اور پاک ہے اور تم کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ ہو۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۲۱۴)

آپ احادیث شریفہ پر شدت کے ساتھ عمل کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی

اس کی تاکید کرتی رہتی تھیں۔ باپ کا انتقال ہوگیا۔ تو خوشبو منگا کر رخساروں پر ملی اور فرمایا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ کسی کا سوگ تین روز سے زیادہ نہیں کرنا چاہیئے۔ البتہ بیوی چار ماہ دس دن اپنے شوہر کا سوگ کر سکتی ہے۔

(مسلم شریف جلد اول صہ ۴۸۶)

دنیا سے انتقال:۔ جب کا وقتِ وفات قریب ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ چونکہ ہم ایک شوہر کی بیبیاں تھیں اور آپس میں سوکنیں تھیں اگر مجھ سے تمہارے متعلق کوئی زیادتی سرزد ہوگئی ہو۔ اب اسے معاف کر دو۔ دونوں خاتونوں نے فرمایا۔ ہم نے معاف کیا اللہ کریم ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا تم نے مجھے خوش کیا خدائے قدوس تم کو خوش کرے۔ آخر آپ نے ۴۲ھ یا ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

میری دینی بہنو: دیکھا آپ نے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں کتنی غیرت دینی تھی کہ شوہر کے کافر ہونے پر اس سے تعلقات منقطع کر دیئے اور اپنے سچے دینِ پر قائم رہیں اور اللہ کریم نے اس کے بدلے اس پر کتنا کرم فرمایا کہ اس کا نکاح تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کر دیا۔ دینی بہنو! دنیا کی سب چیزیں دین متین پر قربان کر دیا کرو۔

اُم المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیّ بن اخطب رضی اللہ عنہم کے حالات

نسبی شرافت:۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گو یہودی النسل تھیں۔ مگر حسب و نسب کے اعتبار سے بہت بلند پایہ رکھتی تھیں۔ باپ اور ماں دونوں طرف سے ہی آپ کو منصب سعادت حاصل تھا۔ باپ کا نام حیّ بن اخطب تھا جو قبیلہ بنی نضیر کا سردار تھا اور سیدنا ہارون علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے تھا اور آپ کی والدہ سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی۔ قریظہ اور نضیر دونوں خاندان یہود میں بہت

ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ (مدارج جلد دوم صہ ۶۱۴)

تاجدار مدینہ سے نکاح :- آپ کی پہلی شادی سلام بن مسکم کے ساتھ ہوئی تھی جب سلام نے آپ کو طلاق دے دی تھی تو کنانہ بن ابی حقیق کے نکاح میں آئیں جو غزوہ خیبر میں مارا گیا۔ اس جنگ میں آپ کے بھائی باپ اور شوہر تینوں قتل ہوگئے اور خود گرفتار ہوگئیں۔ جب تمام قیدی فتح کے بعد جمع گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر ایک کنیز (لونڈی) کی درخواست پیش کی۔ تو والئ دو جہان صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نے اجازت دی کہ ان میں سے جسے چاہو انتخاب کر لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتخاب کیا۔ لیکن اسی وقت ایک صحابی نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ سرکار نے رئیسہ بنی نضیر و قریظہ حضرت دحیہ کلبی کو عطا فرمادی ہے۔ وہ تو حضور اقدس کے سزاوار ہے۔ مقصد یہ تھا کہ اس رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں جیسا سلوک روا نہ رکھا جائے۔ چنانچہ دحیہ کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ایک دوسری کنیز عطا ہوئی اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عقد کر لیا

(نزہۃ المجالس جلد دوم صہ ۱۵۰)

منقول ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خیمہ میں تشریف رکھتی تھیں کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خیمہ میں تشریف لے گئے جب حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا تو فوراً ہی کھڑی ہوگئیں اور جس بستر پہ بیٹھی تھیں وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے بچھا دیا۔ اور خود زمین پر بیٹھ گئیں سرکار مدینہ نے فرمایا صفیہ! تیرا باپ ہمیشہ میرے ساتھ عداوت رکھتا تھا یہاں تک کہ اللہ جل شانہ نے اسے ہلاک فرمادیا۔ انہوں نے عرض کیا حضور! خداوند کریم کسی کو دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑتا۔ مطلب یہ تھا کہ اس میں میرا کیا

قصور ہے۔ پھر آپ نے ان کو اختیار دے دیا۔ کہ اگر تم اپنی قوم اور اپنے ملک میں رہنا چاہتی ہو تو تم آزاد ہو۔ چلی جاؤ۔ اور اگر میرے پاس میرے نکاح میں رہنا چاہو تو رہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کی آرزو رکھتی ہوں اور آپ کی دعوت سے پہلے آپ کی نبوت کی تصدیق کر چکی ہوں اور اب جبکہ آپ کے پاس آئی ہوں۔ تو آپ مجھے کفر اور اسلام میں اختیار دیتے ہیں۔ خدا کی قسم میرے نزدیک آزادی اور قوم کے پاس رہنے سے خدا اور اس کا رسول بہت پیارے ہیں۔

خیبر سے واپسی پر ایک منزل میں ان کی رخصتی ہوئی۔ صبح کو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس جو چیز کھانے کی ہو وہ لے آئے۔ حسبِ ارشاد صحابہ کرام علیہم الرضوان متفرق چیزیں لے آئے۔ کوئی کھجور، کوئی گھی، کوئی پنیر وغیرہ جو کچھ اپنے پاس موجود تھا لے آئے۔ ان سب کو ملا کر صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بلایا اور انہیں یہ کھانا کھلایا گیا۔ اور انہوں نے سیر ہو کر کھایا۔ یہی دعوت ولیمہ تھی۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۶۱۵)

روایت ہے کہ شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا کہ کیا تجھے میرے ساتھ رغبت و محبت ہے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ از زمانۂ شرک میں بھی حضور کی تمنا کرتی تھی۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام سے مشرف فرمایا ہے تو کس طرح حضور سے محبت نہ کروں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسلمان ہونے سے پہلے یہ خواب دیکھا تھا کہ چاند میری گود میں گر پڑا ہے۔ تو آپ نے اپنے شوہر کنانہ کو یہ خواب سنایا تو اس نے ایک طمانچہ زور سے آپ کے منہ پر مارا کہ آنکھ نیلی ہو گئی ہے۔ اور یہ نشان آخر تک باقی رہا اور یہ کہا کہ تو یثرب کے بادشاہ سے نکاح کی تمنا کرتی ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۳۳۲)

(نزہۃ المجالس جلد دوم صہ ۱۵۰)

اخلاق وعادات :- آپ تمام عمدہ اخلاق سے موصوف تھیں۔ اصحاب سیر نے آپ کو عاقلہ فاضلہ اور بردبار لکھا ہے۔ حلم وتحمل میں تو آپ اپنا نظیر نہیں رکھتی تھیں اور یہ صفت آپ کے فضائل کا نہایت ہی جلی عنوان تھا۔ آپ کے پاس ایک کنیز تھی جو کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر شکایت کیا کرتی تھیں۔ ایک روز کہنے لگی کہ صفیہ کے اندر یہودیت کا اثر اب تک باقی ہے اور وہ یوم سبت (ہفتہ کا دن) کو اچھا سمجھتی ہے اور یہودیوں کے ساتھ برابر صلہ رحمی کرتی رہتی ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصدیق کے لئے ایک شخص آپ کے پاس بھیجا۔ اس نے جب یہ باتیں آپ سے دریافت کیں تو آپ نے فرمایا کہ یوم سبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے بدلے جمعہ مبارک کا معظم دن عطا فرمایا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ میں یہودیوں کے ساتھ صلہ رحم کرتی ہوں کیونکہ وہ میرے خویش واقارب ہیں۔ ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے کا حکم ہے۔ اس کے بعد کنیز کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی ؟ اس نے کہا ہاں کی تھی۔ مگر کیا کروں شیطان نے مجھے بہکا دیا تھا۔ بجائے اس کے کہ آپ اسے کوئی تنبیہ یا سرزنش فرماتی بالکل خاموش ہو گئیں اور اسے آزاد کر دیا۔ یہ ہے آپ کی تحمل کی ایک مثال۔ نزہۃ المجالس جلد دوم صد ۱۵۰)

آپ کے ساتھ حضور کی دلجوئی :- آپ کو محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص محبت تھی۔ جب سرکار علیل (بیمار) ہو گئے تو نہایت حسرت سے بولیں اور کہا کہ کاش آپ کی جگہ میں بیمار ہو جاتی اور آپ کی بیماری مجھے لگ جاتی۔ دیگر ازواج مطہرات آپ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر آپ کی طرف دیکھنے لگیں تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ ان کے الفاظ میں تکلف و تصنع کا کوئی شائبہ بھی موجود نہیں (مدارج النبوت جلد دوم صد ۶۱۶)

اسی طرح رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی آپ کے ساتھ بے حد

محبت تھی اور آپ کی دلجوئی فرماتے رہتے تھے۔ ایک سفر میں تمام ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں۔ اتفاق سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ضرورت سے زائد اونٹ تھے۔ سرکار نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دے دو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں۔ تو اس پر سید العرب والعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر ناراض ہوئے کہ دو ماہ تک ان کے پاس نہ گئے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۴۲۹)

اسی طرح جب ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق صرف اتنا کہہ دیا کہ تم قصیر القامت ہو یعنی تمہارا قد چھوٹا ہے تو محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر یہ سمندر میں ڈالی جائے تو اسے بھی گدلا کر دے۔ مدارج جلد ۲ ص ۶۱۵

ایک مرتبہ جب تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ رو رہی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استفسار پر عرض کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتی ہیں کہ صفیہ سے ہم افضل ہیں کیونکہ ہم زوجہ ہونے کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رشتہ دار بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے باپ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے شوہر ہیں۔ (مدارج جلد دوم ص ۶۱۵)

وصال :۔ آپ نے ۵۰ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فائدہ :۔ میری سنی بہنو! دیکھو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کتنی بردباری تھی کہ لونڈی کی ناجائز شکایت پر اسے کچھ نہ کہا۔ بلکہ اسے آزاد فرما دیا تم کو بھی چاہیے کہ اپنے نوکر چاکر کی خطا اور قصور معاف کر دیا کرو۔ اور دیکھو کہ کتنی سچی تھیں کہ جو

بات تھی وہ صاف کہہ دی۔ اس کو بنایا نہیں۔ آج کل ہماری بہنوں کی عام عادت ہے کہ کبھی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتیں۔ ہیر پھیر کر کے اپنے آپ کو الزام سے بچاتی ہیں۔ یہ بڑی بات ہے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی

نسب و نکاح :۔ آپ قبیلہ قریش کی چشم و چراغ تھیں آپ کا پہلا نام برہ تھا۔ مگر سیدنا دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نام بدل کر میمونہ رکھا آپ کا والد حارث تھا اور والدہ کا نام ہندہ تھا جو قبیلہ حمیرا سے تھیں۔

پہلے مسعود بن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں۔ ان سے علٰحدگی کے بعد ابورحم بن عبد العزیٰ سے نکاح ہوا۔ بیوہ ہو جانے کے بعد ذی قعدہ ۷ھ میں جب تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے۔ موضع سرف میں آپ سے نکاح ہوا جو مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے اور رسم عروسی بھی واپسی کے وقت اسی مقام پر حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال بھی ہوا تھا۔ تاریخ کا عجیبہ ہے کہ ایک سفر میں وہاں نکاح ہوا اور دوسرے سفر میں وہاں ہی رخصتی ہوئی۔ اور عرصہ کے بعد اسی جگہ قبر بنی۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۶۱۷)

آپ سے ۷۶ حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے سات بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں ہیں۔ اور ایک صرف بخاری میں ہے اور ایک مسلم شریف میں ہے اور باقی دوسری کتب احادیث میں ہیں۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۶۱۸)

وصال :۔ ۵۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ ازواج مطہرات میں سے آخری بیوی تھیں۔ ایک قول کے مطابق آپ ہی نے تمام ازواج پاک سے آخر میں دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جو آپ کے بھانجے تھے اور مقام سرف میں مدفون ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(مدارج جلد ۲ صہ ۶۱۷)

محبوب رب العالمین کی صاحبزادیوں کے حالات

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالاتِ زندگی

حضرت ابوالعاص سے عقد: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے بڑی دختر اور لختِ جگر ہیں یہ بعثت نبوی سے دس سال پیشتر مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں جبکہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر تیس سال کی تھی حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے خالہ زاد بھائی تھے سے نکاح ہوا۔ سید العالمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے خفیہ طور پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر آخری رات ہجرت کی۔ زمانہ پُرآشوب تھا اور وقت نازک مکہ کا بچہ بچہ خون کا بنا ہوا تھا قتل کی سازشیں پایۂ تکمیل کو پہنچ رہی تھیں۔ دشمنانِ اسلام نے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں ممکن نہ تھا کہ اہل وعیال ساتھ لے جاسکیں۔ سب کے مکہ ہی میں رہ گئے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت اپنے سسرال میں تھیں۔ غزوۂ بدر میں قریش نے استیصال اسلام کی ہنگامہ خیز سعی کی تھی۔ اور مسلمانوں پر حملہ بول دیا تھا۔ تو ابوالعاص بھی ان کے ساتھ تھے۔ میدانِ جنگ میں کفار کی طرف سے لڑے۔ مگر شکست کے بعد گرفتار ہوگئے اور مدینہ منورہ لائے گئے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان ہوا کہ قیدیوں سے فدیہ

لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اہل مکہ نے اپنے قیدیوں چھڑانے کے لئے فدیے بھیجے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالٰے عنہا نے بھی فدیہ کا مال بھیجا۔ جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے انہیں جہیز میں دیا تھا جب تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو اپنی مونس بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی یاد تازہ ہو گئی۔ آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حکم دیا کہ ابوالعاص کو رہا کر دو۔ اور اس کے فدیہ کا مال بھی واپس کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ محبوب کبریا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابوالعاص سے عہد لیا کہ تم مکہ مکرمہ پہنچ کر میری لخت جگر زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا کو میرے پاس بھیج دو۔ انہوں نے منظور کیا۔ (مدارج النبوت صہ ۵۸)

وہ زمانہ کتنا ہی برا تھا۔ مگر ان لوگوں میں فیاضی، شجاعت، اقربا نوازی، غرباء پروری، ایفائے عہد، زبان کی پختگی کی ایسی عادتیں موجود تھیں۔ جن سے آج دنیا اور دین کے اکثر مسلمان تہی دامن نظر آتے ہیں۔ اس زمانہ میں قبیلہ پروری اور عصبیت خاندانی وقومی حد انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ غیرت کا مادہ حد سے سوا تھا۔ دشمن سے دشمن اور برے سے برے شخص کو بھی جہاں قبیلہ کا ایک شخص پناہ دے دیتا تھا۔ تو پھر قبیلہ کا قبیلہ اس کی حفاظت میں کٹ مرتا تھا۔ جو زبان سے کہہ دیتا تھا آخر وقت تک اس کا پابند رہتا تھا۔ موجودہ زمانہ تو فریب و ریا کا زمانہ ہے۔ اور اور مغربی الحاد کے جھگڑوں نے تمام مشرقی خوبیوں کو ماؤف کر کے رکھ دیا ہے۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالٰی عنہ جو وعدہ کر گئے تھے اس کے پورا کرنے کی توقع مسلمانوں کو بھی تھی اور انہوں نے بھی اسے والہانہ پورا کیا۔ کسی کو یہ تصور بھی نہ تھا کہ جو بات کہی جا رہی ہے وہ پوری نہ کی جائے گی۔ مکہ مکرمہ پہنچتے ہی جو پہلا خیال ہوا وہ ایفائے عہد ہی کا تھا۔ حضرت زینب کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیا۔ کفار کی طرف سے مزاحمت و تعرض کا خوف تھا۔ اس لئے کنانہ نے اپنے ساتھ ضروری ہتھیار بھی لے لئے تھے۔ تاکہ اگر

کفار تعاقب کریں تو ان سے عہدہ برا ہو سکیں۔ اور ان کے غیظ و غضب کا شکار نہ ہو جائیں جو غزوۂ بدر کی شکست پر ان کے اندر شدت کے ساتھ پھیلا ہوا تھا چنانچہ کنانہ کا خیال ٹھیک نکلا۔ جوں ہی قریش کو اطلاع ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر کنانہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ انہیں جوش آ گیا اور چند جوانوں نے مسلح ہو کر تعاقب کیا اور چاہا کہ اثنائے راہ ہی میں لے لیں۔ انہی میں ہبار بن اسود بھی تھا۔ مقام ذی طوی میں ہبار نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مارا۔ جس کی ضرب سے آپ پشت زمین پر آ رہیں۔ حاملہ بھی تھیں۔ واپسی پر حمل بھی ساقط ہو گیا۔ کنانہ سنبھلا اور ترکش سے تیر نکال کر اور کمان اٹھا کر بولا۔ اب اگر کوئی قریب آیا تو اسے تیر کا نشانہ بناؤں گا۔ لوگ ہٹ گئے۔ اسی اثناء میں ابو سفیان رئیس اعظم قریش چند سرداران قریش کو لے آیا۔ اور کنانہ کو کہا۔ تیر روک لو ہمیں کچھ گفتگو کرنی ہے۔ کنانہ نے تیر ترکش میں رکھ لیا تو ابو سفیان نے کہا۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ہاتھ سے جو مصائب برداشت کرنے پڑے ہیں۔ اس سے تم لاعلم نہیں رہ سکتے۔ اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال لے گئے تو لوگ اس کے سوا اور کہیں گے کہ یہ ہماری کمزوری ہے۔ ہمیں زینب (رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو روکنے کی ضرورت نہیں۔ ابھی زخم تازہ ہے جب شور و ہنگامہ کم ہو جائے اس وقت خفیہ طور پر پہنچا دینا۔ کنانہ نے اسے تسلیم کر لیا اور آپ کو لئے ہوئے مکہ واپس آ گیا اور رات کے وقت لے کر روانہ ہوا ادھر سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی مقصد کے لئے بھیجا ہوا تھا۔ جو کچھ دور زید بن حارثہ ملے تو ان کے حوالے کر دیا۔ جنھوں نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ (معارج النبوت رکن چہارم ص ۹۲)

شوہر کے اسلام پر تجدید نکاح

ابو العاص ابھی تک حالت کفر میں تھے کہ چند سال کے بعد وہ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ عازم شام ہوئے۔ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس

قافلہ تجارتی کو روکا۔ کچھ مڈبھیڑ ہوئی۔ ابو العاص کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور بہت سا مال و اسباب ہاتھ لگا۔ ابو العاص گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں پناہ میں لے لیا اور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سفارش کر کے ان کا لوٹا ہوا مال بھی واپس کرا دیا۔ ابو العاص یہاں سے مکہ معظمہ پہنچے اور جن لوگوں کی امانتیں ان کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ سب واپس کر دیں عام لوگوں کے سامنے کلمۂ اسلام پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے اور مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے آئے۔ حالت شرک ہونے کی وجہ سے پہلے دونوں میں تفریق ہو چکی تھی۔ مدینہ منورہ میں بحالت اسلام آئے تھے۔ اس لئے ان کے ساتھ دوبارہ نکاح پڑھا گیا۔ (ملخص از مدارج جلد دوم ص ۵۸۵)

اولاد آپ کا ایک صاحب زادہ تھا جن کا نام علی تھا جو کہ سن بلوغ کو پہنچ کر دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اور یہی فتح مکہ میں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ردیف تھے اور دوسری صاحبزادی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جن کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ نماز کی حالت میں سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھے پر سوار ہوتیں۔ اور جب آپ سجدہ میں جاتے تو اتر جاتیں۔ یہ بعد کو ایک عرصہ تک زندہ رہیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۵۸۵)

وصال نکاح جدید کے بعد آپ زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہیں اور ۸ھ میں انتقال ہو گیا۔ حضرت سودہ حضرت ام ایمن اور حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے آپ کو غسل دیا۔ جس کا طریقہ خود تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا۔ بخاری و مسلم میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دے کر فارغ ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی۔ ہم کو آپ نے اپنا تہبند شریف دیا۔ اور فرمایا کہ اس کو کفن کے اندر جسم میت سے متصل رکھ دو۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ام عطیہ قالت دخل عَلَیۡنَا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہِ عَلَیۡہ وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا اوخمسا او اکثر من ذالك ان رایتن ذٰلك بِماءٍ وسدر و اجعلن فی الاٰخرۃ کافورا اوشیئًا من کافور فاذا فرغتن فاٰذِنّنی فلما فرغنا آذناہ فالقیٰ الینا حقوہٗ فقال اشعرنها ایاہ (رواہ البخاری ومسلم (مشکوٰۃ شریف صد ۱۴۳)

روایت ہے ام عطیہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا تشریف لائے ہمارے پاس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم نہلاتی تھیں آپ کی صاحبزادی کو یعنی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پس فرمایا کہ نہلاؤ ان کو تین بار یا پانچ بار یا زیادہ اس سے اگر دیکھو تم یہ مناسب ساتھ پانی اور بیری کے پتوں کے اور ڈالو آخر بار کافور یا فرمایا کچھ کافور سے پس جبکہ فارغ ہو تم خبر کرو مجھ کو پس فارغ ہوئیں ہم خبر دی ہم نے ان کو پس ڈالا ہماری طرف حضرت نے اپنا تہبند پھر فرمایا بدن سے لگا دو اس کے اسی تہبند کو۔

نمازِ جنازہ خود فخرِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ اور خود قبر میں اترے اور اپنی لختِ جگر کو سپردِ خاک کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔
(مدارج النبوت جلد دوم صد ۵۸۶)

فائدہ:- میری اسلامی بہنو! تم کو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قصہ سے معلوم ہوگیا کہ نیک لوگوں کے لباس اور ان کے تبرکات سے برکت حاصل کرنا اور قبر میں رکھنا موجب مغفرت ہے اوپر کی حدیث پاک تحت لمعات حاشیہ مشکوٰۃ صد ۱۴۳ میں ہے۔

هٰذَا الحَدِیثُ اَصلٌ فی التَّبرّكِ بِآثارِ الصّٰلِحِینَ وَلِباسِهِم کَمَا یَفعَلُهٗ بَعضُ مریدِ المشائخ من لُبسِ اَقمصِهِم فِی القَبرِ۔

یہ حدیث صالحین کی چیزوں اور ان کے کپڑوں سے برکت لینے کی اصل ہے جیسا کہ مشائخ کے بعض مریدین قبر میں مشائخ کے کرتے پہنا دیتے ہیں۔

فقیر اپنی بہنوں کی مزید تسلی کے لئے محقق علی الاطلاق علامہ شیخ عبد الحق

محدث دہلوی قدس سرہ کا فتویٰ نقل کرتا ہے۔ جو انہوں نے اس حدیث بالا کے تحت ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:-

دریں جا استحباب تبرک است بلباس صالحین و آثار ایشاں بعد از موت در قبر چنانکہ قبل از موت نیز ہمچنیں بودہ۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۶۷۱)

اس سے ثابت ہوا کہ صالحین کے لباس اور ان کے تبرکات سے بعد موت قبر میں بھی برکت لینا مستحب ہے جیسا کہ موت سے پہلے تھا

اسلامی بہنو! اپنے عقیدے کو مضبوط رکھو اور کسی ایرے غیرے کی بات ہرگز نہ مانو۔ تمہارے اسلاف اور بزرگانِ دین نے مسئلے واضح فرما دیے ہیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالاتِ زندگی

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی تھیں جو بعثت نبوی سے پیشتر ہی پیدا ہوئیں۔ اعلان نبوت سے قبل ہی آپ کی شادی مشہور جفا کار ابو لہب کے بیٹے عتبہ کے ساتھ ہی ہوگئی تھی۔ اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ام کلثوم بھی اسی مردودِ ازلی کے فرزند دیگر عتیبہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں جب سورۃ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ نازل ہوئی تو ابو لہب نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے کہا کہ اگر تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیٹیوں سے علحدگی اختیار نہیں کرتے اور انہیں طلاق دینے پر آمادہ نہ ہوئے تو تمہارے ساتھ بیٹھنا اٹھنا حرام سمجھ لوں گا، اور تم سے کوئی تعلق نہ رکھوں گا۔ ابو لہب کے دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اور دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔ منقول ہے کہ عتبہ ملعون بے ادبی کا مرتکب ہوا کہ اس پلید نے اپنی آبِ دہن محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ڈال کر کہا کہ میں نے رقیہ کو طلاق دے دی ہے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے حق میں یہ بد دعا کی:-

اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِّنْ کِلَابِكَ الٰہی اس پر اپنے کتوں میں کوئی کتا مسلط فرما۔ ابوطالب اس مجلس میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بد دعا تیرے حق میں ضرور قبول ہو گی۔ چنانچہ یہ ملعون تجارت کے سلسلہ میں شام کی طرف گیا جب اس منزل پر پہنچا جہاں بہت درندے رہتے تھے۔ ابولہب نے اہل قافلہ سے کہا کہ چند مددگاروں کی ضرورت ہے کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ آج رات محمد کی بد دعا میرے بیٹے کے حق تاثیر کرے گی۔ پس عتبہ کو بلند جگہ پر سلایا گیا اور اس کے ارد گرد بہت سے لوگوں کو بٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی۔ سب سو گئے تو ایک شیر آیا جو ہر ایک شخص کا منہ سونگھتے سونگھتے آگے آگے چلا گیا۔ کسی کو تکلیف نہ پہنچائی۔ مگر عتبہ کے پاس جاکر اسے پنجہ مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ (مدارج جلد دوم ص۵۸۶-۵۸۷)

حضرت عثمان سے نکاح

اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلبہ کفار کی وجہ سے حبش کو ہجرت کر گئے اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ کچھ عرصہ بعد واپس ہوئے تو یہاں کی زمین پہلے کی نسبت بہت زیادہ گرم تھی اور مکہ والوں کا ہر متنفس اسلام والوں کے حق میں ایک خونخوار اور سفاک بھیڑیے سے کم نہ تھا۔ اس لئے دوبارہ ہجرت کرنی پڑی۔

اس مرتبہ ایک مدت تک دونوں میاں بیوی کی طرف سے کوئی خیریت کی خبر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک نہ پہنچی تو آپ کو تشویش ہوئی۔ اسی اثنا میں حبش سے ایک عورت آئی اور اس نے آکر اطلاع دی کہ میں نے حضرت رقیہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حبش میں دیکھا ہے۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ (ذخائر العقبیٰ ص۱۶۳۔ سیرت نبوی ص۲۵۲)

آپ کی اولاد

جس وقت آپ اپنے شوہر کے ساتھ حبش میں تشریف فرما تھیں۔ اس زمانہ میں وہیں آپ کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا۔ جس کا نام عبداللہ رکھا گیا تھا۔ اس بچہ کے نام کی نسبت سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہو گئی تھی۔ یہ بچہ چھ سال تک زندہ رہا۔ ایک روز بیٹھا ہوا کھیل رہا تھا کہ ایک مرغ نے ان کے چہرے پر چونچ ماری جس کی وجہ سے چہرہ سوج گیا اور بیمار ہو گئے۔ آخر انتقال فرما گئے۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ اور حضرت غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر میں اترے اور ان کو سپرد خاک کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

(ذخائر العقبیٰ صہ ۱۶۳ - ۱۶۴)

آپ کی حسن سیرت وصورت

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ درجہ کا حسن عنایت فرمایا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوشت کا ایک پیالہ دے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا جب میں ان کے گھر گیا تو حضرت عثمان بمعہ بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھے ہوئے تھے میں نے ان دونوں سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ میں ایک نظر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور دوسری نظر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ڈالتا تھا (اس وقت پردہ کے متعلق حکم نہیں ہوا تھا) جس کی وجہ سے واپس آنے میں کچھ دیر ہو گئی۔ جب واپس آیا تو تاجدار مدینہ نے دیر کی وجہ دریافت فرمائی۔ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے حضرت عثمان اور رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کمال حسن کو دیکھا تو ایک نظر عثمان کی طرف اور ایک نظر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی طرف ڈالتا تھا۔ جس کی وجہ سے دیر ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے حبشہ کے کچھ نوجوان آپ کے حسن کی وجہ سے آپ کو دیکھنے لگے۔ جس سے آپ کو تکلیف ہوئی تو آپ نے ان کے حق میں بد دعا کی۔ چنانچہ وہ ہلاک ہو گئے۔

(سیرت حلبی جلد اول صـ۳۶۱، سیرت نبوی صـ۲۵۲، نور الابصار صـ۵۰)

آپ حسین و خوبرو ہونے کے ساتھ نہایت نیک سیرت اور نیک مزاج بھی تھیں۔ بڑی بڑی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ مگر آپ نہ گھبرائیں اور نہ ہی حرف شکایت زبان پر لایا۔

وفات کا دردناک منظر

۲ھ میں کہ اسی سال غزوۂ بدر کا مشہور معرکہ ہوا حضرت رقیہ علیل ہوئیں جسم پر دانے نکل آئے جنہوں نے بہت تکلیف پہنچائی۔ ادھر تو آپ بیمار تھیں اور سخت تکلیف تھی ادھر تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کی تیاریوں میں مصروف تھے چنانچہ آپ روانہ ہو گئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی نگہداشت اور تیمار داری کے لئے چھوڑ گئے۔ آپ برابر علیل رہیں اور عین اس روز جبکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ پہنچ کر فتح کا مژدہ سنایا تھا حضرت رقیہ کو قبر میں داخل کیا جا رہا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور تھے۔ ابھی تک مدینہ منورہ نہ پہنچ سکے تھے۔ اس لئے جنازہ میں شرکت نہ فرما سکے۔ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضرت سیدۂ عالم فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی قبر پر حاضر ہوئیں اور پاس بیٹھ کر رونے لگیں۔ وہ روتی جاتی تھیں اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے اور صاف کرتے جاتے تھے خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب اقدس پر بھی اس کا بہت اثر اور صدمہ تھا کہ جوان بیٹی کی جوان موت تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (مدارج جلد دوم صـ۵۸۷)

حضرت ام کلثوم کے حالات زندگی

حضرت عثمان سے عقد و نکاح

آپ حضور پُر نور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی تھیں۔ آپ کا اصلی نام سیرت کی کسی کتاب اور تاریخ سے معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ اپنی کنیت کے

ہی کے ساتھ مشہور رہیں۔ آپ پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔ جس نے اعلانِ نبوت پر باپ کے کہنے پر آپ سے علٰحدگی کر لی تھی۔ اس وقت سے آپ اپنے والد ماجد ہی کے پاس رہتی تھیں۔ جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کے ساتھ ربیع الاوّل ۳ھ میں عقد کر لیا۔ بخاری شریف صہ۴۶۹ میں ہے کہ جب ام المؤمنین حضرت بی بی حفصہ بیوہ ہوئیں اور ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا کہ آپ میری صاحبزادی حفصہ کے ساتھ نکاح کر لیجئے۔ حضرت عثمان یہ سُن کر متامل ہوئے۔ دوسری روایتوں میں مرقوم ہے اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ جب سرکار کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو حضور نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا۔ میں تمہیں عثمان سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں۔ اس سے بہتر اور شرف و سعادت کیا ہو سکتی تھی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ سن کر حد سے زیادہ حد سے زیادہ مسرت ہوئی۔ چنانچہ حضرت حفصہ کا نکاح تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہو گیا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے نور نظر ام کلثوم کا عقد حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ کر دیا۔ انور الابصار صہ۵ ذخائر العقبیٰ صہ۱۶۵

اخلاق و عادات

چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عقد میں آئی تھیں اس لئے وہ مسلمانوں میں ذی النورین کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپ اخر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی بہن تھیں۔ چھ سال گھر میں رہیں اور اس طرح، جس طرح پھول چمن میں رہتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ سے بہت خوش رہے اور آپ نے بھی ان کی خوشنودی و اطاعت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ بہت خوبصورت و حسین تھیں۔ بہت سعادت مند اور متقی و پرہیز گار تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھی بے حد محبت

تھی۔ تلاوت قرآن میں زیادہ انہماک رہتا تھا۔

آپ کی دنیا سے رحلت

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نکاح کے بعد کامل چھ سال تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر میں رہیں۔ مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شعبان معظم ۹ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ پہلے دو ہی جوان بیٹیوں کی موت کے صدمات کلیجہ پاش پاش کرنے کو بہت کافی تھے کہ آنکھوں کے سامنے تیسری جوان اور فرمانبردار بیٹی کا جنازہ اٹھا۔ یہ صدمہ کوئی معمولی صدمہ نہ تھا۔ سخت صدمہ تھا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد بیٹی کی قبر کے پاس بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے اور آنکھوں میں آنسو امنڈے چلے آرہے تھے۔ روایت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم کی رحلت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو میں اسے تیرے نکاح میں دے دیتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے تجھے نکاح میں دیئے دیتا۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۵۴۹)

فائدہ

میری اسلامی بہنو! آپ نے دیکھ لیا کہ بارگاہ رسالت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے پیارے تھے کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دونوں صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں دیدیں۔ اور آخرکار فرمایا کہ اگر میری بیٹی کوئی اور بھی ہوتی تو وہ بھی میں تجھے نکاح میں دے دیتا۔ لہذا میری سب بہنیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیار رکھیں اور ان بدعقیدہ عورتوں سے بچیں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عداوت رکھتی ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی

ولادت مبارک

شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی

اور محبوب صاحبزادی حضرت خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں
نبی کی لاڈلی بیوی ولی کی ماں شہیدوں کی
یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

آپ کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ برس قبل ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب خاتونِ جنت میرے شکم اقدس میں تھیں تو مجھے حمل کی کوئی گرانی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ حمل بالکل ہلکا پھلکا تھا اور خاتونِ جنت میرے پیٹ سے رہ کر مجھ سے باتیں کرتی تھیں جب ان کی ولادت کا وقت قریب ہوا تو میں نے قریش کی دائیوں کو بلایا۔ مگر عناد کی وجہ سے نہ آئیں۔ مگر میرے پاس چار حسینہ جمیلہ نورانی مکھڑے والی خواتین تشریف لائیں۔ میں ان کو دیکھ کر حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور کیسے آئی ہیں۔ اسی حیرانگی میں تھی کہ ان میں سے ایک بولی خدیجہ! میں تیری اماں جان حوا ہوں۔ دوسری نے کہا میں آسیہ بی بی ہوں، تیسری نے کہا میں ام کلثوم موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ ہوں، چوتھی کہا میں مریم والدہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ ہم اس لئے حاضر ہوئی ہیں کہ ایسے موقع پر تمہاری مدد کریں۔ چنانچہ ان معزز و محترم خاتون کی حاضری میں حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی۔ از نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۸۹

آپ طاہرہ مطہرہ متولد ہوئیں۔ جب آپ کو ہاتھوں میں لیا گیا تو ایک نور تمام کمرہ میں چمکا۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام فاطمہ اور کنیت ام محمد رکھا۔ اور لقب راضیہ، مرضیہ، میمونہ، زکیہ، بتول زہراء عنایت فرمائے۔

آپ کا نکاح

جب خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پندرہ برس کی ہوئی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گوہر گراں مایہ کے حاصل کرنے کی درخواست پیش کی۔ تو حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے نکاح کے بارے میں میں خدائی حکم کا منتظر ہوں اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی درخواست لے کر حاضر

خدمت ہوئے تو آپ نے ان کو بھی یہی جواب دیا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواستگاری کی درخواست پیش کی تھی تو امام الانبیاء علیہ التحیۃ و ثناء نے جواب دیا تھا کہ ابھی ان کی عمر چھوٹی ہے۔

علی مرتضیٰ کی درخواست

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان کے خواص اور احباب نے کہا کہ تم سردارِ دوجہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر آپ کی دختر نیک اختر کی خواستگاری کرو۔ تو مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس بات سے مجھے مدنی چاند صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی ہے جبکہ آپ نے صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی درخواست منظور نہیں فرمائی تو مجھے یہ سعادت کب نصیب ہو سکتی ہے احباب نے کہا کہ تم محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ کے سب سے قریبی رشتہ دار ہو۔ ان کے چچازاد بھائی ہو۔ لہٰذا شرم کی کوئی بات نہیں۔ بارگاہِ رسالت میں اپنی درخواست پیش کر دو۔ چنانچہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ کیسے آئے ہو۔ عرض کی یارسول اللہ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ حضور اپنی شاہزادی کا رشتہ مجھے عنایت فرمائیں۔ آپ نے مرحبا فرمایا۔ یعنی قبول کیا۔

(مدارج النبوت جلد دوم صہ ۱۰۵)

وہ کملی اوڑھنے والے مجسم نور کی دختر
وہ عبداللہ کی پوتی آمنہ کے پور کی دختر

وہ خواہر ام کلثوم و رقیہ اور زینب کی
وہ سب بہنوں سے چھوٹی اسلئے نور نظر سب کی

وہ قاسم کی بہن وہ طیب و طاہر کی ماں جائی
جو ماں کی گود میں اتمام نعمت کی طرح آئی

وہی آئینہ عفت کا سب سے خوشنما جوہر
خدیجہ طاہرہ کے بطن کا اک بے بہا گوہر

وہ صبح نور چشم رحمۃ اللعالمین زہرا ؑ
نگین خاتم تسکین ختم المرسلین زہرا ؑ
وہ زہرا جو شبیہ اسوۂ سرکار عالی تھی
علی سے آج اسی زہرا کی شادی ہونے والی تھی

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھ کر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا بیٹی! اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا پیغام آیا ہے۔ آپ خاموش رہیں اور اپنے رسول پاک کو شرم و حیا کی وجہ سے جواب نہ دیا۔ یہ ایک طرح پر اظہار رضامندی تھا۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر دینے کی کیا چیز ہے۔ عرض کی حضور! میری حالت آپ پر روشن ہے۔ میرے پاس اللہ جل شانہ کے نام کے سوا اور کیا ہے آپ نے فرمایا وہ زرہ کہاں گئی جو جنگ بدر میں تمہارے ہاتھ آئی تھی؟ عرض کی وہ تو موجود ہے۔ فرمایا کہ بس وہی کافی ہے اسے فروخت کر دو۔

بہت احساس تھا حیدر کی ناداری کا ہادی کو
کہا ہے کچھ تمہارے پاس اخراجات شادی کو
کہا یہ اک مضمون اوق ہے یا رسول اللہ
فقط نام رسول و نام حق ہے یا رسول اللہ
کہا وہ زرہ کیا ہو گئی جو تم نے پائی تھی
جو روز بدر میدان میں تمہارے ہاتھ آئی تھی
کہا موجود ہے حضرت فرمایا وہ کافی ہے
تم اس کو بیچ ڈالو جو بھی ہاتھ آیا وہ کافی ہے

چنانچہ مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس زرہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ چار سو اسی ۴۸۰ درہم میں فروخت کر دی اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زرہ کی قیمت ادا کر کے زرہ واپس کر دی۔ مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زرہ اور درہم لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درہموں میں سے ایک مٹھی بھر کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر حکم دیا کہ اس سے بازار سے خوشبو لے آوے۔ اور بقیہ درہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کئے۔ تاکہ ان سے جہیز کا سامان خریدا جائے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صـ۱۰۷)

ــــ زرہ بیچی علی نے چار سو اسی درہم میں
تھی شادی فاطمہ کی سادگی کا طرفہ نظارا
ولیمہ بھی اسی میں اور اسی میں مہر بھی سارا

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا کہ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ جب وحی ختم ہوئی تو فرمایا انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رب العالمین کی طرف سے حضرت جبریل (علیہ السلام) یہ پیغام لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کردو۔ لہٰذا انس جاؤ اور ابوبکر و عمر اور عثمان و طلحہ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور جماعت انصار کو بلا لاؤ۔ جب یہ حضرات دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو خود سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور چاندی کے چار سو مثقال پر سیدۂ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی مرتضیٰ سے کردیا اور فرمایا علی! تو نے قبول کیا اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے قبول کیا اور راضی ہوا۔

اس کے بعد سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامہ نے کھجوروں کا ایک طبق قوم پر لٹا دیا۔ یہاں سے ہی فقہاء فرماتے ہیں کہ عقد نکاح میں شکر اور بادام کا لٹانا مستحب ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۱۰۵)

ــــ مہاجر اور انصار اکابر جمع تھے سارے
اتر آئے تھے گویا دن کو اس تقریب میں تارے

علی باعز و شان ہاشمی تھا ان کے جھرمٹ میں
وہ ماہِ آسمانِ ہاشمی تھا ان کے جھرمٹ میں

نہ کوئی باجا گاجا تھا نہ کوئی شور و ہنگامہ
نہ شہنشائی نہ نقارہ نہ دف تھی نہ دمامہ

نہ زرنگار رنگ پوشاکیں نہ کنگن نہ سہرا تھا
وہی تھے شاہِ مرداں اور وہی مردانہ چہرہ تھا

رسول اللہ خود موجود تھے محراب مسجد میں
کمی کرتا کوئی پھر کس طرح آداب مسجد میں

رخ شمس الضحٰے کی ضو سے پرتنویر تھی مسجد
سکون و سادگی کی خوشنما تصویر تھی مسجد

زمیں سے آسماں تک بس گئے نغماتِ روحانی
کہ خود قرآنِ ناطق نے پڑھیں آیات قرآنی

ہُوا یہ عقد عالیشان معمولی طریقے سے ہوئے تقسیم خرمے غیر معمولی سلیقے سے

جہیز کی مختصر فہرست

دونوں جہانوں کے سردار شاہ کون و مکان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبوب اور پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرا خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جہیز کی یہ مختصر فہرست تھی (۱) دو چادریں بردکی (۲) دو نہالی کتان کی (۳) چار سرہانے (۴) دو بازو بند چاندی کے (۵) ایک پیالہ (۶) ایک چکی (۷) ایک مشک (۸) ایک گھڑا مٹی کا۔ (مدارج النبوت جلد دوم صـ ۱۰۷)

کچھ اختلاف کے ساتھ حفیظ جالندھری کے یہ اشعار سنیں ؎

جہیز ان کو ملا جو کچھ شہنشاہ دو عالم سے
ملا ہے درس ہم کو سادگی کا فخرِ آدم سے

متاعِ دنیوی جو حصہ زہرا میں آئی تھی
کھجوری کھردرے لسے بان کی ایک چارپائی تھی

مشقت عمر بھر کرنا جو لکھا تھا مقدر میں
ملی تھیں چکیاں دو تاکہ آٹا پیس لیں گھر میں

گھڑے مٹی کے دو تھے اور ایک چمڑے کا گدا تھا
نہ ایسا خوشنما تھا یہ نہ بدزیب و بھدا تھا

بھرے تھے اس میں روئی کی جگہ پتے کھجوروں کے
یہ وہ سامان تھا جس پر دل و جان تھے قربان حوروں کے

ملا تھا فقر و فاقہ ہی مگر اصلی جہیز ان کو
کہ بخشی تھی خدا نے اک جبیں سجدہ ریز ان کو

وہ زہرا جن کے گھر تسنیم و کوثر کی تھی ارزانی
ملی تھی مشک ان کو تاکہ خود لایا کریں پانی

چلی تھی باپ کے گھر سے نبی کی لاڈلی پہنیں
حیا کی چادریں عفت کا جامہ صبر کے گہنے

ردائے صبر بھی حاصل تھی توفیق سخاوت بھی
کہ ہونا تھا اسے سرتاج خاتونِ جنت بھی

اسی کی تربیت میں اسوہ تھا یمن و سخاوت کا
اسی کی گود سے دریا ابلنا تھا شہادت کا

متبرک پانی چھڑکنا

نکاح سے فارغ ہو کر جب محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ میرے پاس پانی لاؤ تو خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا لکڑی کے ایک پیالے میں پانی لے آئیں۔ آپ نے پیالہ پکڑ کر اس میں کلی فرمائی۔ پھر لاڈلی بیٹی کو فرمایا آگے آؤ۔ وہ آگے آگئیں۔ آپ نے وہ پانی ان سینہ مبارک پر چھڑکا اور یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَابِکَ وَذُرِّیَّتَھَا — اے اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو
مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ — شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر فرمایا پیٹھ پھیرو انہوں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے ان کے دونوں مونڈھوں کے درمیان پانی ڈالا اور یہ دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ پھر فرمایا اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے پانی دو۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصد سمجھ گیا۔ اٹھ کھڑا ہوا اور ایک پیالہ پانی کا بھر کر سرکار کے پاس لے گیا۔ آپ نے اُسے لے کر اس میں کلی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ آگے بڑھو میں آگے ہوا تو آپ نے میرے سر اور سینے پر پانی چھڑکا اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ — اے اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ — شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر فرمایا کہ ذرا پیٹھ پھیرو۔ میں پیٹھ پھیری تو آپ نے میرے دونوں شانوں کے درمیان پانی چھڑکا اور یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ حفیظ جالندھری نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔

بشفقت سادہ پانی کا پیالہ ایک منگوایا — دعا دم کر کے خود تھوڑا سا پانی نوش فرمایا
دیئے پانی کے چھینٹے سینہ و بازوئے حیدر پر — یہی پانی رسول اللہ نے چھڑکا پاک دختر پر
محبت اور شفقت سے بٹھا کر پاس دونوں کو — دعا کی اے خدا یہ عقد آئے راس دونوں کو
ہو ان کی نسل یارب دو جہاں میں خیر کا باعث — یہ عقد خیر ہو کون و مکاں میں خیر کا باعث
خداوندا انہیں پاکیزہ سے پاکیزہ تر کر دے — عمل میں دے اثر ان کے خیر سے بھر دے

آخر میں سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا۔ اُدْخُلْ بِاَھْلِکَ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْبَرَکَۃِ یعنی اپنی اہلیہ کے پاس اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی برکت سے داخل ہو۔ (حصن حصین ص ۲۷ مدارج ص ۱۰۶)

پیغمبر خدا سے مشابہت سیدہ عالم خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

تعالیٰ عنہا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صورت و سیرت و عادت اور لب و لہجہ اور نشست و برخاست اور گفتگو میں پوری پوری مشابہت رکھتی تھیں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

مَارَأَیْتُ اَحَدًا اَشْبَہَ کَلَامًا وَّ حَدِیْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَۃَ (ذخائر العقبیٰ ص۱۴۴)

میں نے کسی کو کلام اور بات کرنے میں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں دیکھا۔

اور شیخ محقق علی الاطلاق حضرت عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں :۔

بود اشبہ ناس برسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در راہ و روش و صورت و سیرت و سخن کردن۔" (مدارج جلد ۲ ص ۵۸۹)

سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں سے زیادہ مشابہ تھیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلنے پھرنے اور صورت و سیرت اور گفتگو میں۔

غرضیکہ آپ ایسی جامع الصفات تھیں کہ ایسی مجتمع الصفات خواتین دنیا کم پیدا کرتی ہے۔

حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا بتول　　راحتِ جانِ خدیجہ قرۃ العین رسول

حور سیرت خاصۂ ناموس ختم المرسلین　　پاک خصلت عمدہ اولاد ام المومنین

مرجع کونین جس کا آستانہ وہ بتول　　آیۂ تطہیر جس کا شامیانہ وہ بتول

قابل تقلید خاتون

یہ ایک حقیقت ہے کہ خدائے قدوس نے حضرت زہراء طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی میں بڑے بڑے محاسن اور فضائل جمع کر دیئے تھے اور صورت و معنوی اوصاف کے گلہائے رنگین سے آپ کا دامن فضیلت لبریز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شاہِ ہر دوسرا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَّآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ۝ (مشکوٰۃ شریف ص۵۷۳)

تمہاری تقلید اور اتباع کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران، حضرت خدیجہ بنت خویلد حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔

اس ارشاد پاک میں صاف واضح ہے کہ سیدہ بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی ایک معیاری اور نمونہ کی زندگی تھی۔ آپ کی ذات گرامی دنیا کی عورتوں کے لئے مشعلِ ہدایت ہے اور آج بھی خواتین عالم آپ کے اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کر سکتی ہیں اور آپ کے نقش قدم پر چل کر فوز و کامیابی کی زندگی سے آراستہ ہو سکتی ہیں۔

حوریانِ خلد کی آنکھوں کا تارا فاطمہ — افتخار مریم و حوّا و سارہ فاطمہ
فاطمہ بنت رسول اللہ زوج مرتضیٰ — مادر شبیر و شبر پیکر حلم و حیا
جس پہ نسوانیت کو ناز و خیر النسآء — جس سے حوروں کو ملا اعزاز وہ خیر النسآء
کوثر و تسنیم جس کا مہر وہ خیر النسآء — ملک جس کی خلد ہر نہر وہ خیر النساء

آپ کا زیب و زینت سے گریز

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوب ترین اور لاڈلی بیٹی تھیں۔ لیکن یہ محبت اچھا کھلانے پلانے اور پہنانے کے لئے نہ تھی اور نہ ہی شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے تزئین و آرائش کی کوئی چیز لایا کرتے تھے اور نہ ہی ایسی چیزیں آپ دیکھ سکتے تھے۔ ایک مرتبہ مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کو ایک طلائی ہار لا کر دیا اور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دیکھ لیا تو ارشاد فرمایا۔

يَا بُنَيَّةُ لَا تَغْتَرِّي بِقَوْلِ النَّاسِ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَعَلَيْكِ لِبَاسُ الْجَبَابِرَةِ۔ (ذخائر العقبیٰ ص۵۱)

اے بیٹی لوگوں کے اس قول سے مغرور نہ ہو کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیٹی ہے حالانکہ تجھ پر دنیا داروں کا لباس ہو۔

بیٹی اور پھر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی یہ سنتے ہی فوراً ہار اتار کر فروخت کر دیا اور اس کی قیمت سے ایک غلام خریدا اور اُسے آزاد فرمایا جب یہ خبر تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔
(ذخائر العقبیٰ صد ۵۱)

ایک دفعہ سلطانِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک غزوہ کی واپسی پر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پر تشریف لائے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ گھر کے دروازے پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اور دونوں شہزادوں کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ آرائش اور ساز و سامان دیکھتے ہی واپس تشریف لے گئے۔ حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ادا شناس مزاج تھیں۔ سمجھ گئیں۔ اٹھیں اور پردوں کو چاک کر دیا۔ اور شہزادوں کے ہاتھوں سے کنگن اتار ڈالے۔ یہ دیکھ کر جب شہزادے رونے لگے تو خاتونِ جنت نے کنگن کے ٹکڑوں کو ان میں تقسیم کر کے دے دیئے۔ دونوں شہزادے روتے دھوتے اپنے شفیق رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دوڑے ہوئے گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاندی کے ٹکڑے شہزادوں کے ہاتھوں سے لے لئے۔ اور سیدنا حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا یہ بنی فلاں کے پاس لے جاؤ اور اس کے بدلے عصب کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لاؤ۔ کیونکہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ اپنی دنیا کی حیاتی میں اپنے طیبات ختم کر دیں۔ (ذخائر العقبیٰ صد ۵۱)

مدنی چاند سے والہانہ محبت

سیدۂ عالم فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدنی چاند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی جبکہ مکہ مکرمہ ہی میں عقبہ بن ابی معیط مردود نے عین اس وقت کہ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور سر مبارک سجدہ میں رکھے ہوئے تھے گلوئے مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ازراہِ شرارت لا کر رکھ دی اور اس کے بوجھ سے

محبوب رب انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن مبارک نہ اٹھا سکے۔ اس وقت جوانانِ قریش کی شیطانی مسرتوں کا یہ عالم تھا کہ قہقہوں پہ قہقہے مار رہے تھے اور مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی نے اطلاع دی تو گو اس وقت آپ کی عمر شریف چھوٹی تھی سنتے ہی تڑپ گئیں۔ دوڑتی ہوئی آئیں اور ادھری اپنے ننھے منھے ہاتھوں سے ہٹا رہی تھیں اور عقبہ کو بد دعائیں دے رہی تھیں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف صہ ۵۲۳)

حضرت زہرا سے سرکار کی محبت

محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد محبت تھی۔ کیونکہ ایک تو آپ کی جگر گوشہ تھیں۔ دوسرے ان میں جملہ محاسن موجود تھے۔ سید العالمین والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی محبت کا اظہار قولاً و عملاً بارہا فرمایا۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ فَاطِمَۃُ یعنی لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے، فرمایا۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جب دریافت فرمایا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ اَھْلِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ یا رسول اللہ آپ کو اپنے اہل میں کون زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ترمذی شریف میں ہے جمیع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ نَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا

تمام لوگوں میں سے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کون زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ پوچھا گیا کہ مردوں میں کون؟ فرمایا ان کا شوہر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

امام بخاری و امام مسلم حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۸) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری لخت جگر ہیں جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

جب کبھی سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتیں تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے اور ان کی پیشانی چومتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔ اسی طرح جب شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف فرما ہوتے تو خاتون جنت کھڑی ہو جاتیں اور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۵۸۹)

خاتونِ جنت پر دوسرا نکاح کرنے پر اظہار ناراضگی

جب ابو جہل کی بیٹی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ میں آئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا جب یہ خبر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو آپ دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مگر آپ میری وجہ سے نہ ہی ان پر ناراض ہوں اور نہ ہی ان کو کچھ کہیں۔ یہ سنتے ہی امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور منبر شریف پر تشریف لائے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا جو بخاری شریف میں ہے۔

اِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَاْذَنُوْنِيْ فِيْ اَنْ يُّنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَلَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَنْ يُّطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِيَ

بے شک بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی علی بن ابی طالب کو نکاح میں دیں پس میں اجازت نہیں دیتا ہیں اجازت نہیں دیتا میں اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دیدے

بُضْعَةٌ مِّنِّی یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَہَا وَ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا۔ (بخاری جلد ۲ ص ۵۲۸)

اور ان کی لڑکی سے نکاح کرے۔ بیشک میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جو چیز ان کو غم زدہ کرے وہ مجھے غم زدہ کرتی ہے اور جو چیز ان کو اذیت دے وہ مجھے اذیت دیتی ہے۔

اس بخاری شریف کی حدیث شریف سے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمتِ شان ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح ہی مختار حبیب کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم بزرگی کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ باجازت خداوند مالک احکام ہیں۔ آپ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پہ دوسرا نکاح حرام فرما دیا۔ حالانکہ قرآن مجید میں ایک مرد کو چار بیویاں بیک وقت نکاح کی اجازت موجود ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ؕ

روزِ قیامت حضرت زہرا کے شان کا ظہور

سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب کبریا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز منادی یہ ندا کرے گا۔

یَا اَھْلَ الْجَمْعِ نَکِّسُوْا رُءُوْسَکُمْ وَ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَمُرَّ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَی الصِّرَاطِ

اے اہلِ محشر اپنے سر جھکا لو۔ آنکھیں بند کر لو۔ یہاں تک کہ فاطمہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شاہزادی پل صراط سے گزر جائیں۔

(ذخائر العقبیٰ ص ۴۸ نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۱۸۹)

پس اس وقت سیدۂ عالم خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ستر ہزار حوروں کے ساتھ چمکتی بجلی کی مانند پل صراط سے گزر جائیں گی۔

خاتونِ جنت کی خانگی زندگی

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیٹی تھیں اور آپ کی محبت و شفقت کی مرکز تھیں۔ اور تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ ان صفتوں کے باوجود سیدۂ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پوری زندگی عسرت و تنگی میں گزری۔

مگر قربان جائیے کہ ـــــ آپ کی زبان پر کبھی شکایت کا لفظ تک نہیں آیا۔ شاہزادی کون ومکان کی گھریلو زندگی یہ تھی کہ سارے گھر میں دونوں میاں بیوی کے لیے ایک ہی فرش (بچھونا) تھا جو دنبہ کی کھال کا تھا اور ایک چادر تھی جب اس چادر کو لمبائی میں اپنے اوپر ڈالتے تو پشت ننگی رہتی اور جب چوڑائی میں اوڑھتے تو سر ننگا رہتا۔ ایک روز بارگاہ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے پاس صرف ایک ہی چمڑے کا بچھونا ہے جس پر ہم رات کے وقت آرام کرتے اور دن کے وقت اسی میں اپنے اونٹ کو چارہ ڈالتے ہیں۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یَا بُنَیَّۃُ اُصْبِرِیْ پیاری بیٹی صبر کرو کیونکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی کے ساتھ دس سال اس حال میں گزارے کہ گھر میں فقط ایک کمبل کا بچھونا تھا۔

(سیرت حلبی جلد دوم صـ ۲۱۹)

چکی پیسنا خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اپنے مبارک ہاتھوں سے چکی پیستی تھیں اور اس کثرت سے پیستی تھیں کہ مبارک ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے اور پانی خود ہی بھرتی تھیں اور مشک کو بار بار اٹھانے سے سینہ مبارک پر گھٹے پڑ گئے تھے اور گھر میں جھاڑو بھی خود ہی دیتی تھیں جس سے کپڑے بہت جلد میلے اور غبار آلودہ ہو جاتے تھے۔ روٹی بھی خود ہی پکاتی تھیں۔ چولھے کے پاس بیٹھے بیٹھے دماغ چکرا جاتا تھا اور آگ پھونکتے چہرۂ اقدس سُرخ ہو جاتا تھا۔ ادھر گھر کا تمام کام کاج ادھر چھوٹے چھوٹے بچے جن کی دیکھ بھال اور پرورش اور اس پر غریبی و ناداری اتنی کہ فاقوں پر فاقے ہوتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام مسلمانوں کو روپیہ پیسے کے علاوہ کنیزیں تقسیم فرما رہے ہیں تو خاتون جنت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ اور ایک غلام کی درخواست پیش کرتی ہیں۔ مگر وہاں سے غلام تو حاصل نہ ہو سکا۔ بلکہ ارشاد ہوا اصحاب صفہ تم سے زیادہ مستحق ہیں پہلے ان کا حق ہے۔ مگر میں تم کو غلام سے بہتر چیز سکھاتا ہوں کہ جب سونے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صـ ۱۰۷)

مدنی چاند کی مفارقت کا صدمہ

سلطان کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد امجاد میں سے فقط ایک ہی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی باقی رہ گئیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے ان کی صغر سنی میں ہی داغ مفارقت دے دیا تھا۔ معصوم بھائی بچپن ہی میں داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔ تینوں بہنیں یکے بعد دیگرے ہمیشہ کو چھوٹ گئی تھیں۔ سارے خاندان میں صرف ایک شفیق باپ کی صورت نظر آتی تھی۔ جب آپ بھی داغِ مفارقت دے گئے تو خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صدمہ و اندوہ کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ نہایت عظیم صدمہ ہوا۔ مرض وصال میں محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب آپ کو بلا بھیجا اور اپنے پاس بلا کر کان میں کچھ ارشاد فرمایا جسے سنتے ہی آپ رونے لگیں۔ دوبارہ کان میں کچھ فرمایا۔ جسے سنتے ہی آپ مسکرانے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب بعد اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ

فَسَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُقْبَضُ فِیْ وَجْعِہٖ فَبَکَیْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَھْلِ بَیْتِہٖ اَتْبَعُہٗ فَضَحِکْتُ (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ صـ ۵۶۸)

پوشیدگی سے مجھے فرمایا کہ اسی مرض میں میں رخصت ہو جاؤں گا تو میں رونے لگی پھر میرے کان میں فرمایا کہ تم (خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمام اہل بیت سے پہلے آپ سے ملوں گی تو میں ہنس پڑی۔

سب سے زیادہ آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکلیف کا احساس و غم تھا۔ جب ایک دفعہ سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی تو آپ سے بے ساختہ نکلا وَاکَرْبَ اَبَاہُ ہائے میرے باپ کی بے چینی۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کان مبارک میں جب آواز پہنچی تو فرمایا لَیْسَ عَلٰی اَبِیْكِ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ یعنی آج کے بعد تمہارا والد بے چین نہ ہوگا۔ (بخاری شریف صـ ۶۴۱)

جب محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو سیدۂ عالم خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر مصیبت کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ کبھی زبان

مبارک سے یہ الفاظ نکلتے۔

يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ — اے ابا جان تو نے اپنے رب کی دعوت کو قبول کر لیا

يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ — اے ابا جان اے وہ ذات کہ بہشت بریں اس کا ٹھکانا ہے۔

اور کبھی یوں کہتیں يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ نَنْعَاهُ اے پدر مشفق ہم آپ کے وصال کی خبر جبرائیل علیہ السلام کو پہنچاتے ہیں۔ (بخاری صہ ۶۴۱)

جب صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفن کر کے واپس آئے تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا۔

يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ۔ (مشکوٰۃ ۵۴۷) — اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تمہارے نفسوں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنی گوارا کر لی۔

غرضیکہ مدنی چاند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھپ جانے کے بعد جب تک آپ زندہ رہیں کبھی لبوں پر مسکراہٹ نہ آئی اور کبھی قرار و سکون سے نہ بیٹھیں۔ (مدارج جلد ۲ صہ ۵۵۶) جب دفن کے بعد آپ قبر انور پر حاضر ہوئیں تو قبر شریف کی خاک اٹھائی اور اپنی دونوں آنکھوں پر ملی اور پھر روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔ ؎

مَاذَا عَلٰى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدٍ — کیا چاہیئے اسے جو سونگھے خاک قبر انور احمد کی

اَنْ لَّا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا — (چاہیئے) کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی خوشبو

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا — مجھ پر مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ دنوں پر

صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا۔ — پڑ جائیں تو وہ راتیں ہو جاتیں۔

(مدارج النبوت جلد دوم صہ ۵۶۹)

وصال مبارک سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے چھ ماہ بعد رمضان مبارک ۱۱ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہو گیا اور مخبر صادق

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بالکل درست ثابت ہوئی۔ وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ۲۹ سال کی تھی۔ (ذخائر العقبیٰ صد ۵۲)

سیدۂ زہرا طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ میں خاص جدت سے کام لیا گیا اس سے پیشتر مرد ہو یا عورت سب کے جنازہ کھلے ہوئے جاتے تھے۔ لیکن سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت شرمیلی خاتون تھیں۔ مزاج میں حیا کا عنصر زیادہ تھا آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کھلے جنازوں میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جسے میں پسند نہیں کرتی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ جگر گوشہ رسول! میں نے حبش میں ایک طریقہ دیکھا ہے۔ اگر فرمائیں تو میں اسے پیش کروں وہ بہت مناسب ہے اس سے پردہ بھی قائم رہتا ہے اور آپ کے مزاج کے عین مطابق ہے۔ پھر انہوں نے خرمے کے درخت کی چند شاخیں منگوائیں ان پر کپڑا تانا جس سے پردہ کی ایک صورت پیدا ہو گئی۔ اس نمونہ کو دیکھ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت خوش اور مسرور ہوئیں اور فرمایا کہ عورتوں کے جنازہ کے لئے واقعی یہ بہترین طریقہ ہے اور اس سے پورا پردہ قائم رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ اسی نمونہ کے مطابق اٹھایا گیا۔ (ذخائر العقبیٰ صد ۵۳)

خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر — ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ — حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے — اس ردائے نزہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرا طیبہ طاہرہ — جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

جائے دفن ابن زبالہ اور مسعودی نے لکھا ہے کہ آپ کا مزار شریف سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے پاس موجود ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی روائتیں ہیں۔

آپ کی اولاد سید انس و جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد میں سے تنہا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے حصہ میں آیا کہ آپ سے حضور

سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسلِ پاک چلی. آپ کے بطنِ پاک سے چھ اولادیں ہوئیں (۱) سیّدنا حسن (۲) سیّدنا حسین (۳) سیّدنا محسن (۴) سیّدہ ام کلثوم (۵) سیّدہ زینب (۶) سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم سیدنا محسن اور سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال تو بچپن ہی میں ہو گیا تھا. اور باقی چار بچے جوان ہوئے اور عمر کو پہنچے. (نور الابصار صد ۵۳)

والدین کریمین تو ان محترم بچوں کے ساتھ پیار و محبت کرتے ہی تھے. مگر رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بے حد محبت تھی. بالخصوص حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو آغوشِ نبوت ہی میں اس شفقت اور محبت کے پلے تھے کہ دنیا میں بہت کم خوش نصیبوں کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالاتِ زندگی

آپ کا حضرت عبد اللہ سے نکاح

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ تاجدار مدینہ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ ہیں اور حضرت وہب بن مناف کی صاحبزادی ہیں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کی وجہ یہ ہوئی کہ ولایت شام سے اہل کتاب کی ایک بڑی جماعت تلواریں لے کر عازم مکہ مکرمہ ہوئی اور اس ارادہ سے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیں گے. اتفاقاً ایک دن حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار کھیلنے کے لئے جنگل میں گئے ہوئے تھے اور وہب بن مناف بھی جو حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد تھے اسی جنگل میں موجود تھے. جب یہودیوں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکیلا پایا. تو آپ پر حملہ کر دیا. چند سوار عالم غیب سے حاضر ہوئے. انہوں نے یہودیوں کی اس جماعت کو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دفع کر دیا اور آپ صحیح وسلامت گھر واپس آگئے. حضرت وہب یہ سارا واقعہ دیکھ رہے تھے. جب گھر آئے تو اپنی

بیوی کو کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی صاحبزادی آمنہ خاتون کا رشتہ حضرت عبداللہ عبدالمطلب کے صاحبزادے کو دے دوں۔ تو آپ کی بیوی نے بھی اس بات کی تائید کی۔ چنانچہ وہب بن عبد مناف نے اپنے دوستوں کی وساطت سے حضرت عبدالمطلب کو اپنا رشتہ دینے کا پیغام بھیجا۔ چونکہ عبدالمطلب بھی اسی تلاش میں تھے وہ پیغام سن کر بڑے خوش ہوئے۔ پس انہوں نے حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کر دیا۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۱۷)

نورِ محمدی کا رحمِ آمنہ میں تشریف لانا

نور محمدی ایام حج میں ایام تشریق کے وسط شب جمعہ (جمعرات) میں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم پاک میں تشریف لایا۔ یہ رات بڑی بابرکت تھی کہ جس میں دونوں جہانوں کا والی اپنی والدہ محترمہ کے شکم اقدس میں جلوہ افروز ہوئے۔ اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ کیونکہ اسی رات میں خیرات و برکات و کرامات اور سعادات اہل عالم پر نازل ہوئیں جو روز قیامت تک بلکہ ابدالآباد تک کسی رات میں نازل نہ ہوئیں اور نہ ہوں گی۔ اسی لئے علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ شب میلاد شب قدر سے افضل ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۱۸)

اللہ تعالےٰ نے جنت خازن کو حکم دیا کہ جنت الفردوس کے دروازے کھول دے۔ اور ایک منادی نے آسمان اور زمین میں یوں اعلان کیا۔

اَلَا اِنَّ النُّوْرَ الْمَخْزُوْنَ الْمَكْنُوْنَ الَّذِيْ يَكُوْنُ مِنْهُ النَّبِيُّ الْهَادِيْ يَسْتَقِرُّ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ

آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق وہ نور مخزون مکنون جس نبی ہادی ظہور فرمائیں گے۔ اس رات میں اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لے آئی ہیں۔

(انوار محمدیہ صہ ۲۰، ۲۱، مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۱۸)

مروی ہے کہ اس رات کی صبح کو تمام روئے زمین کے بت اوندھے منہ گر پڑے دنیا کے تمام بادشاہوں کے تاج سرنگوں ہو گئے۔ اس رات کوئی مکان ایسا نہ تھا جو روشن نہ ہوا۔ مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو مبارک بادیاں دیں پاس

سے قبل قریش قحط سالی میں مبتلا تھے۔ درختوں کے پتے جھڑ چکے تھے۔ زمین پر سبزے کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ چار پائے لاغر و نحیف ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات رحمت کی بارش برسائی۔ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ پھل دار درختوں پر پھل لگ گئے۔ اور ایک عجیب مسرت کا سامان نمایاں ہو گیا۔ اہل عرب نے اس کا نام سنۃ الفتح والا بتہاج رکھا۔

آمنہ خاتون نے حمل کی گرانی کوئی محسوس نہیں کی

نور محمدی حضرت آمنہ خاتون کے شکم پاک میں نو ماہ رہا اور اس عرصہ میں آپ نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔ جیسا کہ زمانہ حمل میں دوسری عورتوں کو ہوتی ہے حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایام حمل میں مجھے کوئی گرانی محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی مجھے اپنے حاملہ ہونے کی واقفیت ہوئی صرف اتنی بات تھی کہ حیض بند ہو چکا تھا۔ نیز آپ فرماتی ہیں کہ میں نوم اور یقظہ کے مابین تھی کہ میں نے یہ آواز سنی کہ اے آمنہ! تو تمام انسانوں سے بہتر شخصیت سے حاملہ ہے فرماتی ہیں کہ اس روز سے مجھے معلوم ہوا کہ میں حاملہ ہوں۔ فرماتی ہیں کہ حمل کے ہر ماہ میں آسمان اور زمین سے یہ صدا آتی تھی۔

اَبْشِرُوْا نَقَدْ اٰنَ یَظْهَرَ اَبُوْالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَیْمُوْنًا مُّبَارَکًا

لوگو! تمہیں بشارت ہو تحقیق وہ وقت قریب آگیا ہے کہ ابوالقاسم (محمد) صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) ظاہر ہوں جو یمن اور برکت والے ہیں

(مدارج النبوت ص۱۸-۱۹) انوار محمدیہ ص۲۱

جواہر البحار ص۳۳۲)

حضرت آمنہ سے حضور کی ولادت

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت میں اپنے گھر میں بالکل اکیلی تھی اور حضرت عبدالمطلب طواف بیت اللہ میں مشغول تھے۔ میں نے ایک ہیبت ناک آواز سنی جس سے مجھے ڈر محسوس ہوا۔ میں نے سفید پرندے کا پر دیکھا۔ وہ میرے کلیجے پر مس کیا گیا تو جو خوف

تھا، چلا گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک پینے کی چیز سفید رنگ کی پڑی ہے۔ وہ میں نے پی لی، تو میرے گرد ایک نور بلند ہوا۔ پھر میں نے دیکھا کہ بہت سی حسین و جمیل دراز قد عورتیں موجود ہیں۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں ان میں سے ایک خاتون نے کہا کہ میں آسیہ بیگم فرعون کی بیوی ہوں، اور دوسری نے کہا کہ میں مریم بنت عمران ہوں، اور یہ دوسری عورتیں حوریں ہیں۔ اسی اثناء میں میں نے دیکھا کہ سفید ریشم کی چادر آسمان و زمین کے درمیان بچھائی گئی ہے اور بہت سے آدمی میں نے فضا میں معلق دیکھے۔ ان کے پاس چاندی کے لوٹے تھے پھر میں نے بہت سے پرندے دیکھے۔ جنہوں نے میرے حجرے کو ڈھانک رکھا تھا۔ اُن کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب دُور کر دیا۔ میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو ملاحظ فرمایا اور دیکھا کہ تین عَلم (جھنڈے) لہرا رہے ہیں۔ ایک مشرق پر، ایک مغرب پر، اور ایک عَلم بیت اللہ شریف پر۔ اچانک مجھے دردِ زہ محسوس ہوا اور مجھ سے وہ دُرِّ یتیم و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوۂ آرائے عالم ہوئے۔ میں نے حضور کی طرف جو نظر کی تو دیکھا کہ وہ سجدے میں گرے ہوئے ہیں۔ اور انگشت سبابہ آسمان کی طرف اٹھا رکھی ہے (مدارج النبوت جلد دوم صد ۲۲۔۲۳)

نوٹ:۔ اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب "نورانی مواعظ" حصہ اوّل کا مطالعہ فرمائیں۔

آمنہ خاتون کی رحلت

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی رضائی ماں حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رخصت ہو کر قریباً" چار سال اپنی والدہ محترمہ کی زیر پرورش رہے۔ چھ برس کی عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو اپنے قرابتداروں میں اپنے ہمراہ مدینہ میں لے گئیں تاکہ وہ بھی اس نورانی بچے کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔ (سیرت ابن ہشام صد ۱۵۱) حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ماہ تک اپنے رشتہ داروں کے ہاں مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہیں

اس کے بعد مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئیں جب مقام ابواء میں پہنچیں تو بیمار ہو گئیں آخر رحلت کا وقت آپہنچا تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم جو ابھی کمسن تھے۔ اپنی والدہ کے سرہانے تشریف فرما ہوئے۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے محبوب بیٹے کی طرف دیکھا اور کہا ؎

بارک فیک اللہ من غلام　　　یا ابن الذی من حومۃ الحمام

اے پیارے بیٹے اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت رکھے اے بیٹے ان کے جنہوں نے موت کی مصیبت سے نجات پائی۔

نجا بعون الملک المنعام　　　فودی غداۃ الضرب بالسہام

بڑے انعام والے بادشاہ اللہ کی مدد سے جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ انکے فدیہ میں

بمائۃ من الابل السوام　　　وان صح ما ابصرت فی المنام

قربان کئے گئے اگر وہ صحیح ہوا جو میں نے خواب میں دیکھا تو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا۔

فانت مبعوث الی الانام　　　من عند ذی الجلال والاکرام

اللہ ذوالجلال والاکرام کی طرف سے تو حل اور حرم پاک میں پیغمبر ہوگا تحقیق اور اسلام کیساتھ

تبعث فی الحل والحرام　　　تبعث بالتحقیق والاسلام

مبعوث ہوگا۔

اس کے بعد حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥　　(سیرت نبوی ص۵۷)

حضرت آمنہ کا ایمان لانا اور امت میں داخل ہونا

بہت سے محدثین اور اکابر علمائے کرام جیسے

ابن شاہین حافظ ابوبکر الخطیب بغدادی اور سہیلی اور قرطبی محب طبری اور علامہ ناصرالدین بن المنیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ اور والد ماجد کو زندہ فرمایا اور وہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر امت محمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس مسئلہ پر بہت سی حدیثیں موجود ہیں جو نورانی مواعظ حصہ اوّل میں درج کی گئی ہیں۔ یہاں صرف ایک حدیث کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ایمان لانے کی توفیق دے۔

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَأَلَ رَبَّہٗ اَنْ یُّحْیِیَ اَبَوَیْہِ فَاَحْیَاھُمَا فَاٰمَنَا بِہٖ ثُمَّ اَمَاتَھُمَا۔ (مسالک الحنفاء امام سیوطی ص۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے درخواست کی کہ وہ آپ کے والدین کو زندہ فرمائے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا پس وہ دونوں حضور کے ساتھ ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی۔

علامہ شامی کا فیصلہ

علامہ شامی جو سنی حنفی صاحب فتویٰ ہیں اپنی معتبر کتاب ردالمحتار جو مستند فتاویٰ ہیں میں فرماتے ہیں۔

قَدْ اَکْرَمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِحَیَاۃِ اَبَوَیْہِ حَتّٰی اٰمَنَا بِہٖ کَمَا فِیْ حَدِیْثٍ صَحَّحَہُ الْقُرْطُبِیُّ وَابْنُ نَاصِرِ الدِّیْنِ حَافِظُ الشَّامِ وَغَیْرُھُمَا۔ (ردالمحتار جلد سوم باب المرتد)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پر کرم فرمایا کہ آپ کے والدین کو زندہ فرمایا پس وہ آپ کے ساتھ ایمان لائے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جس کی تصحیح قرطبی اور ابن ناصرالدین حافظ شام وغیرہ نے کی۔

فائدہ: میری سُنی بہنو! تم یہی عقیدہ رکھو کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین مومن ہیں اور جنتی ہیں۔ یہی اولیاء اللہ کا مسلک ہے۔ آپ کے والدین شریفین کے متعلق قطب وقت شیخ اکبر ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کا مسلک تمہارے لئے مشعل راہ ہے کیونکہ وہ ولی تھے جو بلا واسطہ بارگاہ رسالت سے مسائل معلوم کر لیتے تھے۔ آپ کا مسلک درج ذیل ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّہٗ یَنْبَغِیْ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ بِرَّ اَجْدَادِہٖ وَآبَائِہٖ وغیر آبائہ المسلمین من اکابر الاولیاء من آدم الیٰ ابیہ الاقرب۔	جان تو کہ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مسلمین از آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ کے ساتھ اور غیر آباء اکابر اولیاء کے ساتھ احسان واکرام سے پیش آنا چاہیئے۔
(کتاب الیواقیت والجواہر جلد دوم صہ۵۷	

اگر کوئی بدعقیدہ عورت یا مرد تمہارے سامنے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین شریفین کو (معاذ اللہ) دوزخی کہے تو اسے فوراً ڈانٹو اور اس سے الگ ہو جاؤ۔ اس کے متعلق دو حکایتیں سنو اور اپنا عقیدہ پختہ کر لو۔

پہلی حکایت قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص سے متعلق پوچھا گیا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد کو دوزخی کہتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ملعون اور لعنتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت و تکلیف پہنچاتے ہیں وہ دونوں جہانوں میں لعنتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس سے بڑی ایذا اور کون سی ہے کہ آپ کے والد بزرگ کو دوزخی کہے۔ (الدرج المنیفہ صہ۱۷-۱۸، جواہر البحار جلد۲ صہ۳۲۷)

دوسری حکایت ابونعیم نے حلیہ میں ذکر کیا ہے کہ خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک ایسا کاتب لایا گیا جو خود مسلمان تھا۔ مگر اس کا باپ کافر تھا تو آپ نے کاتب لانے والے شخص کو کہا کہ کاش تو مہاجرین کی اولاد سے کوئی کاتب لایا تو کاتب نے کہا کہ اگر میرا باپ کافر تھا تو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باپ بھی (معاذ اللہ) کافر تھے۔ یہ سن کر خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آگ بگولہ ہو گئے اور فرمایا کہ وہ نکل جائے تو میری کتابت نہیں کر سکتا۔

الدرج المنیفہ صہ۱۸)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

آپ کی رضاعی ماں:۔ سب سے پہلے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی حاصل ہوئی۔ پھر سات روز حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے محبوب بچے کو دودھ پلایا۔ پھر کچھ روز ثوبیہ آپ کو دودھ پلاتی رہی۔ ثوبیہ کے بعد یہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی حضرت سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیب ہوئی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے نام کی طرح حلم و وقار اور سعادت سے موصوف تھی۔ بنی سعد بن بکر قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں جو عمدہ اخلاق اور فصاحت و بلاغت میں مشہور تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمام اہل عرب سے زیادہ فصیح ہوں، کیونکہ میری پرورش قبیلہ سعد بن بکر میں ہوئی جو فصاحت و بلاغت میں مشہور و معروف تھا۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص۲۶)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے قبیلہ میں غیب سے آواز آئی کہ خبردار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں ایک بچہ پیدا فرمایا ہے وہ عورت بڑی خوش نصیب ہے جو اسے دودھ پلائے۔ میرے قبیلہ کی عورتوں نے جب یہ آواز سُنی تو اپنے خاوند کو ساتھ لے کر مکۃ معظمہ کی طرف روانہ ہوئی۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۸۵)

حلیمہ سعدیہ کی مکہ مکرمہ کی طرف روانگی:۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں میں قحط سالی تھی۔ بارش کا ایک قطرہ بھی آسمان سے زمین پر نہیں گرا تھا۔ ہماری ایک گدھی تھی جو بڑی کمزور تھی اور ایک اونٹنی تھی جو دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتی تھی میں اسی حالت میں اپنے خاوند کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف چلی۔ مگر ہماری اونٹنی لاغر

کمزور تھی جس کی رفتار بہت سُست تھی۔ اس لئے ہم قافلہ سے پیچھے رہ گئے۔ ؎

حلیمہ قافلے بھر میں غریب اور سب سے کمتر تھی — پھر اس کی اونٹنی بھی دبلی پتلی اور لاغر تھی
بیچاری قافلے کے پیچھے پیچھے چلتی آتی تھی — حلیمہ جب تھی بچہ ساتھ تھا اور خشک چھاتی تھی

جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو دیکھا کہ میرے قبیلہ کی عورتیں جو مجھ سے پہلے پہنچ چکی تھیں۔ انہوں نے قریش کے بچے جو سرداروں اور مالداروں کے تھے، لے لئے تھے۔ صرف ایک بچہ جس کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تھا باقی رہ گئے کیونکہ آپ یتیم تھے اس لئے دائیوں نے ان کی طرف توجہ نہ کی)۔ اس لئے کہ یتیم سے زیادہ انعام و اکرام کی امید نہ تھی۔ میں نے اپنے خاوند کو کہا کہ یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اب یہاں سے خالی ہاتھ چلے جائیں، کیوں نہ اسی یتیم بچے کو ہی ساتھ لے جائیں۔ میرے خاوند نے میرے اس مشورے کو قبول کر لیا۔ چنانچہ میں آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئی تو دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبز ریشم کے بستر پہ سفید صوف کے کپڑے پر لیٹے ہوئے سو رہے ہیں اور آپ سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں آپ کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی۔ ؎

نظارہ ٹھہرتا نہیں چہرے پہ نظر بھی — آئینہ بھی حیران ہے سورج بھی قمر بھی
کیا شانِ خدائی تیری صورت سے عیاں ہے — ہیں شیفتہ حوریں بھی ملائک بھی بشر بھی
اے ماہِ عرب دیکھ کے تیرے لب و دنداں — شرمندہ ہوا لعل بھی مرجان بھی گوہر بھی
کعبہ بھی ہے اب تک تیری خوشبو سے معطر — مکے کا ہر اک کوچہ بھی پتھر بھی شجر بھی
گلزار ہیں تیرے نگہ فضل و کرم سے — گل بھی تر و تازہ ہے غنچہ بھی ثمر بھی
کونین کی بستی ہے تیرے نام سے آباد — بستی تیرا دم بھرتی ہے ویرانہ بھی گھر بھی
اے بادشاہ ہر دو سرا نام سے تیرے — دل بھی میرا معمور ہوا جان بھی جگر بھی

رحمت کے لئے بھیجا ہے اللہ نے تم کو
اے رحمت عالم ہو نظر کرم ادھر بھی

پس میں آہستہ سے آپ کے پاس گئی اور اپنا ہاتھ آپ کے سینہ اقدس پر رکھا۔ تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ اس وقت آپ کی آنکھوں مبارک سے ایک نور نکلا جو آسمان تک پہنچ گیا۔ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور اپنی گود میں بٹھا کر اپنا دایاں پستان آپ کے منہ میں دیا۔ آپ نے دائیں پستان کا دودھ پی لیا۔ پھر میں نے اپنا بایاں پستان دینا چاہا۔ لیکن آپ نے اس سے دودھ نہ پیا اور اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیا۔ اللہ اللہ یہ انصاف اور یہ عمر۔ ؎

طفلی میں بھی انصاف ہی سے دودھ پیا ہے ۔۔۔ نصف آپ لیا نصف برادر کو دیا ہے

مثل مادر حلیمہ پہ یہ احسان کریں ۔۔۔ ان کی بخشش کا طفلی میں سامان کریں

پاسِ حقِ رضاعت کا ہر آن کریں ۔۔۔ بھائیوں کے لئے ترک پستان کریں

دودھ پینوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ہمیشہ زمانہ رضاعت میں ایک پستان اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ پھر میں آپ کو اٹھا کر اپنے ڈیرے پر لے گئی اور اپنے خاوند کو یہ پیارا بچہ دکھایا۔ وہ آپ کے حسن و جمال پہ عاشق ہو کر سجدہ میں گر پڑے جب وہ اونٹنی کے پاس گئے تو دیکھا کہ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کے تھنوں میں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا تھا۔ انہوں نے دودھ دوہا۔ خود پیا اور میں نے پیا۔ ہم سیراب ہو گئے۔ خیر و برکت سے رات بھر سوتے رہے حالانکہ اس سے پیشتر بھوک اور پریشانی کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی۔ مجھے میرے خاوند نے کہا کہ تجھے بشارت ہو کہ تو نے ایک ایسا مبارک بچہ حاصل کیا ہے جس کی ذات سے ہمیں بڑی خیر و برکت حاصل ہوئی ہے اور مجھے امید ہے کہ ہمیشہ یہ برکت بڑھتی رہے گی۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۷)

۵ مبارک تجھے یہ بڑائی حلیمہ | بڑے علم والے کو لائی حلیمہ
ملا دین و دنیا کا سردار تجھے | تیری بات حق نے بنائی حلیمہ
بنی سعد کا دشت رشک چمن ہے | گل ہاشمی چمن کے لائی حلیمہ
جو حور و ملک کو میسر نہیں ہے | وہ نعمت تیرے ہاتھ آئی حلیمہ
وہ اللہ والا تیری گود میں ہے | ثناء گر ہے جس کی خدائی حلیمہ

ہوئیں مشکلیں ساری آسان اکبر
بنی جب محمد کی دائی حلیمہ

حلیمہ کی مکہ سے روانگی

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم چند راتیں مکہ مکرمہ میں رہے۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارد گرد نور پھیلا ہوا ہے اور ایک مرد جو سبز لباس پہنے ہوئے تھا۔ آپ کے سرہانے کھڑا ہے۔ میں نے خاوند کو جگا کر یہ سارا نظارہ دکھایا۔ اس نے کہا اے حلیمہ! خاموش رہو اور اس راز کو پوشیدہ رکھو۔ پھر قبیلہ کی عورتیں واپس ہوئیں۔ ہم بھی ان کے ہمراہ واپس ہو گئے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور اپنے آگے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بٹھایا۔ میری سواری بڑی چست و چالاک ہو کر گردن بلند کرتے ہوئے چلنے لگی۔ جب کعبہ مکرمہ سے گذری تو تین سجدے گئے اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور چل پڑی۔

(مدارج النبوت جلد دوم صہ ۲۹)

اور زبان حال سے کہا ؎

میں آج اپنے پیارے کو لیکر چلی ہوں | خدا کے دلارے کو لے کر چلی ہوں
نصیبہ مرا ناز کرتا ہے مجھ پر | کہ روشن ستارے کو لے کر چلی ہوں
ہیں سب انبیاء ان کا منہ تکنے والے | میں کل کے سہارے کو لے کر چلی ہوں
ہوئے دو جہاں جس کے جلوؤں سے روشن | اسی ماہ پارے کو لے کر چلی ہوں
چلی رقص کرتی وہ یہ کہہ کے اکبر | میں آج اپنے پیارے کو لیکر چلی ہوں

میری سواری اس وقت تیز چل رہی تھی کہ سب قافلے کی سواریوں کو پیچھے چھوڑ گئی۔ یہ حال دیکھ کر سب قبیلہ والی عورتیں کہنے لگیں کہ اے حلیمہ یہ کیا بات ہے کہ تیری سواری آتے وقت تو چل بھی نہ سکتی تھی اور اب سب سے آگے آگے چل رہی ہے۔ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ بخدا یہ تو وہی دراز گوش مگر اس بچے کی برکت سے قوی اور تیز رفتار ہو گئی ہے۔ عورتوں نے کہا خدا کی قسم اس کی بڑی شان ہے۔ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دراز گوش (گدھی) سے یہ کہتے ہوئے سُنا۔ بخدا میری شان بہت بڑی ہے۔ میں مُردہ تھی اب زندہ ہو گئی۔ کمزور تھی اب طاقتور بن گئی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم نہیں جانتی کہ میری پشت پر کون سوار ہے۔ میری پشت پر سید المرسلین وخیر الاولین والآخرین اور حبیب رب العالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سوار ہیں۔ (سیرت حلبی ج ۱ صہ ۲۳)

جس قدر ناز کروں آج مجھے زیبا ہے
کہ میری پشت پر سردار رسولوں کا ہے
رحمت عالم کو مکے سے چلی ہوں لیکر
میں بھی یکتا ہوئی راکب میرا جو یکتا ہے

راستہ کے عجائبات

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے راستہ پر عجیب عجیب واقعات ملاحظہ فرمائے۔ فرماتی ہیں کہ راستہ کے دائیں بائیں سے یہ آواز سنائی دیتی تھی کہ اے حلیمہ! تو غنی ہو گئی اور بنی سعد عورتوں سے بزرگ ترین ہو گئی۔ اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کے پاس سے جب گزرتی تو وہ ریوڑ میرے سامنے آکر کہتے کہ حلیمہ! تو جانتی ہے کہ تیرا دودھ پیتا بچہ آسمان وزمین کے مالک کا رسول ہے اور فرزندان آدم (علیہ السلام) سے بہترین ہے۔ پھر جس منزل پر اترتی تو اللہ تعالیٰ اس کو سبزہ زار بنا دیتا حالانکہ قحط سالی کا سال تھا۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۲۸)

حلیمہ کے گھر برکات کا نزول

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم اپنے گھر پہنچے تو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے کوئی گھر ایسا باقی نہ رہا جہاں سے کستوری

کی خوشبو نہ آتی ہو۔ تمام لوگوں کے دلوں میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو چکی تھی۔ جب کسی کے جسم میں کوئی تکلیف پیدا ہوتی تو وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ کا مبارک ہاتھ پکڑ کر مقام تکلیف پر رکھتے تو فوراً آرام آجاتا۔ اسی طرح کسی اونٹ یا بکری کو تکلیف ہوتی تو آپ کا مبارک ہاتھ پکڑ کر پھیر دیتے تو اسی وقت تکلیف دور ہو جاتی۔ یہ تھی حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بچپن میں ایک برکت۔ (جواہر البحار جلد سوم ص۴۷)

حضرت سعدیہ فرماتی ہیں کہ باوجود قحط سالی کے جب میری بکریاں چراگاہ سے سرشام کو گھر واپس آتیں تو وہ خوب سیر ہوتیں اور خوب دودھ دیتیں۔ سارا کنبہ پی کر سیر ہو جاتا۔ میرے قبیلہ کے لوگ اپنے چرواہوں کو کہتے کہ تم بھی اپنا ریوڑ وہاں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں مگر انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ برکت میری چراگاہ میں نہ تھی بلکہ اس معصوم نورانی بچہ کی برکت سے جو میری گود میں تھا۔ چنانچہ وہ بھی اپنی بکریاں میری بکریوں کے ساتھ چرانے لگے تو ان کے مالوں اور بکریوں میں بھی برکت شامل حال ہو گئی۔ (مدارج النبوت جلد ۲ ص۲۸)

حلیمہ کی زمین کا حال سب لوگوں سے بدتر تھا
نکمی تھی زمین اس کا زیادہ حصہ بنجر تھا
وہ بے آئی تھی لیکن گھر میں اس سامانِ رحمت کا
مٹایا جس کی ذات پاک نے ہر ایک زحمت کو
چرائی کے لئے ہر صبح اس کی بکریاں جاتیں
خدا کے فضل سے سب سیر ہو کر پیٹ بھر آتیں
حلیمہ اور کنبہ بکریوں کے دودھ پر جیتے
پلاتے دودھ مہمانوں کو بھی اور آپ بھی پیتے
قبیلے والے بھی سیراب تھے اس ابر رحمت سے
تنگی کے سبب انکار تھا جس کی رضاعت سے
سبھی حیران تھے لیکن انہیں اسکی خبر کیا تھی
کہ رحمت کی نظر مفلس حلیمہ ہی کی جویا تھی

رہے محروم اس دولت سے دولت ڈھونڈنے والے
سبھی کچھ پا گئے دامانِ رحمت ڈھونڈنے والے

بچپن میں حضور کی عظمت شان

جس مبارک بچے نے بڑے ہو کر تمام کائنات کی باگ ڈور اپنے دست اقدس میں سنبھالنی

تھی جس نے ذرہ ذرہ کے لیے رحمت بننا تھا۔ جس نے بُت پرستی کا اپنے زور بازو سے قلع قمع کرنا تھا اور جس نے ظلم وستم کی اندھیریوں کو عدل وانصاف کی روشنی سے بدلنا تھا۔ آج بچپن میں ہی اس کی عظمت شان کا پتہ چل رہا ہے اور بچپن میں حالات بتلا رہے ہیں کہ بڑے ہوکر اس نے ایک عظیم انقلاب برپا کرنا ہے۔ ؎

نجات دوجہاں تھی جس کے دامان کریمی میں
وہ بچہ پل رہا تھا آج آغوش یتیمی میں
وہ بچہ ہاں وہ بچہ جو سبق آموز دنیا تھا
گل تقدیس تھا لیکن نظر افروز صحرا تھا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ بولنے لگے تو سب سے پہلے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سُنے گئے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً۔

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور صبح وشام اللہ ہی کے لئے پاکی ہے۔

آپ پنگوڑے میں تھے کہ چاند سے باتیں کرتے تھے اور اپنی اُنگلی سے چاند کی طرف اشارہ فرماتے تو چاند آپ کے اشارہ کی طرف جھک جاتا تھا۔ ؎

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حلیمہ کے رضاعی محبوب بیٹے کی عادات کریمانہ

حضرت حلیمہ کے نورانی رضاعی بچہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کبھی بھی اپنے کپڑوں میں بول وبراز نہیں کرتا تھا جیسا کہ عام بچوں کی عادت ہوتی ہے۔ ہر روز وقت مقررہ پر بول وبراز کرتے تھے۔ جب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منہ مبارک دودھ سے صاف کرنا چاہتی تھی تو خود بخود غیب سے صاف ہوجاتا تھا، مجھے نہلانے، دھلانے پونچھنے کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ اگر کہیں آپ کا ستر کھل جاتا تو آپ گھبرا کر فریاد کرنا شروع کر دیتے تو

آپ کا ستر ڈھانک دیتی تھی۔ اگر مجھ سے کچھ دیر ہو جاتی تو خود بخود غیب سے ستر ڈھانک دیا جاتا۔ جب آپ چلنے پھرنے لگ گئے تو بچوں کو کھیلتے دیکھتے تو ان سے الگ تھلگ رہتے۔ بلکہ ان کو بھی کھیل سے منع فرماتے اور فرماتے کہ ہم کھیل کود کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔

جو لڑکے بہم جا بجا کھیلتے تھے — نہ ان میں کبھی مصطفےٰ کھیلتے تھے
روایت ہے اکثر محلوں کے لڑکے — جو مکہ کی گلیوں آ کھیلتے تھے
سمجھاتے تھے ان کو بھی راہ ہدایت — عجیب کھیل وہ رہنما کھیلتے تھے
کہیں لات ماری کہیں توڑ ڈالا — بتوں میں رسولِ خدا کھیلتے تھے
صنم توڑے تخت شیاطین الٹے — وہ ہر کھیل قدرت نما کھیلتے تھے
کھلونے بنے چاند سورج نبی کے — اشاروں پہ سوئے سما کھیلتے تھے
تھی عرفان کی گیند اور وحدت کا بَلّا — وہ میدانِ ہُو میں سدا کھیلتے تھے

نہ کھیلے تھے وہ کھیل نبیوں نے اکبر
جو یہ خاتم الانبیاء کھیلتے تھے

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا نشو و نما بالمقابل عام دوسرے بچوں کے بہت جلد ہوتا تھا۔ آپ ایک دن میں اتنے بڑھتے تھے جتنا کہ دوسرے بچے ایک ماہ میں اور ایک ماہ اتنا بڑھتے تھے جتنا عام بچے سال میں بڑھا کرتے ہیں۔ ہر روز ایک نور مثل آفتاب کے آپ پر اترتا جو آپ کو ڈھانک لیتا تھا اور پھر وہ نور چلا جاتا تھا۔ رونے اور ضد کرنے اور بد خلقی کی عادت بالکل نہیں تھی۔ جو چیز اپنے دست اقدس سے پکڑتے تھے۔ بسم اللہ شریف پڑھ کر پکڑتے تھے میں (حلیمہ) ہر وقت آپ کا خیال رکھتی تھی کہ کہیں باہر اکیلے نہ چلے جائیں۔ ایک روز میں غافل ہو گئی اور آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ہمراہ گھر سے باہر چلے گئے۔ دن گرم تھا میں آپ کی تلاش میں باہر گئی تو آپ کو شیما کے ہمراہ پھرتے ہوئے پایا میں شیما پر ناراض ہوئی کہ سخت گرمی میں آپ کو باہر کیوں لے گئی تو اس نے کہا

اماں جان ! آپ کو گرمی سے کیا تعلق ۔ آپ پر تو بادل نے سایہ کیا ہوا تھا ۔
(مدارج النبوت جلد دوم صد ۲۹)

حلیمہ کی لوری

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ کو سلانا چاہتی تو لوری دے کر سلاتی تھی ۔ عام کتابوں میں محترمہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لوری درج ہے ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰے یَا مُحَمَّدُ ،   نُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
عَجَبًا لِلْمُحِبِّ کَیْفَ تَنَامُ   نُمْ نُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
مَالِکُ الْمُلْکِ لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
طَالِبُ الْجَنَّۃِ لَا یَنَامُ   نُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
اَللَّوْحُ وَالْقَلَمُ لَا یَنَامُ   نُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
اَلسَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
اَللَّیْلُ وَالنَّھَارُ لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
اَلْبَرُّ وَالْبَحْرُ لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
طَالِبُ الْمَوْلٰی لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ لَا یَنَامُ   نُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
اَلصِّرَاطُ وَالْمِیْزَانُ لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
کُلِّ نَوْمٍ عَلَی الْمُحِبِّ لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
طَالِبُ الْعُقْبٰی لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
اَلْحَوْضُ وَالْکَوْثَرُ لَا یَنَامُ   نُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
اَلْحَجَرُ وَالْمَدَرُ لَا یَنَامُ   قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ

اَلْحُوْرُ وَالْقُصُوْرُ لَا یَنَامُ
قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ لَا تَنَامُ

الغرض حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے محبوب رضاعی بیٹے پر

فدا ہو چکی تھی۔ ہر وقت ان کی خدمت میں لگی رہتی تھی۔ ہر وقت ان ہی کا فکر دامن گیر رہتا تھا۔ ؎

حلیمہ سعدیہ اس لال کی ایسی ہوئی شیدائی
کہ اس کے سوا اس کو دکھائی کچھ نہ دیتا تھا
اگر دل شاد تھا اس سے تو گھر آباد تھا اس سے
بصارت تھا وہ آنکھوں کی کلیجہ کی وہ ٹھنڈک تھا
کھلاتی تھی پلاتی تھی ہنساتی تھی سلاتی تھی
بچھونا قلب تھا اس کا تو آنکھیں اسکی ہنگوڑا
نثار ہوتی تھی چہرہ پہ فدا ہوتی تھی صورت پر
کبھی قربان پاؤں پہ کبھی ہاتھوں پہ پروانہ
بلائیں چاند سے مکھڑے کی لیکر پیار کرتی تھی
نہ تھی کچھ فکر پینے کی نہ تھا کچھ ہوش کھانے کا
گلے سے خوب چمٹا کر سلاتی لوریاں دیتی
یہ کہتی سو میرے بالے میرے نور نظر سو جا
اجالا میرے گھر کا میرا بھولا میرا بھالا
میرے اس گھر کا گھر والا میرے لخت جگر سو جا
امانت آمنہ کی ہے تو خدمت ہے حلیمہ کی
رہوں میں سرخرو مولیٰ میرے خوشیوں کے گھر سو جا

جب اسی پیار و محبت میں دو سال گزرے ہم آپ کو اپنی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لائے۔ مگر آپ کی برکت کی وجہ سے ہمارا دل چاہتا تھا کہ آپ ہمارے پاس کچھ اور مدت رہیں۔ اس لئے آپ کی والدہ سے وباء مکہ کے بہانے سے پھر آپ کو اپنے گھر واپس لے آئے۔

واقعہ شق صدر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک دن حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا وجہ ہے کہ میرے بھائی دن کو گھر میں نہیں رہتے؟ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جانت فدائے تو بادتیرے بھائی دن کو بکریاں چرانے جایا کرتے ہیں۔ فرمایا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ بکریاں چرانے کی اجازت ہو؟ چونکہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے کمالات و برکات دیکھ کر بے حد محبت ہو گئی تھی۔ یہ نہیں چاہتی تھی کہ آپ ایک گھڑی بھی مجھ سے جدا ہوں۔ اس لئے بہانے کرنے لگیں اور زبان حال سے کہنے لگیں۔ ؎

یہ حلیمہ کہہ رہی تھیں میرے گلعذار سو جا
ترے جاگنے کا صدمہ میری جان نزار سو جا

تجھے دے رہی ہوں لوری کرتی ہوں پیار — راتوں کو جاگنا ہے میرے ہوشیار سو جا
بنی سعد کا قبیلہ ہوا باغ باغ تجھ سے — میرا دودھ پینے والے گلِ نو بہار سو جا
میرا دل ہو تجھ پہ واری میری جان تجھ پہ صدقے — میرے نورِ عین سو جا میرے شیر خوار سو جا
ہے یہ عین وقتِ راحت میرے سینہ سے لپٹ جا — آنکھوں میں نیند کا ہے تیرے خمار سو جا
ہے یہ گرمیوں کا موسم کڑی دھوپ پڑ رہی ہے — نہ جا بکریاں چرانے سوئے کوہسار سو جا
جھولا جھلا رہے ہیں تجھے کہہ کہہ کے یہ فرشتے — آرام کر حبیبِ پروردگار سو جا
تیری چاند سی جبیں پہ میری روح ہو تصدق — تیری مست انکھڑیوں پہ میری جان نثار سو جا
کیا جانیں کیا کریں گی تیری شرمگیں نگاہیں — ہیں یہ غافلوں کے حق میں بڑی ہوشیار سو جا
ہے یہ وعدہ اسی کا سچا اللہ بخش دے گا — امت کے مارے اتنا نہ ہو بیقرار سو جا
ہوا ورم پائے شہ پر تو کہا خدا نے اکبر — تیرا اتنا جاگنا ہے مجھے ناگوار سو جا

لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منظور نہ فرمایا۔ ادھر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دل شکنی بھی پسند نہ تھی۔ آپ کا مُنہ مبارک دھویا۔ بالوں میں کنگھی کی۔ سرمہ لگایا۔ کپڑے سفید پہنائے اور ایک ہار مہرہ یمنی کا نظر بد کے خیال سے گلے میں ڈالا۔ مگر آپ نے وہ ہار اسی وقت اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرا محافظ حقیقی میرے ساتھ ہے۔ پھر عصا لے کر بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے۔ دوپہر کے وقت حلیمہ سعدیہ کا بیٹا ضمرہ دوڑتا روتا پیٹتا بدحواس گھر میں آیا اور کہا اماں جان! بھائی حجازی کی جلدی چل کر خبر لے۔ شاید تو اس کو زندہ نہ پا سکے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر گھبرا گئیں اور کہا کہ تو مفصل حال بیان کر۔ اس نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ جنگل میں تھے اچانک دو شخص آئے اور ان کو پہاڑ کی طرف لے گئے اور ان کا پیٹ چاک کر دیا۔ اور آگے کا حال مجھے معلوم نہیں کہ کیا گزرا۔ یہ سن کر حلیمہ سعدیہ اور ان کے خاوند سخت پریشان ہو گئے۔ اور دونوں بے تابانہ پہاڑ کی طرف دوڑ پڑے جب آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو صحیح وسالم پایا اور دیکھا کہ آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں

اور حلیمہ کو دیکھ کر آپ نے تبسم فرمایا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑ کر آپ سے لپٹ گئیں اور خوب پیار کیا اور ماجرا دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا مادر مہربان میں بھائیوں کے ہمراہ چراگاہ میں کھڑا تھا کہ دفعتاً تین آدمی آئے اور مجھے پکڑ کر نہایت نرمی سے زمین پر لٹایا اور میرا سینہ ناف تک چاک کر دیا۔ مگر اس سے مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ پس ایک نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر میرے دل کو اپنے مقام سے نکالا اور چاک کر کے ایک سیاہ نقطہ خون آلودہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا اور کہا یہ تجھ سے شیطان کا حصہ ہے۔ اس کے بعد میرے دل کو معرفت حق اور نور ایمان سے بھر کر اپنے مقام پر رکھ دیا۔ اور نورانی مہر سے مہر لگا دی۔ جس کا اثر میرے جسم کی رگوں اور جوڑوں میں اب تک محسوس ہو رہا ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صد ۳۰-۳۱، سیرت حلبی صد ۱۱۱ ۱۱۲)

راستہ میں حضور کا گم ہو جانا

شق صدر کے واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر سخت ہراساں ہو گئے۔ خاوند نے حلیمہ کو کہا کہ اس بچہ پر مجھے کسی جن کا سایہ معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ کسی وقت بھی سخت واقعہ رونما ہو جائے اور ہم ان کو والدہ اور دادا کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہیں۔ اس لئے میری رائے ہے کہ اب اسے اپنی والدہ کے سپرد کر آنا چاہیئے۔ (مدارج النبوت جلد دوم صد ۳۱)

چنانچہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی مشورہ کے مطابق حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلیمہ سعدیہ سے گم ہو گئے۔ آپ بڑی پریشان ہوئیں۔ اچانک ابو جہل اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر وہاں سے گزرا تو آپ کو اپنے ساتھ سوار کر کے حضرت عبد المطلب کے پاس پہنچا دیا اور عبد المطلب کو کہنے لگا ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کو تیرے اس بچہ سے کیا پہنچے گا۔ عبد المطلب نے فرمایا وہ کس طرح؟ ابو جہل نے کہا کہ میں نے اس بچہ کو فلاں پہاڑ

میں راہ بھولا ہوا دیکھا اور اس کو اٹھا کر اپنے پیچھے سوار کیا تو میری اونٹنی بیٹھ گئی جب اٹھانا چاہا تو نہ اٹھی۔ جب اس بچہ کو آگے بٹھایا تو اونٹنی خود بخود اٹھ کر چلنے لگی۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس واقعہ کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے کافی مشابہت ہے کیونکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دشمن فرعون کے پاس پرورش پائی۔ اسی طرح سیدالعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دشمن ابوجہل کے ذریعہ اپنے دادا تک پہنچے۔ (تفسیر عزیزی پارہ آخری صد ۱۲۲)

حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر کار اپنی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے حلیمہ سعدیہ کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا اور وہ اپنے قبیلہ بنی سعد میں واپس رخصت ہوگئیں۔

دَیَا ھَنَا ابْنَۃَ سَعْدٍ نَھِیَ قَدْ سَعَدَتْ سَعَادَۃً قَدْرُھَا بَیْنَ الْوَرٰی خَطِرٌ	اور کیا خوش قسمتی ہے حلیمہ سعدیہ کی ان کو ایسی سعادت حاصل ہوئی جس کی قدر مخلوق میں عظیم ہے۔
اِذَا رَضَعَتْ خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّھِمْ	کیونکہ انہوں نے خدا کی مخلوق میں تمام سے بہتر کو دودھ پلایا یہ بڑی کامیابی ہے۔
ھٰذَا ھُوَ الْفَوْزُ لَا مُلْکٌ وَّلَا وَزَرٌ	اس کے برابر نہ بادشاہی ہے نہ وزارت
رَاَتْ لَہٗ مُعْجِزَاتٍ فِی الرَّضَاعِ بَدَتْ	انہوں نے آپ کے بہت سے معجزات دیکھے جو رضاع میں ظاہر ہوئے
وَشَھِدَتْ بَرَکَاتٍ لَیْسَ تَنْحَصِرُ۔	اور ایسی برکات کا مشاہدہ کیا جن کا حصہ نہیں ہوگا۔

حضرت حلیمہ کا اسلام لانا اور ہجرت کرنا

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنگ حنین کے روز حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی تو شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رضاعی ماں کے لئے بطور تعظیم اپنی چادر بچھادی۔ جس پر آپ بیٹھیں اور ابن حجر نے

شرح الہمزیہ میں فرمایا ہے کہ حضرت حلیمہ بمعہ اپنے خاوند اور بیٹوں کے اسلام کو قبول کیا۔ پھر ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئیں اور وہیں آپ کی رحلت ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ جہاں آپ کی قبر شریف مشہور ہے۔ اور مسلمان اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ (سیرت نبوی صہ ۵۵)

حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

آپ کا نام برکت تھا مگر آپ اپنی کنیت سے مشہور ہوگئیں۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دایہ تھیں اور آپ کی تربیت کرتی رہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میری حقیقی ماں کے بعد ام ایمن ماں ہے۔ ام ایمن نے ایک ہجرت حبشہ کی طرف کی اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف ان کا پہلا نکاح عبید سے ہوا اس سے ایک بچہ ہوا جس کا نام ایمن رکھا گیا۔ عبید کے بعد زید بن حارثہ سے نکاح ہوا۔ اس سے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

ام ایمن کا حضور اقدس کا بول مبارک پینا

حاکم و دار قطنی اور ابو نعیم حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور آپ نے ایک پیالہ میں پیشاب کیا جب میں رات کو اٹھی تو پیاس لگی تھی۔ میں نے آپ کا پیشاب پی لیا اور میں یہ نہ جانتی تھی کہ یہ پیشاب ہے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ام ایمن! اس پیالہ میں جو کچھ ہے، اسے باہر پھینک دو۔ میں نے عرض کیا بخدا وہ تو میں نے پی لیا ہے۔ آپ نے سُن کر تبسم فرمایا اور یہ فرمایا اَمَا وَاللّٰهِ لَا يَيْجَعَنَّ بَطْنُكِ خدا کی قسم تیرے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا اور ایک روایت میں ہے اِنَّكِ لَنْ تَشْتَكِيْ بَطْنُكِ بَعْدَ يَوْمِكِ هٰذَا اَبَدًا۔" (جواہر البحار جلد اول صہ ۴۴۲، شرح شفا ملا علی قادری صہ ۳۶۳) یعنی اس کے بعد ہمیشہ کے لئے تیرے پیٹ میں کبھی

شکایت نہ ہو گی۔

آپ کے گھر محبوب رب العالمین کا تشریف لے جانا

محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کبھی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ملنے کے لئے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے گھر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ انہوں نے ایک پیالے میں کوئی پینے کی چیز دی۔ خدا بہتر جانتا ہے، کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت جی نہ چاہتا تھا یا آپ کا روزہ تھا آپ نے عذر کر دیا۔ چونکہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پالنے رکھنے کا ناز تھا۔ ضد کر کے کھڑی ہو گئیں اور بے جھجک کہنے لگیں کہ آپ پینا پڑے گا۔

(مسلم شریف جلد ثانی صـ۲۹۱)

ایک دفعہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آٹا چھانا اور اس کی روٹیاں تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولیں ہمارے ملک میں اسی کا رواج ہے۔ میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اسی قسم کی روٹیاں تیار کروں۔ لیکن آپ نے کمال زہد سے فرمایا آٹے میں چوکر ملا کر پھر گوندھو۔

(ابن ماجہ صـ۲۴۷)

سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملاقات کو تشریف لے کرتے تھے۔ آپ کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آؤ چلیں جس طرح محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی ملاقات کو جایا کرتے تھے۔ اسی طرح ہم بھی ان کی ملاقات کر آئیں۔ چنانچہ جب ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگ گئیں۔ ان حضرات نے فرمایا کیوں روتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے پاس اس کے محبوب کا جو درجہ ہے وہ نہایت بہتر ہے۔ تو فرماتی ہیں۔ میں اس لئے نہیں روتی

کہ میں اس سے ناواقف ہوں بلکہ اس لئے روتی ہوں کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ گیا ہے۔ اس پر حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بزرگ بھی رونے لگ گئے۔ (مسلم شریف جلد ثانی صہ۲۹۱)

آپ کی دنیا سے رحلت حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خلافت عثمانی میں رحلت فرمائی۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے ایمن اور انس بن مالک اور طارق بن شہاب نے روایت کی ہے۔

(مدارج النبوت جلد دوم صہ ۶۳)

فائدہ :۔ میری اسلامی بہنوں کو مذکورہ بالا بیان سے دو مسئلے معلوم ہوئے پہلا یہ مسئلہ کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیشاب امت کے حق میں پاک تھا اور اس کا پی جانا بھی جائز تھا اور باعث شفا و صحت تھا۔ ابن عابدین علامہ شامی صاحب ردالمختار میں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں :۔

صَحَّحَ بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم وسائر فضلاته وبه قال ابو حنيفه و قال الحافظ ابن حجر تظافرت الادلة على ذالك وعدّ الائمة ذالك من خصائصه صلى الله عليه وسلم

(شامی جلد اول صہ۲۱۲)

بعض ائمہ شافعیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیشاب کی طہارت کو صحیح کہا ہے۔ اسی طرح آپ کے تمام فضلات کو اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس مسئلہ پر کثیر دلائل ہیں۔ اور آئمہ دین نے اسکو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ ایک شخص نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا تھا۔ تو اس کے بدن سے خوشبو آتی تھی بلکہ اس کی اولاد سے کئی پشتوں تک خوشبو آتی رہی تھی۔ (مدارج النبوت جلد اول صہ۳۱)

دوسرا مسئلہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس جانا اور ان کی

زیارت کرنا سنت صدیقی اور فاروقی ہے۔ میری دینی بہنیں بھی صالحین اور بزرگوں کی زیارت کرکے اس سنت پر عمل کرکے ثواب دارین حاصل کریں۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

آپ محبوب صحابیہ تھیں

حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک محبوب صحابیہ تھیں۔ ایک مشہور صحابی ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں اور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدمت گزار صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں اور امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خالہ ہیں۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے بعض سہلہ اور بعض نے رملہ اور بعض نے عمیصہ اور بعض نے رمیصا لکھا ہے۔ (اسماء الرجال محدث دہلوی ص ۵۹۹

ابو طلحہ سے نکاح

آپ کا نکاح مالک بن نضر سے ہوا جو حالت کفر میں قتل کیا گیا اور اس سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے جو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدمت گزار ہیں۔ حضرت اُم سلیم نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابو طلحہ نے حالت کفر میں آپ سے نکاح کرنا چاہا لیکن آپ نے کہا کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں۔ نکاح کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر اسلام قبول کرلو تو وہی میرا مہر ہوگا۔ اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگوں گی چنانچہ ابو طلحہ مسلمان ہوگیا۔ (اسماء الرجال ص ۵۹۹)

بچوں سے محبت

تمام صحابیات بچوں کی پرورش اور محبت میں اپنے عیش و آرام کو بھی فراموش کر دیتی تھیں۔ چنانچہ جب ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوئیں تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچے تھے اس لئے آپ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک میرے بچے کی نشوونما کامل طور پر نہ ہوگی وہ دوسرا نکاح نہ کریں گی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری پرورش کا حق ادا کیا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

ایک دفعہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ یہ انس آپ کا خادم ہے اس کے لئے دعا فرمائیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ۔ یا الٰہی انس کو مال اولاد بہت دے اور اسے جنت میں داخل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ کی دعا کی برکت سے کثرت مال اور اولاد تو میں نے دیکھ لیا ہے اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جنت بھی نصیب فرمائے گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک سو چھ ۱۰۶ بچے ہوئے۔ ستر لڑکے اور باقی لڑکیاں۔ (مدارج النبوت جلد دوم صہ ۶۳۰)

آپ کی شجاعت

غزوہ حنین میں کفار نے زور شور سے حملہ کیا تھا کہ میدان کارزار لرز اٹھا تھا لیکن حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے منتظر تھیں کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اس کا کام تمام کر دوں چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر کہا یارسول اللہ ام سلیم کے ہاتھ میں خنجر ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خنجر ہاتھ میں کیسے ہے۔ تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ خنجر اس لئے پکڑ رکھا ہے کہ اگر کوئی کافر میرے قریب آئے تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں۔ دوسری جنگوں میں آپ شریک ہوتیں، مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ اور زخمیوں کی دوا کرتیں۔ (مسلم شریف جلد ۲ صہ ۱۱۶)

آپ کا صبر واستقامت

مُردوں پر نوحہ کرنا۔ بال نوچنا۔ کپڑے پھاڑنا، مدتوں مرثیہ خوانی کرنا اہل عرب کا قومی شعار تھا۔ لیکن فیض تربیت نبوی نے صحابیات کو صبر کا اس قدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچہ بیمار ہو گیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کے لئے باہر چلے۔ ان کے پیچھے بچہ گذر گیا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے خیال کیا کہ اگر خاوند کو بتاؤں گی تو وہ ساری رات بے چین رہیں گے۔ کھانا

وغیرہ نہ کھائیں گے۔ پس آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئیں جب آپ کا خاوند آیا تو اس نے پوچھا بچہ کیسا ہے۔ فرمایا پہلے سے زیادہ سکون کی حالت میں ہے (یہ آپ نے جھوٹ نہیں کہا ہے کیونکہ مسلمان کے واسطے اس سے بڑھ کر کیا آرام ہوگا کہ اپنے اصلی ٹھکانے پہنچ جائے) اپنے شوہر کو کھانا کھلایا۔ پھر ان کو ان کی طرف خواہش ہوئی۔ خدا کی بندی نے اس سے بھی عذر نہیں کیا۔ جب ساری باتوں سے فارغ ہو چکی تو خاوند سے پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی کسی کو مانگی چیز دے اور پھر اپنی چیز مانگنے لگے تو انکار کرنے کا کچھ حق حاصل ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ کہنے لگیں تو بچہ کو صبر کرو۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سارا قصہ دربار رسالت میں جاکر بیان کیا۔ آپ نے ان کے لئے دعا کی۔ خدا تعالیٰ کی قدرت اسی رات حمل ٹھہر گیا اور بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ جو بڑے عالم ہوئے اور ان کی اولاد میں بڑے بڑے عالم ہوئے۔ (صحیح مسلم شریف ص۲۰۹)

آپ کے گھر میں شہنشاہِ دوعالم کی آمدورفت

محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے سوا بجز حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کسی عورت کے پاس تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا۔ مجھے اُن پر رحم آتا ہے۔ کیونکہ ان کے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے (مسلم شریف ص۲۹۱)

جس لطف و محبت کے ساتھ آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اسی لطف و محبت کے ساتھ وہ آپ کی خدمت بھی کرتی تھی۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ تو وہ آپ کے لئے بچھونا بچھا دیتیں آپ آرام فرماتے۔ جب سو کر اُٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ مبارک ایک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ اپنے مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں حنوط کے ساتھ آپ کا پسینہ مبارک بھی شامل کیا جائے۔ (بخاری شریف ص۹۲۹)

فائدہ: میری سنی بہنو! یہ ہے محبت خدا اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نتیجہ کہ جو بہن اپنے آقا و مولیٰ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و پیار رکھے گی، تو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان سے بے حد محبت فرمائیں۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنے نفیس ترین شخصیت تھی کہ آپ کا پسینہ مبارک کی خوشبو تمام کستوریوں سے بڑھ کر تھی۔

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملحان بن خالد النجاریہ کی بیٹی اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمشیرہ تھیں اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ مسلمان ہو کر بیعت سے مشرف ہوئیں۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ ان کی کنیت کے سوا ان کے صحیح نام سے واقفیت نہیں ہوئی۔ خلافت عثمانی میں اِن کا وصال ہوا۔ (اسماء الرجال صد ۵۹۲)

آپ کے گھر میں سرکار مدینہ دوپہر کو آرام فرماتے

حضرت ام حرام کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قباء کو تشریف لے جاتے تو ان کے گھر حضور تشریف لے جاتے۔ آپ کھانا پیش کرتی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نوش فرماتے اور وہیں دوپہر کو آرام فرماتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے گھر کھانا کھایا۔ پھر نیند آگئی۔ سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت خواب میں اپنی امت کے لوگوں کو دیکھا کہ جہاد کے لیئے جہاز میں سوار ہو کر جا رہے ہیں اور سامان لباس میں امیر اور بادشاہ معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے دعا فرمادی۔ پھر آپ کو نیند آگئی تو اسی طرح پھر ہنستے ہوئے اٹھے اور اسی طرح کا خواب بیان فرمایا۔ اس خواب میں اسی طرح کے اور آدمی نظر آئے تھے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا فرمایئے کہ اللہ کریم مجھے بھی ان میں سے فرما دے۔ آپ نے فرمایا کہ تم پہلوں میں سے ہو چنانچہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جہاد کے لیے دریائی سفر کیا۔ جب جہاز سے اتریں اور ایک سواری کے جانور پر سوار ہونے لگیں۔ جانور نے شوخی کی۔ یہ گر کر شہید ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
(بخاری شریف صہ ۹۲۹)

فائدہ:۔ میری اسلامی بہنو! دیکھا تم نے کہ ہمارے تمہارے آقا و مولیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو دعا بھی بارگاہ الٰہی میں کرتے ہیں اللہ کریم اپنے کرم سے اسے رد نہیں فرماتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔ ساتھ یہ بھی دیکھو کہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کتنی دیندار تھیں کہ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جہاد کے لیے خود دعا منگواتی ہیں اور پھر اس میں کامیاب ہو کر درجہ شہادت پاتی ہیں۔ میری دینی بہنیں بھی اس کا خیال ضرور رکھیں گی۔ اور دین کا کام کرنے میں اگر کچھ تکلیف آجائے تو نہیں گھبرائیں گی۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کے آپ سے تین بچے پیدا ہوئے۔ محمد اور عبداللہ اور عون۔ جب حضرت جعفر شہید ہو گئے تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کیا۔ ان سے ایک بچہ محمد پیدا ہوا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کے ساتھ حضرت علی

کرم اللہ وجہ نے نکاح کیا۔ ان سے یحیٰی پیدا ہوئے۔ صحابہ کبار کی ایک جماعت نے آپ سے روایت بیان کی ہے۔ (اسماء الرجال، مشکوٰۃ ص ۵۸۷)

آپ کی دو ہجرتیں اسلام میں سب سے پہلی ہجرت حبشہ کی ہجرت تھی۔ اس ہجرت میں ایک صحابیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا جس پر تمام مہاجرین حبشہ کو ناز تھا۔ چنانچہ ہجرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کو مدینہ منورہ کی طرف محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو ہم نے بھی اپنی قوم کے ۵۲ یا ۵۳ آدمیوں کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کشتی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سوء اتفاق سے کشتی حبش میں چلی گئی۔ اور ان لوگوں کی ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء سے ہو گئی۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں بھیجا ہے اور یہیں اقامت کا اقامت کا حکم فرمایا ہے۔ تم حضرات بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو۔ چنانچہ ان مہاجرین نے بھی وہاں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ جب خیبر فتح ہوا تو سب کے سب ایک ساتھ آئے اور خیبر ہی میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ اس موقع پر ان لوگوں کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ جو لوگ غزوۂ خیبر میں شریک نہیں تھے۔ ان میں ان کے سوا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا۔ ان لوگوں سے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ حبش سے تشریف لائی تھیں۔ وہ ایک روز حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کو گئیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ یہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ ان کا

نام سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ حبشیہ ہے۔ یہ بحریہ یعنی سمندر کی رہنے والی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے ہم تم سے زیادہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مستحق ہیں۔ یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا برہم ہوئیں اور کہا کہ عمر تم غلط کہتے ہو۔ خدا کی قسم تم رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور آپ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے اور ہم حبش کو دُور ترین زمین میں پڑے ہوئے تھے۔ ہم کو ایذا دی جاتی تھی۔ ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ خدا اور خدا کے رسول کی ذات کے لئے تھا۔ خدا کی قسم تم نے جو کچھ کہا ہے، جب تک اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ کر لوں گی۔ نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی۔ خدا کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گی۔ کجروی نہ اختیار کروں گی، اور اس واقعہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گی۔ چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا اور امام الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو سن کر فرمایا۔ وہ تم سے زیادہ مستحق نہیں ہیں۔ عمر اور ان کے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہے اور تم اہل کشتی کی ۲ دو ہجرتیں ہیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ابو موسیٰ اور دوسرے کشتی والے جوق در جوق میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کو پوچھتے تھے۔ ان کے لئے دُنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ مسرّت خیز اور باعظمت نہ تھی۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے تھے۔ (مسلم شریف جلد دوم صہ ۳۰۴)

فائدہ :- اسلامی بہنو! دیکھا تم نے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محض دین کی خاطر ہجرت کر کے گھر سے بے گھر ہوئیں تو محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس قدر ان کی ہمت افزائی فرمائی۔ اگر تم کو بھی دین کے لئے کچھ تکلیف اٹھانی پڑے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

یہ بزرگ خاتون حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمشیرہ ہیں جو ان سے دس سال عمر میں بڑی ہیں اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں۔ اور قدیم الاسلام ہیں۔

آپ کی خیرات حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی فیاض تھیں۔ باوجودیکہ آپ کا شوہر ایک غریب مسلمان تھا۔ آپ کے پاس صرف ایک لونڈی تھی آپ نے اس کو فروخت کیا اور روپیہ گود میں لے کر بیٹھ گئیں۔ اسی حالت میں آپ کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور کہا کہ روپیہ کہاں ہے۔ آپ نے کہا۔ میں نے اس کو صدقہ کر دیا ہے۔ (مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۱۹)

آپ کی صلہ رحمی آپ نے ایک جائداد وراثۃً پائی تھی اور ان کو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی تھی۔ لیکن لیکن آپ نے اس مال و جائداد کو حضرت قاسم بن ابی عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر جو ان کے قرابت دار تھے۔ ہبہ کر دیا۔ (بخاری شریف صفحہ ۳۵۴)

آپ کی صلہ رحمی صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی۔ بلکہ وہ کافر قرابتداروں کی قرابت کا لحاظ رکھتی تھیں۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ تو ان کی والدہ جو کافرہ تھی۔ ان کے پاس آئیں۔ اور مالی مدد مانگی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کر سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی والدہ کی (مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۳۲۴)

خاوند کے مال و اسباب کی حفاظت

مرد اور عورت کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال و اسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے اور صحابیات میں عموماً یہ دیانت پائی جاتی تھی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔ وہ گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا اور کہا کہ اپنے سایہ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے۔ وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئیں۔ فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھیں۔ لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں۔ فرمایا اگر اجازت دے دوں اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکار کر دیں تو مشکل پڑے گی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے سوال کرو۔ وہ اسی حالت میں آیا اور کہا اے ام عبداللہ! میں محتاج آدمی ہوں۔ آپ کی دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم کو مدینہ طیبہ میں میرا ہی گھر ملتا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اس میں کیا بگڑتا ہے جو ایک محتاج کو بیع وشرا سے روکتی ہو۔ آپ تو چاہتی تھیں۔ اجازت دے دی۔

(مسلم شریف جلد دوم ص۲۱۹)

چونکہ آپ فیاض تھیں اس لئے صدقہ وخیرات کرنا پسند کرتی تھیں لیکن شوہر کے مال کے سوا آپ کے پاس اور کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال میں بلا اجازت تصرف نہیں کر سکتی تھیں۔ مجبوراً رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ میں زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمدنی میں سے کچھ صدقہ کروں تو کیا کوئی گناہ کی بات ہے؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہو سکے دو۔ (مسلم شریف جلد دوم ص۲۳۱)

گھریلو کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا

صحابیات خانہ داری کے کاموں کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں اور اس میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کرتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر میں کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود باغوں میں جا جا کر گھوڑے کے لئے گھاس لاتی تھیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کام کرنے کے لیے ایک غلام بھیجا تو انہوں نے اس خدمت سے نجات پائی۔ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک قطعۂ زمین بطور جاگیر کے عنایت فرمایا تھا جو مدینہ منورہ سے تین فرسخ دور تھا حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر روز وہاں جاتیں اور وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھا کر لاتیں اور ان کو کوٹ کر پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتیں اور گھر کے معمولی کاروبار ان کے علاوہ تھے۔ خود پانی بھر کر لاتیں۔ مشک پھٹ جاتی تو خود اس کو سی دیتیں۔ آٹا گوندھتیں اور روٹی پکاتیں۔ (بخاری شریف ۲ ص ۷۸۶، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۱۸)

آپ کا صبر و ثبات حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حجاج سے معرکہ آراء ہوئے تو اس وقت ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ مرنے میں آرام ہے تو والدہ ماجدہ نے فرمایا، تم کو مرنے کی آرزو ہے۔ لیکن جب تک دو باتوں میں ایک نہ ہو جائے میں مرنا پسند نہیں کروں گی یا تم شہید ہو جاؤ اور میں تم کو صبر کر لوں یا فتح و ظفر حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرتناک منظر دیکھنے کے لئے آئیں۔ بجائے اس کے کہ روتی پیٹتیں۔ حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ اپنے گھوڑے سے اترے۔ (استیعاب تذکرہ حضرت عبداللہ بن زبیر)

وصال حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ۷۳ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوا جب کہ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی سے اتارے

ہوئے بیس دن گزرے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ط (اسماء الرجال صد ۵۸۴ مشکوٰۃ شریف)

فائدہ میری دینی بہنو! تم بھی ایسی نیک خاتون حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چل کر اپنے گھریلو کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کرو۔ ہماری بعض بہنیں امور خانہ داری کو بجالانے میں عار خیال کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ عار نہیں ہے بلکہ باعث شرافت ہے۔ ہماری مسلمانوں کی مائیں حضور سراپا نور کی ازواج مطہرات اور دیگر صحابیات اپنے گھریلو کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ تمہیں بھی ان کی سُنت پر چلنا چاہیئے۔

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

اپنے شوہر سے محبت حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت اَوْس بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں۔ کسی بات پر حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی۔ یہ کلمہ زمانہ جاہلیت میں طلاق تھا۔ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کیئے اور عرض کیا کہ میرا مال ختم ہوچکا۔ ماں باپ گزر گئے۔ عمر زیادہ ہوگئی۔ بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں۔ اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مر جائیں۔ کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کوئی نیا حکم نہیں۔ یعنی ابھی تک ظہار کے متعلق کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا دستور قدیم یہی ہے کہ ظہار سے عورت حرام ہو جاتی ہے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اَوْس نے طلاق کا لفظ نہ کہا۔ وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے۔ اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہیں۔ مگر جواب حسبِ

خواہش نہ پایا۔ تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی۔ یا اللہ میں تجھ سے اپنی محتاجی و بے کسی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں۔ اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ خاموش ہو دیکھ چہرہ مبارک رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آثارِ وحی ظاہر ہیے۔ جب وحی پوری ہو گئی تو فرمایا۔ اپنے شوہر کو بلا۔ جب ان کا شوہر حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ (تفسیر صاوی جلد چہارم صد ۱۵۱)

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ﳓ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ

(پارہ ۲۸)

بے شک اللہ نے سُنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا ہے بیشک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے

اس نے ان کے رتبے کو اتنا بلند کر دیا تھا کہ ایک بار جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گذرے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو کافی دیر اپنے پاس کھڑا رکھا اور نصیحت کرتی رہیں فرمانے لگیں کہ ایک وقت تھا کہ لوگ تجھے عمیر کہتے ہیں۔ پھر تجھے عمر کہنے لگے۔ پھر ایک وقت آیا کہ تجھے امیر المومنین کہنے لگے۔ اے عمر اللہ سے ڈر۔ کیونکہ جو موت کو یقینی جانتا ہے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور جو حساب کا یقین رکھتا ہے۔ عذاب سے ڈرتا ہے۔ آپ کھڑے ان کی گفتگو سنتے رہے۔ کسی نے عرض کیا امیر المومنین آپ اتنی دیر اس بوڑھی کے پاس ٹھہرے ہو۔ تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر یہ مجھے سارا دن ٹھہراتی تو میں ٹھہرا رہتا۔ جانتے ہو یہ کون ہے۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر ان کی بات سن لی تھی۔ تو عمر کون ہے۔ جو اس کی بات کو نہ سنے۔ (تفسیر صاوی جلد چہارم صد ۱۵۲)

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی خدمت کرتی رہتی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ کتے کا چھوٹا بچہ گھر میں داخل ہوا اور چارپائی کے نیچے داخل ہو گیا۔ اور وہیں مر گیا۔ ادھر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کئی دن وحی نازل نہ ہوئی تو مجھے فرمانے لگے خولہ! کیا وجہ ہے کہ جبریل میرے پاس نہیں آئے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے گھر میں جھاڑو دینا شروع کر دیا تو مجھے چارپائی کے نیچے کتے کا مُردہ بچہ ملا جسے میں نے اٹھا کر دیوار کے پیچھے ڈال۔ اب کیا تھا کہ وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور سورت ضحیٰ نازل ہوئی۔ آپ نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اتنی دیر کی وجہ کیا ہے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ جس گھر میں کتا یا تصویر (فوٹو) ہو۔ (تفسیر صاوی جلد چہارم صد ۲۷۷)

فائدہ:۔ میری سگی بہنو! دیکھا تم کہ (فوٹو) تصویر کتنی بری چیز ہے کہ جبریل علیہ السلام در دولت پر حاضر نہ ہوئے اور اس کے علاوہ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے۔ وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آیا کرتے مگر ہماری مائیں بہنیں آجکل تصویر کھچوانے اور گھر میں رکھنے کو فخر خیال کرتی ہیں۔ جس گھر میں جاؤ۔ اس گھر میں دیواروں پر تصویریں ہی تصویریں نظر آتی ہیں۔ امید ہے کہ جب ہماری بہنیں تصویر کے متعلق پڑھیں گی یا سنیں گی تو ضرور اپنے گھروں کو تصویروں سے پاک کر دیں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خطاب کی بیٹی تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں اور سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں۔ یہ دونوں میاں بیوی اس وقت مسلمان ہو گئے تھے کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ یہ دونوں میاں بیوی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ڈر کے مارے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو ان کے اسلام کا پتہ چلا تو انہوں نے ان دونوں پر بڑا تشدد کیا۔ اس کی قدرے تفصیل یہ ہے۔ ابن سعد، ابویعلی، حاکم اور بیہقی سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گلے میں تلوار حمائل کر کے بڑے غصے اور طیش میں گھر سے اس ارادہ سے نکلے کہ جا کر شمع رسالت کو ہی بجھا دوں گا۔ ؎

عمر بولے یہ قصہ ہی چکا دیتا ہوں میں جا کر | کہ دیتا ہوں تمہیں سر ہادیٔ اسلام کا لا کر
چلے اس زندگی بخش جہاں کے قتل کرنے کو | شہنشاہِ مکان ولا مکان کے قتل کرنے کو

ادھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر سے چلنا۔ اور ادھر خدائے قدوس کا فرشتوں کو حکم دینا کہ اس کو ہماری طرف کھینچو اور جس کا سر لانے کو جاتا ہے اس کے قدموں پر گرا دو۔ اور ہماری قدرت کا تماشا دیکھو کہ شقی ہو کر جاتا ہے اور سعید ہو کر لوٹے گا۔ کافر بن کر نکلا ہے۔ مومن ہو کر پھرے گا۔ ہماری دشمنی کے ارادے پر مستعد ہو کر اٹھا ہے اور ہماری محبت کے دام میں ابھی پھنستا ہے۔ وہ تو اپنی خوشی سے ہمارے دوست کے قتل کو چلا ہے اور ہم اس کو کافروں کے قتل کے لئے مقرر کرتے ہیں۔ راستہ میں آپ کو بنی زہرہ کا نعیم بن عبداللہ نامی شخص ملا جو مسلمان ہو چکا تھا انہوں نے آپ سے پوچھا عمر کہاں جا رہے ہو۔؟ ؎

نعیم اک مرد مسلم سے ہوئی مڈ بھیڑ رستے میں | وہ بولے آج کیا ہے تم آتے ہو غصے میں

عمر نے کہا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کیلئے جا رہا ہوں۔ ؎

کہا میں قتل کرنے جا رہا ہوں اس پیمبر کو | کہ جس نے خرشتے میں ڈال رکھا ہے عرب بھر کو

انہوں نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح بچ سکو گے۔ آپ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی اپنے دین سے پھر کر مسلمان ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا میں تجھے اس سے بھی عجیب بات نہ بتاؤں کہ خود تیرا بہنوئی اور تیری بہن تیرے دین کو چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ ؎

وہ بولے اپنے گھر کا حال بھی معلوم ہے تم کو | کہ ہمشیرہ مسلمان ہو چکی معلوم ہے تجھ کو

تمہارے گھر میں بستا ہے خدا کا نام مدت سے ‌ ‌ ‌ کہ بہنوئی تمہارا لا چکا اسلام مدت سے

آپ یہ سنتے آگ بگولا ہو گئے، اور بہنوئی کے گھر کی طرف روانہ ہو پڑے۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی بہن کے گھر حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ جب حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی آہٹ سُنی تو گھر میں چھپ گئے۔ ؎

یہ سن کر اور بھی غیظ و غضب طوفان پر آئے ‌ ‌ ‌ عمر تلوار کھینچے اپنے بہنوئی کے گھر آئے

غضب ٹوٹا عمر دہلیز پر جس وقت چڑھتے تھے ‌ ‌ ‌ وہ دونوں حضرت خباب سے قرآن پڑھتے تھے

عمر داخل ہوئے جب گھر کے اندر سخت غصے میں ‌ ‌ ‌ سنی آہٹ تو فوراً چھپ گئے خباب پردے میں

جب آپ مکان میں داخل ہوئے تو پوچھنے لگے کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو باتیں کر رہے تھے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ بے دین ہو گئے ہو۔ ؎

کہا کیا پڑھ رہے تھے تم وہ بولے تم کو کیا مطلب ‌ ‌ ‌ کہا دونوں مسلماں ہو چکے ہو جانتا ہوں سب

بہنوئی نے کہا اگرچہ ہم نے حق مذہب بھی اختیار کر لیا ہو۔ تب بھی بے دین ہیں؟ یہ سن کر آپ اپنے بہنوئی سے دست و گریبان ہو گئے اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی بہن چھڑانے کے لئے آئیں تو ان کو بھی مارنے لگے یہاں تک کہ آپ کی بہن کا بدن لہو لہان ہو گیا۔ اسی حالت میں بہن کی زبان سے نکلا۔ عمر! جو کر سکتے ہو کرو۔ لیکن اسلام اب دل کی گہرائیوں سے نہیں نکل سکتا۔ ؎

بہن بہنوئی کو آخر عمر نے اس قدر مارا ‌ ‌ ‌ کہ زخموں سے نکل کر خون کی بہنے لگی دھارا

بہن بولی عمر! ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے ‌ ‌ ‌ شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوائے

مگر ہم اپنے دین حق سے پھر نہیں سکتے ‌ ‌ ‌ بلندیٔ معرفت مل گئی ہے گر نہیں سکتے

اور میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ان الفاظ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر ایک خاص اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے

دیکھا کہ ان کے بدن سے خون بہہ رہا ہے یہ دیکھ کر اور بھی رقت طاری ہوئی۔ فرمایا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے۔ مجھے بھی دکھاؤ تاکہ میں بھی اس کو پڑھوں۔ ؎

دہن سے نامِ حق آنکھوں سے آنسو منہ سے خون جاری
عمر کے دل پہ اس نقشے سے عبرت ہو گئی طاری
کہا اچھا دکھاؤ مجھ کو وہ آیات قرآنی
سمجھ رکھا ہے جن کو تم نے ارشادات ربانی

بہن نے کہا عمر! تم پلید ہو اور اس کتاب کا حکم ہے لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی اسے فقط پاک انسان ہی چھو سکتا ہے پہلے غسل یا وضو کر لو۔ ؎

بہن بولی بغیر غسل اس کو چھو نہیں سکتے
یہ سن کر اور حیرت چھا گئی منہ رہ گئے تکتے

آپ نے اٹھ کر وضو کیا، پھر کتاب کو پکڑا اور سورت طٰہٰ پڑھنی شروع کی۔

طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝

اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو ہاں اس کو نصیحت جو ڈر رکھتا ہو۔ اس کا اتارا ہوا جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے وہ بڑی مہر والا۔ اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ بھید کو جانتا ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

یہاں تک جب اس آیت پر پہنچے۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (پارہ ۱۶)

بے شک میں ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔

بس اس کا پڑھنا تھا کہ آپ کے دل کی کیفیت بدل گئی اور دین اسلام کی

طرف راغب ہوئے۔

اٹھے اور غسل کرکے لے لیا قرآن ہاتھوں میں
بھلی ساعت میں آئی دولتِ ایمان ہاتھوں میں

کلام پاک کو پڑھتے ہی آنسو ہو گئے جاری
خدائے واحد و قدوس کی ہیبت ہو گئی طاری

وہ دل وہ سخت دل جو آہن و فولاد کا دل تھا
مسلمانوں کے حق میں جو کسی جلاد کا دل تھا

شعاعِ نور نے اس دل کو یکسر موم کر ڈالا
ہوئی تسکین یہ نکلا قدیمی کفر کا چھالا

اڑی کافور کی صورت سیاہی رنگ باطل کی
یکایک آج روشن ہو گئیں گہرائیاں دل کی

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول کا ٹھکانا بتاؤ۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں سن کر سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکان میں چھپے ہوئے تھے۔ نکل کر فوراً آپ کے پاس آگئے اور کہا عمر! تجھے بشارت ہو کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا تیرے حق میں قبول ہو گئی۔ جمعرات کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
خدایا ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب سے اسلام کو عزت بخش۔

ان دونوں میں سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جو کوہِ صفا کی تلی میں واقع تھا تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں حاضر ہوئے تو مکان کے دروازہ پر حضرت سیدنا امیر حمزہ اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ موجود تھے۔

رسول اللہ تھے اس دم مقیم خانۂ ارقم
حضور میں جناب حمزہ و بوبکر تھے ہمدم

نحیف و ناتواں کچھ اور اہل اللہ بیٹھے تھے
خدا سے لو لگائے دو جہاں کے شاہ بیٹھے تھے

چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر بکف تھے اور اس تازہ واقعہ سے کسی کو اطلاع نہ تھی۔ اس لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تردد ہوا۔ لیکن سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آنے دو۔ مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم

کردیا جائے گا۔ ؎

عمر آئے مسلح آکے دروازے پہ دی دستک — اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار بھی اب تک
صحابہ نے جو نہی سوراخ میں جھانک کر دیکھا — چمک تلوار کی آئی نظر روئے عمر دیکھا
صحابہ میں سے اکثر ڈر گئے اس رنگ ظاہر سے — عمر کا دبدبہ کچھ کم نہ تھا اک فوج قاہر سے
کہا حمزہ نے جاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو — اسے اندر بلاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے — نمونہ اس کو ہم خلق محمد کا دکھائیں گے!

اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دونگا

محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اسی وقت وحی نازل ہو رہی تھی۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اور تلوار کی حمائل پکڑ کر فرمایا:۔

مَا انت بمنتہٍ یا عمر حتیٰ ینزل اللہ بك من الخزی والنکال ما انزل بالولید بن المغیرۃ۔

اے عمر! تو باز نہیں آتا، یہانتک تجھے اللہ تعالیٰ رسوا کرے گا جیسا کہ ولید بن مغیرہ کو رسوا و ذلیل کیا ہے۔

سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انك عبدہٗ ورسولہٗ۔ ؎

کہا چادر کا دامن کھینچ کر کیوں اے عمر کیا ہے — چلا تھا آج کس نیت سے کس نیت سے آیا ہے
عمر کے جسم میں اک کپکپی سی ہو گئی طاری — وہیں سر جھک گیا آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
ادب سے عرض کیا حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو — خدا پر اور رسول پاک پہ ایمان لانے کو

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے خوشی میں آکر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ مکرمہ کی گلیاں گونج اٹھیں۔ (تاریخ الخلفاء صہ ۹۷، صواعق محرقہ صہ ۸۹) ؎

یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدا مرحبا گونجی — فضا میں نعرہ اللہ اکبر کی صدا گونجی

فائدہ :۔ دینی بہنو! یہ ہے مسلمانی کہ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ماریں کھائیں۔ بدن لہولہان ہوگیا۔ مگر اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ میری اسلامی بہنوں کو بھی چاہیئے کہ ایمان اور اسلام کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں۔ جان جائے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا حال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور و معروف صحابی ہیں جو ہر وقت رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اس لئے آپ نے اتنی حدیثیں بیان کی ہیں کہ کسی اور صحابی نے بیان نہیں کی ہیں۔ مگر ان کی والدہ مشرکہ تھیں۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا۔ ایک روز میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ میری والدہ نے میرے آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمہ استعمال کیا جو مجھے بُرا محسوس ہوا۔ تو میں روتا ہوا دربارِ رسالت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آپ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اِھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ خداوندا! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت نصیب فرما۔ تو میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے خوشی خوشی گھر کی طرف روانہ ہوا۔ جب دروازہ پر پہنچا تو دروازہ کو بند پایا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر فرمایا۔ ابوہریرہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ اندر نہ آؤ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سُنی۔ میری ماں نے غسل کیا اور کرتہ پہنا۔ اور جلدی میں اوڑھنی بھی نہ اوڑھ سکیں اور دروازہ کھولنے کو دوڑیں بس دروازہ کھولا اور مجھے مخاطب ہو کر پڑھا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ میں خوشی کے مارے روتا ہوا دربارِ رسالت میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ واقعہ عرض کیا حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی

تعریف کی۔ اور میری ماں کے اسلام لانے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۳۵)

فائدہ:۔ میری اسلامی بہنو! دیکھا تم نے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کیا رنگ لاتی ہے کہ ایک ساعت میں باذن اللہ دل سے کفر کی تاریکی نکال کر دل کو نور ایمان سے روشن کر دیتے ہیں۔ تم بھی بارگاہ الٰہی میں دعا کرو۔ تو اپنے رسول پاک کے واسطے سے دعا مانگو۔ انشاء اللہ تمہاری دعا قبول ہو گی۔

حضرت سمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہار اسلام کے لئے ہمت شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی۔ لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک اور جور و ستم کے صحابہ کے ساتھ صحابیات نے بھی نہایت جرأت و بیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ جن چند صحابہ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا تو ایک غریب صحابیہ حضرت حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔

اسلام میں بڑی فضیلت تقدم فی الاسلام ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں یہ فضیلت سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ لیکن اس فضیلت میں ان کے ساتھ دو عورتیں بھی شامل ہیں یعنی حضرت خدیجہ اور سمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَامْرَاَتَانِ وَاَبُوْبَکْرٍ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)	میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام اور دو عورتیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

شراح حدیث فرماتے ہیں کہ وہ پانچ غلام یہ تھے۔ حضرت بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہیرہ، ابو فکیہہ اور یاسر والد عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دو عورتیں حضرت خدیجہ اور حضرت

سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

تحمل شدائد صحابۂ کرام کے ساتھ صحابیات نے بھی اسلام کے لیئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں، اور ان کے ایمان میں ذرّہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ حضرت سُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا اور ان کا بیٹا عمّار اور خاوند یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مسلمان ہو گئے۔ کفّار نے ان سب کو طرح طرح کے عذاب دیے ایک روز ان کو سخت دھوپ میں لٹا کر مار رہے تھے۔ تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو دیکھا کہ کافر ان کو سخت تکلیف دے رہے ہیں۔ فرمایا اے آل یاسر صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔ لیکن کفّار کو اس پر بھی تسکین نہ ہوئی۔ ابو جہل نے حضرت سُمیہ کی ران میں برچھی مار کر شہید کر دیا۔ چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے اسی صحابیہ نے شرف شہادت حاصل کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص۵۶)

فائدہ:۔ میری سُنی بہنو! یہ ہے مسلمانی کہ اسلام کی خاطر کتنی بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کیں، یہاں تک کہ اپنی جان کی پروا نہیں کی۔ مگر پائے ثبات میں لغزش واقع نہ ہوئی۔ ہماری بہنوں کو تو اسلام مفت میں ملا ہے۔ اس لئے اس کا صحیح قدر نہیں پہچانتیں۔ تم کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار ہو تاکہ جنت میں درجات حاصل کر سکیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

خدمت مجاہدین جس طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان بڑے شوق سے غزوات اور لڑائیوں میں شریک ہوتے تھے۔ اسی طرح صحابیات بھی خدا کی راہ میں ان سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی تھیں۔ ان کے لئے زیادہ موزوں کام زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے آرام و آسائش بہم پہنچانا تھا اور وہ اس خدمت کو نہایت خلوص اور دل سوزی سے انجام دیتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور انصار یہ عورتیں شریک ہوتی تھیں۔ جو مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک صحابیہ تھیں جو تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ آپ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھیں۔ کھانا پکاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ اور بیماروں کی تیمار داری کرتی تھیں۔ (مسلم شریف جلد۲ ص۱۱۶)

فائدہ:۔ دیکھا میری دینی بہنوں نے کہ ان بزرگ خاتونوں میں کس قدر جذبہ اسلام تھا۔ کہ عورت ہونے کے باوجود جنگوں میں شریک ہوتیں اور کارہائے نمایاں سرانجام دیتی تھیں۔ ہماری بہنوں کو یہی جذبہ پیدا کرنا چاہیئے اور اسلامی، دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔

حضرت ام سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

صحابیات کی یہ جنگی خدمات خود صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ میں نہایت قابلِ قدر خیال کی جاتی تھیں اور خود خلفاء بھی ان کا لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک بار امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر رہ گئی تو کسی نے کہا کہ یہ چادر اپنی بی بی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیجیئے۔ فرمایا ام سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ کیونکہ غزوہ احد میں مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور ہم کو پلاتی تھیں۔ (بخاری شریف ص۴۰۳)

فائدہ:۔ دیکھا تم حضرت ام سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا کتنی باہمت خاتون تھیں۔ جس کی وجہ سے خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی کتنی قدر فرمائی۔ افسوس ہے اب تو بعض ایسی کم ہمت عورتیں ہیں جو پانچ وقت کی نمازیں بھی صحیح ادا نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عنایت فرمائے۔ آمین۔

حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

خادموں کے سلوک صحابیات خادموں کے ساتھ جیسا سلوک کرتی تھیں۔ اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبد الملک اٹھا۔ اور اپنے خادم کو آواز دی۔ اس نے آنے میں دیر لگائی تو عبد الملک نے اس پر لعنت بھیجی۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے محل میں تھیں۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ عبد الملک تم نے رات کو اپنے خادم پر لعنت بھیجی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :-

لعنت بھیجنے والے شفعاء اور شہداء نہ ہوں گے۔ یعنی قیامت کے روز نہ سفارش کر سکیں اور نہ شہادت دے سکیں گے۔ (مسلم شریف ص ۳۲۳)

باہمی اعانت صحابیات مصیبت میں دوسروں کی اعانت فرماتی تھیں اور ہمسایہ صحابیات اپنے پڑوسیوں کو ہر قسم کی مدد دیتی تھیں۔ حضرت ابراہیم بن ابی عبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی بیمار ہو گئی۔ میں اس وقت حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں آتا جاتا تھا وہ مجھ سے پوچھتیں تیری گھر والوں کا کیا حال ہے۔ میں جواب دیتا کہ وہ بیمار ہے تو آپ میرے لئے کھانا منگواتیں۔ میں کھا کر چلا جاتا۔ اسی طرح ہوتا رہا۔ ایک بار جو میں گیا تو پھر مجھ سے پوچھا کہ تمہاری بیوی کیسی ہے۔ میں نے کہا اب وہ بیماری سے اچھی ہو گئی ہے۔ فرمانے لگیں کہ میں تیرے کھانے کا انتظام اس لئے کرتی تھی کہ تیری بیوی بیمار ہے۔ اب جو وہ اچھی ہو گئی ہے تو اب میں تمہارے لئے کچھ نہ منگواؤں گی۔ (الادب المفرد مترجم ص ۲۵)

بیمار پرسی حضرت عبید اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے کجاوہ پر لکڑیاں باندھے جن پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ ایک انصاری مرد کی جو اہل مسجد سے تھے۔ بیمار پرسی کرنے آئی تھیں

فائدہ :- دینی بہنو! تم کو ایسی بزرگ خاتون کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔

ایک دوسرے کی اعانت کرنا اور بیمار پرسی کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا حال

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کو سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کتنے دن ہوئے ہیں۔ میں نے بتلایا اتنے دن ہوئے ہیں۔ اس پر میری والدہ نے ناراض ہو کر مجھے برا بھلا کہا۔ میں نے عرض کیا اب ضرور جاؤں گا۔ اور نماز مغرب آپ ہی کے ساتھ پڑھوں گا اور آپ سے عرض کروں گا کہ میرے لئے اور تمہارے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی، اور پھر عشاء بھی پڑھی۔ جب آپ عشاء پڑھ کر چلنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا۔ آپ نے میری آواز سن کر فرمایا حذیفہ ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں حضور۔! فرمایا کیا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری ماں کی بخشش فرمائے۔

فائدہ :۔ دیکھو کیسی نیک اور اچھی بی بی تھیں۔ اپنی اولاد کے لیے ان باتوں کا بھی خیال رکھتی تھیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے یا نہیں۔ میری پیاری بہنو! تم بھی اپنی اولاد کو تاکید کیا کرو کہ بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کریں۔ ان سے دینی باتیں سیکھا کریں، اور اچھی صحبت کی برکت حاصل کیا کریں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کا حال

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں اور ان کی بیوی بھی صحابیہ تھیں جس کا نام سہلہ بنت معوذ انصاری تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خندق کے روز میں نے اپنے آقا و مولیٰ احمد مجتبےٰ

محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ آقدس سے معلوم کیا کہ آپ بھوکے ہیں۔
میں نے اپنی بیوی سے آکر پوچھا کیا تیرے پاس کوئی چیز کھانے کی ہے تو اس نے کہا
کہ ایک صاع جَو کا ہے۔ میں نے اسے پسایا۔ اور بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور بیوی کو
کہا کہ کھانا تیار کرو اور میں خندق کی طرف آگیا۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
موجود تھے۔ حضرت جابر کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ایک نے دوسرے کو کہا
کیا میں تجھے دکھاؤں نہیں کہ بکری کے بچہ کو کس طرح ذبح کیا گیا چنانچہ اس نے اپنے
بھائی کو ذبح کر دیا۔ ماں نے جب پرنالے سے خون بہتا ہوا دیکھا تو ماں چلائی۔ بچہ
ڈر کر بھاگا اور تنور میں گر کر فوت ہو گیا۔ ماں نے دونوں بچوں کو اٹھایا اور کمرے کے
اندر لٹا کر ایک کمبل سے ڈھانک دیا۔ اور خود تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
لئے کھانا تیار کرنے میں لگ گئیں۔ اتنے میں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم مہاجرین اور انصار حضرات کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف
لائے۔ گھر چھوٹا تھا (مہمان زیادہ تھے) آپ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا
اے جابر! کیا اللہ تعالیٰ تیرے گھر کو وسیع فرما دے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ
آپ نے دعا فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم
ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چھت بلند ہو گئی۔ دیواریں
کشادہ ہو گئیں۔ آپ نے کھانے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا۔ جابر! دس دس
آدمیوں کو بلا بلا کر کھانا کھلاتے جاؤ۔ جب سب کھا کر فارغ ہو گئے، صرف حضرت
جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باقی رہ گئے، تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کو بلاؤ۔ تاکہ میں ان کے ساتھ کھانا کھاؤں۔ جب حضرت جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی سے بچوں کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ سوئے
ہوئے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے سامنے عرض یا رسول! بچے
سو گئے ہیں، آپ کھانا تناول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے
قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں ان کے بغیر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ حضرت جابر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر بیوی کے پاس گئے۔ بیوی نے کہا بچے اندر ہیں جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر گئے۔ ان کے منہ سے کمبل ہٹایا تو دیکھا کہ دونوں بچے زندہ ہیں۔ ایک دوسرے کے گلے چمٹے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک بچہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ جابر! کیا میں تجھے وہ نہ بتاؤں جو مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ تو آپ نے بچوں کے فوت ہونے کا سارا قصہ ان کو بتایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیوی کو بڑی مسرت نصیب ہوئی۔ (نزہۃ المجالس جلد اول ص ۶۳)

فائدہ:۔ دیکھا آپ نے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بچے فوت ہوگئے۔ مگر ان کی ماں نے صبر وتحمل کا کس قدر ثبوت دیا۔ نہ ہی خود روئی اور نہ ہی خاوند کو تبلایا۔ بلکہ اپنے آقا ومولا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرنے میں لگی رہیں۔ پھر اللہ کریم نے ان کو کیسی خوشی نصیب فرمائی۔ میری دینی بہنیں بھی وقت مصیبت صبر اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو مسرت وشادمانی نصیب فرمائے گا۔

عابدہ، زاہدہ اور ولیہ خواتین کے حالات

حضرت سیّدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات

حضرت سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندان سے ہیں۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے پوتے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔ آپ ۱۴۵ ہجری میں پیدا ہوئیں اور حضرت اسحاق مؤتمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا اور دو بچے قاسم اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے۔

آپ کا زہد وتقویٰ آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔ عبادت خداوندی میں مشغول ہوگئیں۔ سارا دن روزہ رکھتیں اور ساری ساری رات عبادت خداوندی میں مشغول رہتیں۔ آپ نے تیس بار حج بیت اللہ شریف کیا۔ اکثر پیدل چل کر حج کرتی تھیں۔ بہت ہی رویا کرتی تھیں۔ اور کعبہ شریف کے پردوں سے چمٹ کر دعائیں مانگتیں۔ آپ کی بھتیجی حضرت زینب بنت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی پھوپھی حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں چالیس برس رہی۔ مگر میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ رات کو سوتی ہوں۔ اور نہ ہی دن کو بغیر روزہ کے ہوتی ہوں۔ جب کبھی عرض کرتی کہ آپ اپنے نفس کو آرام دو تو فرماتیں کہ میں آرام کیسے کروں جبکہ میرے آگے کئی گھاٹیاں ہیں جن کو نیک لوگ

ہی قطع کر سکتے ہیں۔ آپ قرآن شریف کی کثرت سے تلاوت فرمائیں اور روتیں، اور یہ دعا مانگتیں۔ الہٰی! اپنے خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب فرما۔ جب ایک دفعہ اپنے خاوند حضرت سیدنا اسحاق مؤتمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حج کیا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار کی زیارت کی۔

مصر میں تشریف لانا حضرت سیدنا نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ مصر کو تشریف لے گئیں۔ جبکہ اہل مصر نے آپ کی آمد کی خبر سُنی تو بہت سے مردوں اور عورتوں نے آپ کا استقبال کیا اور جمال الدین عبداللہ بن جصاص نے جو ایک نیک کردار اور اہل صلاح اور بڑے تاجر تھے آپ کو اپنے مکان میں فروکش کیا اور جب آپ کی شہرت ہوئی تو ہر طرف سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے اور ہر وقت آپ کے دروازہ پر لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ نے وہاں سے اپنے اہل کے پاس مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آنے کا ارادہ فرمایا تو اہل مصر کو یہ بات ناگوار گزری کہ آپ ہم سے جدا ہوں۔ انہوں نے مصر سے نہ جانے درخواست کی مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ لوگوں نے امیر مصر کو اس بات کی اطلاع دی تو ان کو بھی آپ کا مصر سے جانا شاق گذرا۔ چنانچہ انہوں نے ایک قاصد کو درخواست لکھ کر دی کہ آپ مصر میں ہی قیام رکھیں۔ مگر آپ نے انکار کیا۔ چنانچہ امیر مصر خود آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ مصر ہی میں قیام فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک کمزور عورت ہوں۔ اور لوگ بکثرت میرے پاس آتے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ میرے وظائف میں مخل ہوتے ہیں۔ دوسرے مکان میرا چھوٹا ہے کہ اتنے کثیر لوگ وہاں سما نہیں سکتے۔ امیر مصر نے کہا کہ میں آپ کو ایک وسیع مکان دوں گا۔ لوگوں کو بتا دیا جائے کہ ہفتہ بھر میں صرف دو دن، ہفتہ اور بدھ وار کو آپ کے پاس آجایا کریں۔ چنانچہ آپ نے اس درخواست کو قبول فرما لیا۔ اور مصر میں اقامت فرمائی۔ (نور الابصار صد ۲۰۸)

امام شافعی کا آپ کے ہاں آنا جب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصر میں تشریف لائے تو وہ حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آتے جاتے، اور رمضان پاک میں آپ کی مسجد میں آپ ہی کے ساتھ نماز تراویح ادا فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ کے پاس آتے تو آپ سے اپنے لئے دعا منگوایا کرتے اور حدیثیں بھی سنا کرتے تھے۔ جب کبھی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار پڑ جاتے تو بذریعہ قاصد آپ سے شفا کی دعا منگواتے۔ آپ دعا فرما دیتیں۔ قاصد آپ کے پاس ابھی تک نہ پہنچا ہوتا کہ آپ بیماری سے صحتیاب ہو جاتے تھے۔ جب مرض موت میں قاصد بھیجا تاکہ آپ کے لئے دعائے صحت کی جائے۔ تو حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قاصد کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امام شافعی کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائے۔ جب قاصد واپس آیا تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے تو قاصد نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی زیارت نصیب فرمائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معلوم کر لیا کہ اب دنیا سے میری رحلت کا وقت آگیا ہے ہے۔ آپ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ چونکہ کثرت عبادت سے نہایت ضعیف ہو گئی تھیں اس لئے باہر نہیں جا سکتی تھیں۔ تو لوگوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ اٹھا کر آپ کے گھر کے پاس لے گئے۔ جس پر آپ نے نماز جنازہ پڑھی۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں جو کہ جنازہ کے وقت وہاں موجود تھے۔ کہ میں نے (غیب سے) سنا ہے کہ جن لوگوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ پڑھا ہے اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کی برکت سے ان کو بخش دیا ہے۔ اور حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ کی برکت سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بخش دیا ہے۔

(نور الابصار صہ ۲۰۹)

آپ کا وصال :- آپ نے مصر میں سات سال اپنی زندگی گزاری اور اپنے رہائشی

مکان میں اپنے ہاتھ مبارک سے اپنے لیئے قبر تیار کی۔ اس میں بسا اوقات نماز ادا فرماتی رہیں اور ایک سو نوے ۱۹۰ بار قرآن مجید اپنی قبر میں ختم کیئے۔ ایک روایت میں دو ہزار (۲۰۰۰) مرتبہ ختم کیئے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتی ہیں کہ جب یکم رجب کو میری پھوپھی کی حالت بگڑی تو میں نے آپکے شوہر حضرت اسحاق مؤتمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا۔ جو مدینہ منورہ میں اقامت پذیر تھے کہ جلدی تشریف لاؤ کیونکہ آپ کی بیوی سخت بیمار ہے۔ جب ماہ رمضان شریف کا پہلا جمعہ آیا تو آپ کی حالت زیادہ بگڑ گئی۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ بڑے بڑے حاذق طبیب حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو روزہ افطار کرنے کے لیئے کہا تا کہ کچھ قوت پیدا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ معاذ اللہ میں روزہ افطار کر دوں۔ حالانکہ تیس سال سے میں اللہ تعالےٰ سے یہ دعا مانگ رہی ہوں کہ میری وفات ایسی حالت میں ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ آخر کار درمیانہ عشرہ رمضان میں جب قریب المرگ ہوئیں تو سورت انعام پڑھنی شروع کی جب آیت قل للہ کتب علیٰ نفسہ الرحمہ پر پہنچیں تو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اسی دن آپ کا خاوند بھی آ گیا۔ انھوں نے فرمایا کہ میں ان کو مدینہ منورہ لے جا کر جنت البقیع میں دفن کر دوں گا۔ یہ سن کر لوگ پریشان ہو کر امیر مصر کے پاس گئے تا کہ وہ ان کو روکیں۔ مگر انہوں نے کسی کی بات نہ مانی۔ چنانچہ لوگوں نے بڑی پریشانی سے رات گزاری۔ صبح کے وقت پھر اکٹھے ہو کر آپ کے خاوند کے پاس گئے اور عرض کیا کہ خدا کی ولیہ کو ہمارے پاس ہی دفن کرو۔ تو آپ نے ان کی بات مان لی۔ اور فرمایا کہ مجھے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو مصر ہی میں دفن کر دوں۔ نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو قبر میں دفن کر دیا گیا جب رحلت کی خبر مشہور ہوئی تو مختلف علاقوں سے بکثرت لوگ آئے اور آپ کے دفن کے بعد نماز جنازہ پڑھی۔ ہر گھر ماتم کدہ بن گیا اور کوئی ایسا شخص نہ تھا جس کی آنکھیں اشکبار نہ ہوئی ہوں۔ بہت سے اولیاء اور صلحاء نے آپ کی قبر کی زیارت

کی. مثلاً ذوالنون مصری، ابوالحسن دینوری، ابو علی رودباری۔ ابو بکر احمد بن نصر دقاق۔ اسماعیل مزنی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔ (نورالابصار ص۲۱۱)

کرامات:۔ آپ کی بکثرت کرامتیں ہیں۔ صرف چند کرامتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

پہلی کرامت حضرت سعید بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے عہد مبارک میں دریائے نیل بالکل خشک ہو گیا۔ لوگوں نے آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ سے دعا کرنے کی درخواست کی۔ آپ۔ آپ نے ان کو اپنی اوڑھنی دی، کہ اسے دریا میں ڈال دیں۔ جب انہوں نے آپ کی اوڑھنی دریا میں ڈالی تو دیکھا کہ دریا میں پانی بڑے زور شور سے آگیا ہے بلکہ پہلے سے زیادہ پانی آیا اور دریا بہنے لگا۔

دوسری کرامت ایک بوڑھی عورت کی چار چھوٹی بچیاں تھیں۔ بوڑھی ہفتہ بھر سوت کات کر پیٹ پالتی تھی۔ ہفتہ بھر سوت کاتتی اور ہفتہ کے بعد اسے بازار میں بیچ دیتی تھی۔ نصف رقم سے اپنی بچیوں کا پیٹ پالتی اور نصف سے کتان خرید کر لاتی ایک دفعہ بوڑھی عورت نے سوت کو گٹھڑی میں باندھا اور گٹھڑی سر پر رکھ کے جب بازار کے چوک میں پہنچی تو ایک پرندہ اس کے سر سے گٹھڑی اچک لے گیا۔ بوڑھی عورت بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب ہوش آیا تو رو کر کہنے لگی، اب میں اپنی بھوکی بچیوں کو کیا کھلاؤں گی۔ لوگ جمع ہو گئے، اور اس سے واقعہ دریافت کیا۔ اس نے سارا واقعہ بتایا۔ انہوں نے کہا کہ تو سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جا کر ان سے دعا منگواؤ۔ چنانچہ بڑھیا نے آپ کے پاس حاضر ہو کر اپنا سارا قصہ سنایا اور دعا کی درخواست کی۔ آپ کو اس پر رحم آیا اور اس کے حق میں دعا مانگی۔ پھر فرمایا بیٹھ جا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ بڑھیا دروازہ پر بیٹھ گئی۔ مگر بچیوں کے بھوک کے خیال سے اس کا دل جل رہا تھا۔ ابھی ایک ساعت گزری ہو گی کہ ایک جماعت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت

دی۔ انہوں نے اندر آکر سلام پیش کیا۔ آپ ان کی آمد کی وجہ دریافت فرمائی انہوں نے بتایا کہ تاجر ہیں ہم دریا میں صحیح سلامت سفر کر رہے تھے۔ جب کشتی تمہارے شہر کے قریب پہنچی تو اس میں ایک ایسا سوراخ ہو گیا۔ جس سے کشتی میں پانی بھرنا شروع ہو گیا۔ ہم نے بڑی کوشش کی کہ سوراخ بند ہو جائے مگر وہ بند نہ ہوا۔ ہم نے سمجھ لیا کہ آج ہم پانی میں ڈوب مریں گے۔ ہم نے آپ کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اسی اثنا میں ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا۔ اس نے ایک گٹھڑی ہمارے اوپر ڈال دی جس میں سوت تھا۔ اسے ہم نے سوراخ کے مقام پر رکھا تو باذن اللہ آپ کی برکت سے سوراخ بند ہو گیا۔ یہ سنا کر انہوں نے آپ کو اپنی سلامتی کے شکریہ میں پانچ سو درہم پیش کیے۔ یہ سن کر آپ آب دیدہ ہوئیں اور کہا الٰہی تو اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے۔ پھر بڑھیا کو بلایا اور پوچھا کہ تو ہر جمعہ کو سوت کتنے میں فروخت کرتی تھی۔ اس نے کہا بیس درہموں سے۔ آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ کریم نے تجھے ہر درہم بدلے پچیس درہم عنایت عنایت فرمائے ہیں اور اس کو سارا ماجرا سنایا اور وہ سارے درہم اسے دے دیے۔ (نور الابصار صہ ۲۱۰)

تیسری کرامت ایک مرد نے ایک ذمیہ سے نکاح کیا اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ جو بعد میں دشمنوں نے اپنے علاقہ میں قید کر دیا۔ عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ سنا ہے کہ ایک بزرگ عورت سیدہ نفیسہ ہے تو اس کے پاس جا کر اپنے بچے کے لئے۔ دعا منگوا۔ اگر بچہ آگیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گی چنانچہ وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا قصہ سنایا۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ تمہارے بچہ کو تمہارے پاس بھیج دے۔ جب رات ہوئی تو دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ عورت نے جب دروازہ کھولا تو دروازہ پر اس کا بچہ کھڑا ہے۔ جب ماں نے بچہ سے حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میں قید خانہ میں تھا۔ میری پاؤں میں بیڑیاں اتار دی گئیں۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ اپنے دروازہ پر کھڑا ہوں۔ ماں بڑی خوش ہوئی اور مسلمان ہو گئی۔ جبکہ آپ کی یہ کرامت

لوگوں کو معلوم ہوئی تو ستر گھرانے ان کی برکت سے مسلمان ہو گئے۔

(نورالابصار ص۲۱۰)

چوتھی کرامت:۔ حضرت سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اس کی ایک بچی اپاہج تھی چل پھر نہیں سکتی تھی۔ ایک روز ماں حمام میں جانے کے لئے تیار ہوئی تو بچی کو کہا اب تیرا کیا کیا جائے یا تو تجھے اٹھا کر ساتھ لے جاؤں، یا تو اکیلی گھر میں رہے۔ یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔ بچی نے ان دونوں باتوں کو نہ مانا۔ بچی نے کہ تو مجھے اس بزرگ عورت کے پاس چھوڑ جا جو ہمارے پڑوس میں ہے۔ ماں نے آپ سے اجازت حاصل کر کے آپ کے گھر کے ایک جانب بچی کو چھوڑ کر چلی گئی۔ جب نماز ظہر کا وقت آیا تو آپ نے وضو کیا۔ وضو کا پانی ہوا لڑکی کے اعضاء سے جا لگا تو لڑکی بالکل اچھی ہو گئی۔ جب اس کی ماں آئی تو لڑکی اپنے پاؤں سے چل کر ماں کے پاس چلی گئی۔ جب لڑکی سے اس کی صحت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ صرف حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وضو کا پانی میرے اعضاء پر لگا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرستی نصیب فرمائی ہے۔ (نورالابصار ص۲۰۸)

فائدہ:۔ میری سنی بہنو! اولیائے کرام کی کرامتوں پر ایمان رکھو اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے رب العالمین کی بارگاہ میں دعا مانگا کرو۔ اللہ کریم تمہاری دعائیں قبول فرمائے گا۔

حضرت باہیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

یہ بڑی عابدہ زاہدہ خاتون تھیں جب قریب المرگ ہوئیں تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگی۔ الٰہی میں موت و حیات میں تیرے اوپر اعتماد رکھتی ہوں۔ تو مجھے موت کے وقت رسوا نہ کرنا اور قبر میں وحشت میں نہ ڈالنا جب ان کا وصال ہو گیا تو اس کا لڑکا ہر جمعرات اور جمعہ کے روز اپنی ماں

کی قبر پر جا کر قرآن پاک پڑھتا اور اپنی ماں اور اہل مقابر کے لئے دعا مانگتا۔ ان کا لڑکا کہتا ہے کہ میں نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا۔ اسے سلام دے کر پوچھا۔ اماں جان! کیا حال ہے تو ماں نے کہا۔ میرے بیٹے! موت بہت کڑوی ہے۔ مگر میں بحمد اللہ قبر میں بڑے آرام سے ہوں۔ ریشمی سرہانے دیے گئے ہیں ریحان کی خوشبو آتی رہتی ہے۔ بیٹے نے کہا، اماں جان! کوئی حاجت ہو تو بتلا دُ۔ ماں نے کہا بیٹے میری زیارت کرنے کو نہ چھوڑنا اور قرآن پاک پڑھ کر ہمارے لئے دعا مانگتے رہنا۔ جب تو جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن ہماری طرف آتا ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے اور یہاں کے مُردے مجھے کہتے ہیں لے باہیبہ یہ تیرا بیٹا آرہا ہے تو مجھے مسرت ہوتی ہے۔ بلکہ میرے آس پاس کے مردے بہت خوش ہوتے ہیں۔ لڑکے کا بیان ہے کہ خواب میں بہت سے لوگ میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا تم لوگ کون ہو اور تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہ ہم اہل مقابر ہیں۔ تیرا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اپنا یہ قرآن پڑھ کر ہمارے لئے دعا کرنے کو کبھی نہ چھوڑنا۔ تو میں ہمیشہ ہر جمعرات اور جمعہ کے روز قرآن شریف پڑھ کر ان کے لئے دعائے خیر کرتا رہا۔

(روض الریاحین ص ۱۳۲)

فائدہ:۔ اس سے پتہ چلا کہ مردوں کو قرآن پڑھ کر بخشنا اور ان کے لئے دعا کرنا اچھا کام ہے۔ اس سے مردے خوش ہوتے ہ[illegible] آرام پاتے ہیں۔ میری دینی بہنوں کو بھی چاہیئے کہ کم از کم جمعرا[illegible] پڑھ کر اپنے مردہ اعزہ واقارب کو بخشا کریں۔ تاکہ ان کے لئے خوشی کا باعث بنے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبیب عجمی کی بی بی کا حال

یہ بی بی ساری رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتی جب سحری کا وقت ہوتا

ہوتا تو اپنے خاوند کو کہتی، رات جا رہی ہے، آسمان کے تارے ٹوٹتے جا رہے ہیں۔ دن آنے والا ہے۔ نیک لوگوں کے قافلے آگے چل گئے ہیں۔ تم پیچھے رہ گئے ہو۔ اٹھو۔ ایک دفعہ ان کی آنکھ دکھنے لگ گئی۔ کسی نے آنکھ کے درد کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا کہ میرے دل کا درد اس سے بھی زیادہ ہے۔

(طبقات کبریٰ امام شعرانی صـ۵۷)

جوہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت جوہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بادشاہ کی لونڈی تھیں۔ اس نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ آزادگی کے بعد ان کی ملاقات حضرت ابو عبد اللہ ثرابی رضی اللہ تعالیٰ سے ہوئی جو ایک جھونپڑی میں عبادت کر رہے تھے۔ ان سے نکاح ہو گیا۔ اور دونوں میاں بیوی ہر وقت عبادت خداوندی میں مصروف رہتے۔ ایک رات حضرت جوہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ خیمے قائم کئے گئے ہیں آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ خیمے کن کے لئے ہیں۔ جواب آیا کہ یہ خیمے ان لوگوں کے لئے ہیں جو نماز تہجد میں قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ بس کیا تھا اس کے بعد آپ نے کبھی نہ آرام کیا اور نہ ہی سوئیں۔ بلکہ اپنے شوہر کو جگایا کرتیں اور فرماتیں اے ابو عبد اللہ اٹھو۔ قافلے تو آگے چلے گئے ہیں۔ روض الریاحین صـ۱۴۴)

فائدہ:- میری دینی بہنو! تم خود بھی پانچ وقت نماز کے علاوہ تہجد کی نماز پڑھا کرو۔ اور اپنے شوہروں کو جگا کر نماز تہجد پڑھنے کی تلقین کیا کرو۔

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کا حال

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بادشاہ تھے۔ مگر بعد میں درویشی اختیار کر لی تھی آپ کی ایک بیٹی تھی۔ شاہ کرماں نے اس کے ساتھ عقد کی درخواست کی۔ آپ نے تین دن کی مہلت طلب کی اور ان تین دنوں میں آپ مسجدوں کے

گرد چکر لگاتے رہے۔ آخری روز آپ ایک مسجد میں ایک درویش کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ درویش نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے شادی کی نسبت سوال کیا۔ درویش نے جواب دیا۔ مجھ جیسے مفلس کی شادی کہاں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی بیٹی تیرے عقد میں دیتا ہوں۔ اگر تین درم تیرے پاس ہوں، ایک درم خوشبو میں صرف کرنا ایک شیرینی وغیرہ اور ایک درم مہر کے لئے۔ غرضیکہ آپ نے اپنی بیٹی کا نکاح اس درویش سے کر دیا اور دلہن اس درویش کے گھر میں آگئی دلہن نے وہاں ایک خشک روٹی کو ایک پیالہ میں پڑی ہوئی دیکھی تو پوچھا یہ روٹی کیسی ہے؟ درویش یعنی شوہر نے جواب دیا۔ کل کی بچی ہوئی ہے اور افطاری کے لئے رکھی ہوئی ہے۔ نئی نویلی دلہن یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئی اور اپنے باپ کے گھر آنا چاہا۔ درویش نے دلہن سے کہا۔ میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ بادشاہ کی لڑکی مجھ جیسے بینوا کے شریک حال نہ ہوگی۔ لیکن نیک دختر نے جواب دیا۔ اے میرے سرتاج میں آپ کی مفلسی سے گھبرا کر اپنے باپ کے گھر نہیں جاتی۔ بلکہ تمہارے ضعفِ ایمان اور کمزور یقین کے باعث جاتی ہوں۔ کیونکہ تم نے کل کے لئے روٹی کھانے کو رکھ چھوڑی ہے۔ مجھے اپنے بزرگ باپ پر تعجب آتا ہے کہ بیس سال کی عمر تک میری شادی اس لئے نہیں کی کہ میں کسی پرہیزگار شخص کے ساتھ منسوب ہوں گی۔ لیکن اب میری شادی ہوئی بھی تو آپ جیسے شخص کے ساتھ جو اپنے رازق پر اپنے رزق کا بھی اعتماد بھی نہیں رکھتا۔ درویش اپنی متوکلہ اور صابرہ بیوی کی یہ تقریر سن کر ششدر رہ گیا۔ اس نے پوچھا کہ اب گناہ کا کفارہ بھی ہو سکتا ہے۔ آپ کی صابرہ بیوی نے کہا کہ یا تو مجھے رکھیئے یا اس خشک روٹی کو۔ چنانچہ درویش نے اسی وقت اس روٹی کو خیرات کر دیا اور صابرہ بیوی اس کے پاس رہنے لگی۔

(تذکرۃ الاولیاء صد ۲۶۱، ریاض الریاحین صد ۱۴۵)

ایسی ہی زاہدہ صابرہ عورتوں کے متعلق کسی نے خوب فرمایا۔

ولو کان النساء کمن ذکرنا لفضلت النساء علی الرجال

ایسی مذکورہ قسم کی عورتیں ہوں تو مردوں پر بندگی رکھتی ہیں۔

فلا التانیث لاسم الشمس عیب ولا التذکیر فخر للھلال۔

پس شمس کے مؤنث ہونے میں کوئی عیب نہیں اور نہ ہی چاند کو مذکر ہونے میں فخر ہے

فائدہ:-

میری سنی بہنو! دیکھو ایسی صابرہ عورتیں بھی گزری ہیں۔ اب تم بھی ہو کہ معمولی چیز کے نہ ہونے پر اپنے شوہروں کو کوستی ہو۔ تم بھی صبر سیکھو اور مال و متاع کی لالچ و حرص چھوڑ دو۔ جس رازق نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تمہیں تقدیر کے مطابق ضرور روزی دے گا۔

حضرت رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

آپ کو رابعہ بصریہ بھی کہتے ہیں۔ مشہور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئیں تو آپ کی والدہ محترمہ نے کہا کہ ہمسائی کے ہاں سے ذرا سا تیل مانگ لاؤ۔ تاکہ چراغ جلالیں۔ آپ کے والد محترم ہمسایہ کے دروازہ تک گئے اور واپس آکر کہا کہ دروازہ بند ہے۔ اسی غم میں آپ کو نیند آگئی تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضور پُرنور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس لڑکی کے پیدا ہونے سے غمگین نہ ہوں۔ وہ ایسی ہے کہ جس کی شفاعت سے میری امت کے ستر ہزار شخص بخشے جائیں گے۔ پھر فرمایا یہ بات لکھ لے۔ اور امیر بصرہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہر شب کو تم سو مرتبہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا کرتے تھے اور جمعہ کی رات کو چار سو دفعہ۔ مگر گذشتہ جمعرات کو تم نے درود شریف پڑھنے میں ناغہ کیا۔ سو اس کے کفارہ میں مجھے چار سو دینار حلال دے دو۔ آپ کے والد محترم نے جب یہ خواب دیکھا تو صبح اٹھتے ہی وہ کاغذ لکھا ہوا دربانوں کی معرفت امیر بصرہ کو پیش کر دیا تو اسی وقت اس نے اپنے خادموں کو حکم دیا

کہ اس بات کے شکرانے میں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ دس ہزار درہم اسی وقت درویشوں میں تقسیم کر دو اور اس ایلچی کو چار سو دینار دے کر باعزت میرے سامنے لاؤ تاکہ میں ان کی زیارت کروں اور ان کے قدموں سے اپنے آستانوں کو منور کروں۔ چنانچہ آپ کے والد محترم کی امیر بصرہ نے نہایت تعظیم کی اور کہا تمہیں اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ جب آپ کو کوئی ضرورت پڑے تو مجھے مطلع کر دیا کرو۔ آپ کے والد چار سو دینار لے کر گھر میں آئے اور ضروریات زندگی کی سب چیزیں خرید کر مطمئن ہو گئے۔ لیکن رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب ہوش سنبھالا تو والدین کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ چند روز کے بعد قحط پڑا اور اسی قحط سالی میں آپ کی تینوں بہنیں بھی آپ سے چھوٹ گئیں۔ آپ کو تنہا پا کر کسی ظالم شخص نے چند درہموں کے عوض ایک امیر کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ اس نے آپ کو اپنی خادمہ بنا کر گھر کے کام دھندوں پر لگا کر آپ سے سخت سے سخت محنت کرانے لگے۔ ایک دفعہ آپ کسی کام کو جا رہی تھیں۔ راستہ میں ایک نامحرم مرد کو دیکھ کر اپنی عصمت بچانے کی خاطر وہاں سے جو بھاگیں تو ایک جگہ گر کر آپ کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اسی وقت سربسجود ہو کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی الہ العالمین! میں غریب بینوا اور اسیر ہوں اس پر بھی میرا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے۔ تاہم مجھے ان سب باتوں کا کوئی غم نہیں۔ صرف تیری رضا کی طالب ہو کر یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ تو مجھ سے راضی بھی ہے یا نہیں غیب سے ندا آئی۔ غم نہ کر، ہراساں نہ ہو روز قیامت تیرا وہ رتبہ ہو گا جسے دیکھ کر ملائکہ مقربین بھی رشک کریں گے۔ یہ سن کر آپ نہایت خوش ہو کر اپنے آقا کے گھر میں آئیں اور روزانہ کام دھندوں میں مصروف رہنے لگیں۔ آپ دن بھر روزہ رکھتیں اور اپنے آقا کے سخت سے سخت محنت کے کام انجام دیتیں اور رات بھر عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔ ایک رات کو آپ کے آقا کی جو آنکھ کھلی تو کسی کو گھر میں بیدار سمجھ کر ادھر ادھر دیکھا تو آپ کو سربسجود یہ کہتے ہوئے

سنا اے پروردگار تجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میری ہر ایک خواہش تیری رضا کے مطابق ہے اور میری آنکھوں کی روشنی بھی تیری اطاعت کے لیئے ہے۔ اگر میں آزاد ہوتی تو ایک پل بھی تیری عبادت کے بغیر آرام نہ کرتی۔ لیکن تو نے مجھے محکوم بنا دیا ہے اور میں دن بھر اپنے آقا کی خدمت میں مصروف رہنے کے باعث تیری دن کو عبادت نہیں کر سکتی۔ بارگاہ الٰہی میں اپنی خادمہ کی یہ مناجات سن کر آپ کا آقا چونک پڑا اور اپنے دل میں سوچنے لگا کہ ایسی نیک بخت خاتون سے خدمت لینی میرے لیئے باعث ندامت ہے۔ بلکہ ایسی صالحہ خاتون کی خدمت تو ہمیں کرنی چاہیئے۔ چنانچہ صبح اٹھتے ہی آپ کے آقا نے آپ کو آزاد کر کے عرض کیا کہ مجھے معاف فرمائیں۔ میں اب تک آپ کی اس نیک بختی اور خدا پرستی سے لاعلم تھا۔ اب اگر آپ ہمارے مکان میں رہنا چاہیں تو ہم سب آپ کی خدمت کرنے کو حاضر ہیں۔ ورنہ آپ کو اختیار ہے جو آپ کی مرضی ہو کریں۔ اب آپ ہر طرح سے آزاد ہیں۔ لیکن آپ نے وہاں رہنا پسند نہ کیا اور اپنے آقا کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے نکل کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئیں **منقول** ہے کہ آپ دن رات میں ایک ہزار رکعت ادا کرتی تھیں۔ اور کبھی کبھی حسن بصری قدس سرہٗ کی مجلس وعظ میں بھی تشریف لے جاتیں اور ان کی بہت عزت و تکریم کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ نے حج کا ارادہ کیا اور جنگل کی طرف ایک گدھے پر اسباب لاد کر روانہ ہوئیں۔ راستہ میں آپ کا گدھا مر گیا۔ تو بعض لوگوں نے عرض کیا۔ لاؤ ہم آپ کا سامان اٹھا لیتے ہیں۔ فرمایا میں تمہارے بھروسہ روانہ نہیں ہوئی تھی۔ جب قافلہ چلا گیا تو آپ تنہا رہ گئیں تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کیا غریب اور بے کس عورت سے بادشاہ اسی طرح کرتے ہیں۔ میرا گدھا مار ڈالا۔ مجھے اس جنگل بیابان میں تن تنہا چھوڑ دیا۔" ابھی آپ یہی عرض کر رہی تھیں کہ وہی مرا ہوا گدھا زندہ ہو گیا۔ آپ اسی پر اپنا سامان لاد کر روانہ ہو گئیں راوی کا بیان ہے کہ ایک مدت کے بعد میں نے اس گدھے کو فروخت ہوتے

دیکھا جب آپ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچیں تو جنگل میں ہی رہیں اور وہاں بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہ العالمین! میرا دل رنجیدہ ہو رہا ہے۔ میں کہاں جاؤں۔ وہاں تو پتھر اور مٹی کا بنا ہوا مکان ہے۔ میں تو صرف تیری طالب ہوں۔ بارگاہ خداوندی سے آپ کو خطاب ہوا۔ اے رابعہ! تو نے اٹھارہ ہزار عالم دیکھے ہیں۔ کیا تو نے نہیں نہیں دیکھا کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے میرے دیدار کی تمنا کی تھی تو وہ میری ذرا سی تجلی بھی نہ دیکھ سکے۔ ایک دفعہ پھر آپ نے حج کا ارادہ کیا تو راستہ میں کعبہ معظمہ کو اپنے استقبال کو دیکھا تو فرمایا مجھے اس گھر کی ضرورت نہیں مجھے تو گھر کے مالک کا اشتیاق ہے۔ منقول ہے کہ حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہٗ چودہ برس میں پاپیادہ کعبہ شریف تک پہنچے اور اپنے دل میں یہ ارادہ کیا تھا کہ لوگ تو قدموں سے مکہ مکرمہ میں جاتے ہیں۔ مگر میں آنکھوں کے بل جاؤں گا۔ اس لئے آپ ہر قدم پہ دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے جب مکہ مکرمہ میں پہنچے تو وہاں کعبہ معظمہ نظر نہ آیا متعجب ہو کر دل میں خیال کہ شاید مجھے ہی نظر نہیں آتا۔ میری آنکھوں کی بینائی نہ جاتی رہی ہو۔ ابھی آپ اسی فکر میں تھے کہ غیب سے ندا آئی آئی تمہاری آنکھیں نور روشن ہیں۔ مگر کعبہ ہی یہاں نہیں ہے۔ بلکہ اس ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہے۔ جو کعبہ کی طرف آرہی ہے۔ حیران ہو کر عرض کیا الٰہی! وہ کون ہے؟ اتنے میں دیکھا کہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا عصا لئے آرہی ہیں اور ان کے آتے ہی کعبہ شریف آپ کو نظر آنے لگا۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا رابعہ! تو نے دنیا میں کیا شور مچا رکھا ہے؟ رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ شور تو تم نے مچا رکھا ہے جو چودہ برس میں یہاں تک پہنچے ہو۔ حضرت ابراہیم ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ بے شک میں اتنا عرصہ مالک کعبہ کی عبادت میں مصروف تھا۔ اس پہ رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ تم نماز میں مصروف رہے اور میں نیاز میں۔ پھر آپ نے حج کا ارادہ کر کے نہایت الحاح و زاری سے بارگاہ میں عرض و معروض کرتی رہیں اور وہاں سے آکر بصرہ میں عبادت و ریاضت میں مشغول ہو

گئیں۔ تیسری دفعہ پھر حج کا ارادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ پچھلے سال تو کعبہ شریف میرے استقبال کو آیا تھا اس سال میں کعبہ معظمہ کا استقبال کروں گی چنانچہ ابو علی فاروری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر دوسرے سال حج کا ارادہ آپ نے کیا اور جنگل و بیابانوں سے سات برس میں پہلو کے بل لڑھک لڑھک کر جب میدان عرفات میں پہنچیں تو ندا غیب سے آئی اے مدعیہ! یہ کیسی طلب دامن گیر ہے اگر تو چاہتی ہے تو ہم ذرّہ سی تجلی کر دیں تو اپنی تمنا چھوڑ دے۔ عرض کی اے میرے پروردگار! میرے پاس اتنی قدرت نہیں۔ میں تو فقر چاہتی ہوں۔ پھر غیب سے ندا آئی اے رابعہ فقر تو ہمارے قہر کی خشک سالی ہے جو ہم نے مردوں کی راہ میں رکھی ہے۔ جب ہمارے وصال میں بال بھر کا فرق رہ جاتا ہے تو بھی کام دگرگوں ہو جاتا ہے۔ مگر تو تو ابھی ستر پردوں میں ہے۔ جبتک تو ان سب کو طے کر کے ہماری راہ میں قدم نہ رکھے گی۔ فقر حاصل نہیں کر سکتی۔ ہاں ذرا اوپر کی طرف دیکھ جب آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ہوا میں خون کا دریا بہہ رہا ہے۔ پھر آواز آئی یہ ہمارے عاشقوں کی آنکھوں کا خون ہے جو ہماری طلب میں نکلے اور پہلی ہی منزل میں ایسے گم ہوئے کہ ان کا نام و نشان تک نہ رہا۔ الغرض عرض و معروض کے بعد آپ مکہ مکرمہ سے واپس آکر بصرے میں ایک جھونپڑی کے اندر معتکف ہو گئیں۔ **منقول** ہے کہ آپ کی زیارت کو دو بزرگ تشریف لائے۔ دونوں بزرگ بھوکے تھے انہوں نے دل میں خیال کیا کہ اگر آپ نے کھانا سامنے رکھا تو ہم کھالیں گے کیونکہ یہ طیب و حلال ہو گا جب آپ کی خدمت میں دونوں حاضر ہوئے تو ان کے سامنے آپ نے ۲ دو روٹیاں لا کر رکھ دیں۔ اتنے میں ایک سائل نے آکر سوال کیا تو آپ نے وہی دونوں روٹیاں اٹھا کر سائل کو دے دیں۔ آپ کا یہ طرز عمل دیکھ کر دونوں بزرگ مہمان حیران ہو رہے تھے کہ اتنے میں ایک لونڈی گرم روٹیاں لائی اور کہا کہ میری بیگم نے بھیجی ہیں۔ جب آپ نے ان روٹیوں کو گنا تو اٹھارہ نکلیں فرمایا

انہیں واپس لے جاؤ۔ تو نے غلطی کی ہے۔ لونڈی نے کہا نہیں آپ کے لئے ہیں
پھر فرمایا نہیں واپس لے جا۔ ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجبوراً کنیز وہ روٹیاں لے کر
اپنی مالکہ کے پاس پہنچی۔ تو بیگم نے اور دو روٹیاں ملا کر آپ کی خدمت میں بھیج دیں
جب آپ نے گنیں تو بیس تھیں۔ آپ نے ان کو لے لیا اور دونوں مہمانوں کے
سامنے رکھ دیں۔ وہ متعجب ہو کر پوچھنے لگے یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا جس
آپ تشریف لائے مجھے معلوم تھا کہ آپ بھوکے ہیں۔ میرے پاس چونکہ دو
ہی روٹیاں تھیں سو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیں لیکن دل میں سوچا کر
ان دو روٹیوں سے دو شخصوں کا کیسے پیٹ بھرے گا۔ خدا تعالیٰ نے سائل کو
بھیج دیا۔ میں نے اسے خالی بھیجنا نامناسب سمجھ کر دونوں روٹیاں اسے دے
دیں اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی الٰہی! تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں ایک کے
بدلے دس دوں گا۔ اور میں نے روٹیاں صرف تیری رضا کی خاطر دی ہیں۔
اللہ کریم نے میری دعا کو فرمایا، اور اس نے مجھے روٹیاں بھیج دیں۔ لیکن پہلی
دفعہ جب میں نے اٹھارہ روٹیاں دیکھیں تو مجھے شک ہوا کہ شاید غلطی سے
آئی ہیں۔ اس لئے میں نے واپس بھیج دیں۔ لیکن جب پوری بیس ۲۰ نکلیں تو
میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق سمجھ کر رکھ لیا۔

منقول ہے کہ ایک بار آپ اپنی جھونپڑی میں نماز میں مصروف تھیں لیکن
دن بھر کی ریاضت اور تھکان کے باعث ذرا آپ کی آنکھ لگ گئی۔ اتنے میں
ایک چور آیا۔ اس نے آپ کی چادر اٹھالی۔ جب باہر نکلنے لگا تو اسے راستہ دکھائی
نہ دیا۔ چور نے ڈر کر چادر رکھ دی۔ تو سب کچھ دکھائی دینے لگا۔ پھر اس نے چادر
اٹھالی۔ تو پھر اندھا سا ہو گیا۔ جب چادر رکھ دی تو نظر آنے لگا۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ
اس چور کے ساتھ یہی حالت ہوتی رہی۔ اور آخر ایک آواز آئی اے مردود!
تو کیا کر رہا ہے جو ہمارا ہو جائے اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز آپ کی خادمہ قیمہ پکانے بیٹھی۔ پیاز گھر میں نہ

تھا۔ اس لئے اس نے پوچھا کسی ہمسائے سے لے لوں۔ آپ نے فرمایا چالیس برس سے میں نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے کوئی چیز طلب نہ کروں گی۔ میں تجھے کیسے اجازت دوں۔ اتنے میں ایک پرندے نے صاف کیا ہوا پیاز اڑتے ہوئے دیگچی میں ڈال دیا۔ لیکن آپ نے شک کی وجہ سے سالن نہ کھایا۔ صرف خشک روٹی کھالی۔

منقول ہے کہ ایک روز آپ پہاڑ پر گئیں۔ وہاں ہر قسم کے چرند پرند آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اتفاقاً وہاں حسن بصری قدس سرہٗ آنکلے جن کو دیکھتے ہی سب پرندے چرندے بھاگ گئے۔ حسن بصری قدس سرہٗ یہ حالت دیکھ کر کچھ ملول سے ہو گئے اور آپ سے پوچھا۔ رابعہ! یہ مجھ سے کیوں بھاگے، اور آپ کے پاس محبت سے کیوں بیٹھے تھے آپ نے پوچھا آج آپ نے کیا کھایا تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گوشت۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ سے کیسے محبت کرتے جبکہ آپ نے ان کا گوشت کھایا ہوا تھا۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ فرات کے کنارے بیٹھی ہیں۔ آپ نے پانی پر مصلےٰ بچھا کر حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا آؤ رابعہ! یہاں دو رکعت نماز ادا کریں۔ رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ استاد صاحب آپ دنیا کے بازار میں آخرت والوں کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ وہ کام ایسا ہو جس سے ابنائے جنس عاجز ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے ہوا میں مصلےٰ بچھا کر فرما۔ حسن! آپ یہاں تشریف لائیں تاکہ مخلوقات کی آنکھوں سے پوشیدہ ہو جائیں۔ اس کے بعد آپ نے حسن بصری قدس سرہٗ کی دلجوئی کے خیال سے فرمایا۔ استاد صاحب جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ تو مچھلیاں بھی کر سکتی ہیں اور جو کچھ میں نے کیا ہے وہ ایک مکھی بھی کر سکتی ہے۔ اصلی کام تو ان چیزوں سے بالا تر ہونا چاہیئے۔

منقول ہے کہ رات کو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک دن اور رات رابعہ بصری کے پاس بیٹھا رہا۔ مجھ میں اور ان میں طریقت و حقیقت کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ نہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں مرد ہوں، اور نہ ان کے دل میں خیال آیا کہ وہ عورت ہے۔ آخر جب میں اٹھا تو اپنے آپ کو مفلس اور ان کو مخلص پایا۔ ایک رات حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کے ساتھ رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں چراغ نہ تھا اور ہمیں روشنی کی ضرورت تھی۔ آخر رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی انگلی پر پھونکا تو وہ مشعل کی مانند روشن ہو گئی۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو شوہر کی کیوں خواہش نہیں ہے فرمایا مجھے ان تین باتوں کا غم ہے اگر یہ غم دور ہو جائے تو پھر کسی سے نکاح کر لوں گی (۱) مرتے وقت باایمان مروں گی یا نہیں (۲) میرا نامہ اعمال روز قیامت میرے داہنے ہاتھ دیا جائے گا یا بائیں ہاتھ میں (۳) جب کچھ لوگ تو دائیں طرف سے بہشت میں داخل ہوں گے اور کچھ بائیں طرف سے دوزخ میں داخل ہوں گے مجھے معلوم نہیں کہ اس وقت میں کس طرف ہوں گی۔ جب مجھے ان باتوں کی فکر ہی سے چھٹکارا نہیں ملتا تو میں شوہر کیسے کروں۔ کسی نے پوچھا آپ شیطان کی دشمن ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت کے باعث شیطان مجھے یاد بھی نہیں آتا۔

منقول ہے کہ آپ ہمیشہ رویا کرتی تھیں۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں اس جدائی سے ڈرتی ہوں جو میں نے خود اس سے کی ہے ایسا نہ ہو کہ مرتے وقت یہ آواز آئے کہ تو میرے قابل نہیں۔ حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اسے آخر کھول دیا جاتا ہے، ایک روز حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہ سُنا تو فرمایا بند کس نے کیا ہے جو کھلے گا۔

ایک روز آپ نے کسی کے سر پر پٹی باندھے دیکھ کر اس سے پوچھا یہ

سر کیوں باندھ رکھا ہے۔ اس نے کہا کہ درد سر کی وجہ سے۔ پوچھا تیری عمر کتنی ہے اس نے کہا تیس ۳۰ برس کی۔ تو فرمایا اتنا عرصہ تندرست رہی ہے یا بیمار۔ اس نے کہا تندرست۔ تب آپ نے فرمایا۔ اتنے عرصے کی صحت کے شکریہ میں تو تو نے کبھی اپنے سر کو جھکایا۔ لیکن ایک روز کے درد کے باعث سر باندھ کر شکایت درد بیان کرنا شروع کر دی۔

منقول ہے کہ ایک روز آپ نے کسی کو گوڑی خریدنے کے لئے چار درہم دیئے۔ اس نے پوچھا کس رنگ کی لاؤں سیاہ یا سفید۔ فرمایا میرے دام واپس دے دو۔ اس سے لے کر دریائے دجلہ میں ان کو پھینکتے ہوئے فرمایا۔ ابھی گوڑی خریدی نہیں تو سیاہ سفید کا تفرقہ پڑنے لگ گیا۔ خدا جانے اگر خرید لی جاتی تو کیا ہوتا۔

منقول ہے کہ بہار کے موسم میں آپ گھر کے اندر معتکف تھیں خادمہ نے عرض کیا کہ آپ باہر تشریف کیوں نہیں لاتیں تاکہ قدرت کے مناظر دیکھیں فرمایا تو ہی اندر آ کر صنع کا تماشا کیوں نہیں دیکھ لیتی۔ شَغَلَنِیْ مُشَاهِدَۃُ الصَّانِعِ عَنْ مُطَالِعَۃِ الصُّنْعِ یعنی مجھے صانع کے مشاہدے نے صنعت کے مشاہدے سے روک رکھا ہے۔

ایک دفعہ آپ نے سات روز و شب تک نہ کچھ کھایا اور نہ ہی نیند کی آٹھویں روز بھوک نے غلبہ کیا اور نفس نے فریاد کی کہ مجھے کب تک تکلیف دو گی۔ اتفاقاً کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کھانے کا ایک پیالہ دے کر چلا گیا آپ اٹھ کر چراغ جلانے لگیں تو بلی نے آ کر وہ پیالہ گرا دیا۔ پھر روزہ کھولنے کو پانی کا کوزہ لائیں تو چراغ بجھ گیا اور کوزہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ آپ نے ایک ایسی آہ کی کہ جس سے تمام گھر جل جاتا۔ بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ الٰہی! یہ مجھ سے کیا ہو رہا ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ اگر تو چاہتی ہے کہ دنیا کی نعمت تجھ پر وقف کر دوں تو یاد رکھ کہ تیرے دل سے اپنا فکر و غم اٹھا لوں گا۔ کیونکہ دنیا کی

نعمت اور غم اکھٹے نہیں رہ سکتے۔ رابعہ! تیری بھی ایک مراد ہے اور میری بھی۔ مگر میری اور تیری مراد ایک نہیں ہو سکتی۔ فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ آواز سُنی تو دنیا سے ایسا قطع تعلق کر لیا کہ جب دن نکلتا ہے تو یہی دعا کرتی ہوں کہ پروردگار میرے دل کو اپنے ساتھ مشغول رکھ تاکہ مجھے تیری یاد سے کوئی غافل نہ کر دے۔

منقول ہے کہ آپ ہمیشہ رویا کرتی تھیں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ بظاہر بیمار تو معلوم نہیں ہوتیں پھر آپ کس وجہ سے اتنا روتی ہیں۔ فرمایا ہاں مجھے ایک بیماری ہے لیکن باہر نہیں بلکہ سینہ کے اندر ہے۔ جس کا علاج زمانہ بھر کے حاذق طبیب بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس زخم کا مرہم روح کا وصال ہے اور میں جان بوجھ کر اس لئے بیمار رہتی ہوں کہ قیامت کے روز شاید میرا مقصود حاصل ہو جائے۔

ایک روز دو بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کس لئے کرتے ہیں انہوں نے کہا۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں۔ ان سب پر سے گزرنا پڑے گا۔ میں اس سے بچنے کے لئے عبادت کرتا ہوں۔ دوسرے سے بھی پوچھا گیا اس نے کہا کہ میں اس لئے عبادت کرتا ہوں کہ تا بہشت اور اس کی نعمتیں حاصل ہوں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ وہ بندہ ہی کیا ہے جو خوف یا مسرت کے لئے اپنے معبود حق کی عبادت کرے۔ انہوں نے پوچھا تو پھر آپ کس لئے عبادت میں مصروف رہتی ہیں۔ فرمایا ہمارے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ہم اس کے بندے ہیں اور بندہ کا کام اپنے مالک کی تابعداری و عبادت کرنا۔ اگر بہشت و دوزخ نہ بھی ہوتے تو کیا پھر اس کی عبادت نہ کی جاتی۔ کیا اس کا اتنا بھی ہم پر حق نہیں کہ ہم بلا کسی غرض کے اس کی عبادت کریں۔ ایک بار ایک بزرگ نے آپ کے بوسیدہ پرانے کپڑے دیکھ کر کہا کہ اگر آپ چاہیں تو بہت سے لوگ آپ کی مدد کرنے کو حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ

میں کسی سے دنیا دی چیز مانگوں۔ کیونکہ دنیا کا مالک وہ خود آپ ہے ان لوگوں سے مانگنے کی کیا ضرورت ہے جن کے پاس دنیا خود چند روزہ ہے۔ یہ سن کر اس بزرگ نے کہا کہ اس ضعیفہ کی کتنی ہمت ہے کہ سوال کرنے سے اپنے وقت کو غیر میں مشغول کرنا نہیں چاہتی۔

منقول ہے کہ چند آدمی بطور امتحان آپ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے کہا کہ تمام فضائل اور بزرگیاں تو مردوں کو حاصل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کوئی عورت پیغمبر نہیں ہوئی۔ پھر آپ ولایت کا دم کیسے بھرتی ہیں آپ نے فرمایا یہ سب کچھ درست ہے لیکن یہ غرور اور تکبر اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔ کسی عورت نے اس کا آج تک دعویٰ نہیں کیا اور نہ کبھی آج تک کوئی عورت مخنث ہوئی ہے۔ بلکہ مردوں میں ہی مخنث ہوا کرتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ بیمار ہوگئیں۔ جب لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ بیماری کا کیا سبب ہے۔ فرمایا صبح کے وقت میں نے بہشت کی طرف دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عتاب کیا۔ یہی بیماری کا باعث ہے۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ آپ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے تو دیکھا کہ بصرے کا امیر رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر روپیوں کی تھیلی پکڑے رو رہا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کیوں رو رہے ہو۔ اس نے کہا اس زاہدہ کے لئے اگر شہر میں اس کی برکت نہ ہوتی تو لوگوں کا برا حال ہو جاتا۔ ان کے لئے کچھ روپیہ لایا ہوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ شاید قبول نہ فرمائیں۔ اگر آپ سفارش فرمائیں تو شاید قبول فرمالیں حسن بصری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے اندر جا کر آپ کی خدمت میں اس شخص کا پیغام دیا۔ لیکن آپ نے فرمایا جو شخص اپنے خدا کو برا بھلا کہتا ہے تو وہ اس کی روزی بھی کبھی بند نہیں کرتا اور جو اس سے محبت کرتا ہے کیا اس کی روزی بند کر دے گا۔ جب سے میں نے اسے پہچانا ہے اور مخلوقات سے تعلقات قطع کر دیئے ہیں۔ اب میں کسی کا ایسا مال کس طرح قبول کروں جس کے متعلق معلوم نہیں کہ حلال ہے

یا حرام ہے۔

حضرت عبدالواحد آس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اور سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی بیمار پرسی کے لئے گئے لیکن آپ کے رعب کے باعث ہم بات شروع نہ کر سکے۔ آخر خود آپ نے سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ کوئی بات کریں۔ تب حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ آپ دعا کریں تاکہ اس بیماری سے آپ کو نجات حاصل ہو۔ فرمایا کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ بیماری اس کی مرضی پر موقوف ہے تو کیا آپ اس بات پر مجھے آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ میں اس کی رضا کے خلاف کروں۔ دوست کو اپنے دوست کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ پھر سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ کسی چیز کی خواہش ہے۔ فرمایا۔ عالم ہو کر ایسی بات پوچھتے ہو جب مجھے بارہ برس سے تازہ کھجوروں کی خواہش ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ بصرہ میں کھجوریں عام ہوتی ہیں۔ لیکن میں نے آج تک کھجور نہیں کھائی۔ کیونکہ بندہ کو خواہش سے کیا کام۔ اگر میں خواہش کروں اور وہ اللہ تعالےٰ کے خلاف ہو تو وہ کفر ہے۔

مالک دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رابعہ بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو آپ ایک ٹوٹے ہوئے کوزے سے پانی پی رہی ہیں اور ایک پرانا بوریا بچھایا ہوا ہے اور ایک اینٹ سرہانے رکھی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور کہا۔ رابعہ! میرے بہت سے احباب دولت مند ہیں اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے لئے اُن سے کچھ طلب کیا جائے آپ نے جواب دیا۔ مالک! کیسی غلطی کرتے ہو۔ کیا میرا اور ان کا روزی دینے والا ایک نہیں ہے۔ کہا ہاں ایک ہی ہے۔ فرمایا کیا دولت مندوں کی روزی اسے یاد ہے۔ درویشوں کو بھولا ہوا ہے۔ کہا نہیں۔ تب ارشاد فرمایا جب سب کچھ یاد ہے تو اس کو یاد دلانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب وہ خدا میری اس حالت

میں راضی ہے تو میں بھی اس کی رضا پر راضی ہوں۔

حسن بصری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں عصر کی نماز کے وقت رابعہ بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آپ ہانڈی پکا رہی ہیں جب ہم باتیں کرنے لگے تو فرمایا یہ باتیں ہانڈی پکانے کی نسبت اچھی ہیں چنانچہ آپ نے ہانڈی کو دیکھا تک نہیں۔ حتیٰ کہ شام ہو گئی۔ تو سوکھی روٹی کا ٹکڑا اور پانی افطاری کے لیے لائیں۔ لیکن جب ہانڈی اتارنے لگیں تو دیکھا کہ ہانڈی جوش مار رہی ہے۔ قدرت خداوندی سے وہ گوشت خود بخود پک گیا اور کھانے میں ایسا لذیذ تھا کہ ایسا میں نے کبھی نہیں کھایا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات آپ کی خدمت میں حاضر تھا آپ دن نکلنے تک نماز میں مصروف رہیں اور میں بھی ایک کونے میں نماز ادا کرتا رہا۔ صبح کو فارغ ہو کر فرمایا کہ ہم اس بات کا کس طرح شکریہ ادا کریں کہ اس نے ہمیں ساری رات عبادت کرنے کی توفیق بخشی۔ فرمانے لگیں۔ اچھا کل ہم اس بات کے شکریہ میں روزہ رکھیں گے۔

اکثر آپ یہ مناجات کیا کرتی تھیں۔ پروردگار! قیامت کے روز مجھے دوزخ میں ڈالے گا تو میں ایک بھید ظاہر کر دوں گی جس کے سبب دوزخ ہزار سال کی مسافت دور ہو جائے گا۔ اے پروردگار جو کچھ دنیا میں میری قسمت میں لکھا ہے وہ اپنے دشمنوں کو دے دے اور جو کچھ آخرت میں میری قسمت میں لکھا ہے وہ اپنے دوستوں کو عطا کر دے اور میرے لئے تو صرف تیری ذات ہی کافی ہے۔ اے پروردگار اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں، تو مجھے دوزخ میں ڈال دے اور اگر بہشت کے لئے تیری عبادت کرتی ہوتی ہوں تو بہشت مجھ پر حرام کر دے۔ اگر تیرے دیدار کی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو یہ ضرور عطا فرمانا۔ اگر تو مجھے دوزخ میں ڈالے گا تو میں فریاد کروں گی کہ میں نے تجھے اپنا دوست بنایا تھا۔ تو کیا دوست سے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں

آپ کی اس عرض معروض پر غیب سے ندا آئی۔ اے رابعہ! ہم سے بدظن نہ ہو ہم تجھے اپنے مقرب دوستوں میں جگہ دیں گے تاکہ تو ہم سے ہمکلام ہو سکے۔

آپ کا وصال جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو کئی بزرگ حضرات آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان سے فرمایا آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں اور اللہ تبارک وتعالےٰ کے قاصدوں کے لئے جگہ چاہیئے۔ جب وہ بزرگ اٹھ کر چلے گئے۔ تو دروازہ بند کرا لیا۔ تو یہ آواز آئی۔

یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ (پارہ ۳۰)

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو۔ اور میری جنت میں آ۔

کچھ دیر کے بعد جب کوئی آواز سنائی نہ دی تو دروازہ کھول کر دیکھا تو آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ رابعہ دنیا میں آئیں اور آخرت میں تشریف لے گئیں آپ نے کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی گستاخی نہ کی۔ اور نہ کچھ طلب فرمایا اور نہ اپنے لئے آسائش چاہی اور نہ کبھی تکلیف کی شکایت کی۔ بعض بزرگوں نے خواب میں آپ کو دیکھا تو یہ دریافت کیا کہ قبر میں منکر نکیر سے کیسی گزری؟ آپ نے جواب دیا جب وہ آئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے تو میں نے کہا واپس جا کر خدا سے کہو کہ میں نے اسے کب بھلایا تھا کہ وہ آج مجھ سے اپنی نسبت پوچھتا ہے۔ رحمہا اللہ تعالیٰ بغفرانہ

(تذکرۃ الاولیاء ص ۶۸-۶۹)

فائدہ: میری اسلامی بہنو! حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہاری طرح ہی ایک عورت تھیں۔ مگر کتنی پاکباز اور عابدہ زاہدہ تھیں۔ تم بھی کم از کم اپنے گناہوں کو خیال کر کے رویا کرو۔ موت کو یاد رکھو اور جہاں تک ہو سکے دنیا

کی حرص و ہوا کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق پر صبر کیا کرو۔

حضرت فاطمہ زوجہ احمد بن خضرویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

حضرت ابو حامد احمد بن خضرویہ بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بلند پایہ بزرگ تھے آپ کی بیوی بلخ کے ایک رئیس کی ایک لڑکی تھیں

فاطمہ کا نکاح فاطمہ احوال طریقت میں بڑی عظمت رکھتی تھیں۔ جب اس نے توبہ کی تو احمد بن خضرویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کسی کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ وہ میرے باپ سے میرے رشتے کے لیئے درخواست دیں مگر آپ نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ پھر دوسری دفعہ بارہ اشخاص فاطمہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں گئے جن کے ذریعہ اس نے کہلا بھیجا کہ اے احمد: میں تجھ جیسے بہادر اور جوانمرد سے یہ توقع رکھتی کہ تو خدا کے راستہ میں خدا کی خوشنودی کے لیئے ایک عورت کا رہنما بنے نہ کہ راہزن۔ تب آپ نے ان کلمات سے متاثر ہو کر کسی کو فاطمہ کے باپ کے پاس بھیجا اور اس رشتہ کی درخواست کی۔ فاطمہ کے باپ نے اس امر کو موجب برکت سمجھ کر قبول فرمایا اور فاطمہ آپ کی زوجیت سے مشرف ہوئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نکاح کے بعد دنیا کے مشاغل بالکل ترک کر دیئے اور آپ کے ساتھ خلوت اختیار کر کے روحانی سکون و اطمینان حاصل کیا۔

حضرت بایزید کی زیارت ایک دفعہ حضرت احمد بن خضرویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بایزید قدس سرہ کی زیارت کا قصد کیا تو آپ کی زوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ گئیں۔ جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت بایزید قدس سرہ کے روبرو ہوئیں۔ تو چہرہ سے نقاب الٹ دیا، اور حضرت بایزید سے گستاخی کا رویہ اختیار کیا۔ آپ کے شوہر کو اس فعل سے سخت تعجب ہوا اور غیرت نے دل میں جوش مارا۔ آپ نے فرمایا: یہ

کیا گستاخی ہے جو تو نے بایزید قدس سرہٗ کے ساتھ اختیار کی۔ اس کی وجہ مجھے ضرور معلوم ہونی چاہیئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ تو صرف میری طبیعت کے محرم ہیں۔ لیکن میری طریقت کے محرم نہیں اور حضرت بایزید قدس سرہٗ میری طریقت اور باطنی واردات کے اچھی طرح محرم ہیں۔ چنانچہ میں آپ سے تو محض مادی اور نفسانی خواہشات کی تسکین کرتی ہوں۔ لیکن حضرت بایزید قدس سرہٗ کے تعلق سے سوزِ باطن اور غیر فانی سکون و طمانیتِ روح حاصل کر کے تعلق باللہ کو مضبوط کرتی ہوں۔ اور خدا کی ذات و صفات کو پہچانتی ہوں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ بایزید قدس سرہٗ میری صحبت سے بالکل آزاد اور بے پروا ہیں۔ لیکن آپ میری صحبت کے محتاج ہیں۔ الغرض حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ حضرت بایزید قدس سرہٗ سے گستاخی کیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت بایزید قدس سرہٗ کی نظر فاطمہ کے ہاتھوں پر پڑی۔ جو مہندی سے رنگین تھے۔ فرمایا اے فاطمہ! تو نے ہاتھوں پر مہندی کیوں لگائی ہے اور اگر لگائی ہے تو ایک مرشدِ روحانی کے سامنے اس کی آرائش اور جلوہ آرائی کیوں کی ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ یہ تو اتفاق کی بات ہے۔ کہ آپ کی آنکھ نے میرے ہاتھوں کی مہندی کو دیکھ لیا۔ لیکن جب تک آپ نے اس حنا (مہندی) کو یا کسی آرائشی خصوصیت کو نہیں دیکھا تھا۔ مجھے آپ کے ساتھ گستاخانہ کلام کرنے میں بڑی خوشی تھی۔ لیکن اب آپ کی آنکھ نے مجھے اس انداز اور زاویہ سے دیکھا تو آپ کی صحبت مجھ پر حرام ہو گئی۔

(تذکرۃ الاولیاء صـ ۲۴۳
(کشف المحجوب صـ ۱۳۸، ۱۳۹)

حضرت فاطمہ کی سخاوت:۔ جب حضرت احمد بن خضرویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیشاپور میں بود و باش اختیار فرمائی۔ وہاں کے باشندے اور مشائخ آپ سے بہت خوش ہوئے اور جب یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیشا پور تشریف لائے۔ تو احمد بن خضرویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان کی دعوت کرنے کا ارادہ کیا اور اپنی بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشورہ لیا کہ ان کی دعوت کس طرح ہونی چاہیئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے نہایت فیاضی اور فراخدلی سے دعوت کا ساز و سامان بتایا اور ساتھ ہی کہا کہ کچھ گدھے ان چیزوں کے علاوہ لایئے۔ کیونکہ وہ بھی اس دعوت کا جزو ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ گدھوں کے ذبح کرنے کی کیا حکمت ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کہا کہ جب کوئی شخص کسی سخی کے گھر میں مہمان ہوتا ہے تو اس کے ہمراہ محلہ کے بہت سے کتے بھی آجاتے ہیں، اور ان کی تواضع بھی لازمی ہے اسی بناء پر حضرت بایزید قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مردان خدا میں سے کسی مرد کو عورت کے لباس میں دیکھنا چاہتا ہے۔ تو وہ فاطمہ کو دیکھ لے۔

(کشف المحجوب صـ ۱۳۹، تذکرۃ الاولیاء صـ ۲۴۴)

فائدہ:۔ میری اسلامی بہنو! تم بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی گذارو اور دنیا کے جنجال میں پھنس کر اپنی عاقبت کو خراب نہ کرو یہ زندگی چند روزہ ہے اور فانی ہے مگر آخرت کی زندگی دائمی اور غیر فانی ہے۔ کچھ نیک کام باقی اور دائمی زندگی کے لئے ضرور کرنا چاہیئے

حضرت رابعہ شامیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت رابعہ شامیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت احمد ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی ہیں۔ حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رابعہ شامیہ کے مختلف احوال تھے کبھی تو ان پر محبت غالب ہو جاتی اور اس حال میں فرماتیں ؎

جیب لیس یعدلہ حبیب   وما لسواہ فی قلبی نصیب

وہ ایسا دوست ہے کہ ان کے برابر کوئی دوست نہیں اور نہ ہی میرے

دل میں اس کے سوا کسی کا حصہ ہے۔

جبیب غاب عن بصری وشخصی ولکن عن فؤادی ما یغیب

دوست میری آنکھوں اور وجود سے غائب ہے لیکن میرے دل سے غائب نہیں ہے

اور کبھی انس غالب ہو جاتا ہے اس حال میں یہ شعر پڑھتی ہیں ؎

ولقد جعلت فی الفؤاد و محدثی وابحت جسمی من اراد جلوسی

بیشک میں دل میں باتیں کرتی ہوں اور میں نے اپنے ہمنشین کیلئے اپنا جسم مباح کر دیا ہے

فالجسم منی للجلیس مؤانس وحبیب قلبی فی الفؤاد انیس

پس میرا جسم اپنے ہمنشین کیلئے انس کرتا ہے اور دلی دوست کے لئے دل میں انس رکھتی ہوں

اور کبھی آپ پر خوف غالب آجاتا تھا تو میں آپ سے یہ شعر سنتا تھا ؎

وزادی قلیل ما ھو مبلغی اٴللزاد ابکی ام لطول مسافتی

اور میرا زادِ راہ تھوڑا ہے جو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا کیا میں زادہ راہ کے لئے روؤں یا طول مسافت کے لئے۔

آپ کے شوہر فرماتے ہیں کہ جب آپ ساری رات مصروف رہتیں تو میں ان کو کہتا رابعہ! میں نے تیرے سوا کسی کو ساری رات عبادت کرتے نہیں دیکھا ہے تو جواب دیتیں۔ سبحان اللہ تمہارے جیسا آدمی بھی ایسی بات کہتا ہے بیشک جب مجھے بلایا جاتا ہے، تو میں عبادت کے لیئے اٹھ کھڑی ہوتی ہوں اور اپنے خاوند کو کہتیں کہ مجھے تمہارے ساتھ خاوند بیوی والی محبت نہیں ہے بلکہ تمہارے ساتھ بھائیوں جیسی محبت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے نفسانی خواہش نہیں ہے۔ جب ہانڈی پکاتیں تو مجھے کہتیں کہ اسے میں نے اپنی تسبیح سے پکایا ہے میرے سردار تم تناول فرماؤ۔ حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے آپ نے کہا کہ جاکر اور نکاح کر لو۔ چنانچہ میں نے اور تین نکاح کر لئے آپ مجھے گوشت کھلا کر کہہ دیتیں جاؤ۔ اپنی بیویوں کے پاس چلے جاؤ اور آپ فرمایا کرتیں کہ میں آتے جاتے دیکھتی ہوں اور مجھے حوریں نظر آتی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا حوروں کو دیکھنا حالت بیداری میں تھا۔ کیونکہ عالم خواب میں غیر ولی بھی حوروں کو دیکھ سکتا ہے۔

(الریاض الریاحین صہ ۱۴۴)

آپ فرماتیں کہ جب میں اذان سنتی ہوں تو مجھے قیامت کے دن پکارنے والا فرشتہ یاد آجاتا ہے اور جب گرمی کو دیکھتی ہوں تو قیامت کی گرمی یاد آجاتی ہے۔ (طبقات کبریٰ امام شعرانی جلد اول صہ ۵۷)

فائدہ: میری سنی بہنو! دیکھا آپ نے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت کی کتنی برکت ہے کہ اس جہان میں عالم بیداری میں حوروں کو دیکھا جاسکتا ہے امید ہے کہ ہماری بہنیں بھی عبادت خداوندی کر کے بڑے درجے حاصل کریں گی۔

حضرت شعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت شعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عابدہ اور خدا ترس خاتون تھیں روتی روتی نہیں تھکتی تھیں جب اس کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتیں کہ میں چاہتی ہوں کہ اتنا روؤں کہ آنسو باقی نہ رہیں، پھر خون روؤں اتنا کہ بدن بھر میں خون نہ رہے۔ فرمایا کرتیں تھیں، جو رونے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے چاہیئے کہ رونے والوں پر رحم کرے۔ آپ رو رو کر عرض کرتیں۔ الٰہی! تیری محبت کا پیاسا کبھی سیر نہیں ہوتا۔ آپ کی خادمہ کا بیان ہے کہ جب سے میں نے ان کو دیکھا ہے تو اس کی برکت سے کبھی دنیا کی رغبت مجھے نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی مسلمان کو حقیر خیال کیا ہے اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑے بزرگ تھے۔ آپ کے پاس آتے جاتے اور آپ سے دعا کراتے۔

(طبقات کبریٰ امام شعرانی جلد اول صہ ۵۷)

حکایت: حضرت شعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک بچہ تھا۔ جس کو آپ نے بہترین تربیت دی تھی۔ جب وہ کچھ بڑا ہوا تو ایک دن کہنے لگا

اماں جان مجھے خدا کے راستہ میں ہبہ کر دو۔ آپ نے فرمایا بچے! ابھی تم چھوٹے ہو اس قابل نہیں ہو کہ تجھے خدا تعالےٰ کی راہ میں ہبہ کر دوں۔ کچھ مدت کے بعد بچہ لکڑیاں لانے کے لیئے ایک سواری پر سوار ہو کر پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ پہاڑ کے وسط میں پہنچ کر سواری سے اُترا۔ لکڑیاں اکٹھی کیں اور ایک گٹھا باندھا جب اپنی سواری کی طرف آیا تا کہ اس پر گٹھا لاد کر گھر لے جاوٴں۔ تو دیکھا کہ ایک شیر کھڑا ہے۔ جس نے ان کی سواری کو چیر پھاڑ کر کھایا ہے۔ نوجوان نے شیر کی گردن میں ہاتھ ڈال کر فرمایا۔ اے شیر تو نے میری سواری پر زیادتی کی ہے۔ لہذا میں تجھ پر لکڑیاں کا گٹھا لادتا ہوں۔ شیر نے کچھ نہ کہا۔ انہوں نے شیر پر لکڑیاں لادیں اور شیر کو چلاتا ہوا گھر پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ کھٹکھٹایا اندر سے ماں نے پوچھا۔ کون ہے۔ عرض کیا تیرا فقیر الی اللہ بیٹا ہے۔ ماں نے دروازہ کھول دیا اور دیکھا کہ لکڑیاں شیر پر لادی ہوئی ہیں۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ بیٹے نے سارا واقعہ عرض کیا۔ ماں نے خوش ہو کر فرمایا بیٹے اب تو قابل ہو گیا ہے۔ جا تو میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا اور دعائیں دے بیٹے کو الوداع کہا۔ (ریاض الریاحین صد ۲۹۰)

فائدہ:۔ میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ کی محبت یا خوف سے رونا ایک دولت ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنا لیا کرو۔ اللہ جل شانہ کو عاجزی کرنے والے پر رحم آتا ہے کہ یہ بھی سوچو کہ بزرگوں کے پاس بیٹھنے سے کتنا فیض حاصل ہوتا ہے کہ انسان دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت شعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ نے بیان کیا ہے۔ تم بھی نیک لوگوں کی صحبت اختیار کیا کرو اور بری صحبت سے بچا کرو۔

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک زاہدہ عابدہ خاتون تھیں۔ ان کا یہ

حال تھا کہ جب دن آتا تو فرمائیں شاید یہ وہ دن ہے جس میں مجھے مرنا ہے اور شام تک نہ سوتیں کہ کہیں موت کے وقت خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ مرجاؤں اسی طرح جب رات آتی تو صبح تک نہ سوتیں اور یہی بات فرمائیں۔ اور اگر نیند کا غلبہ ہو جاتا تو گھر میں چلتی پھرتی رہتیں اور نفس کو کہتیں۔ نیند کا وقت آگے آتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مر کر قیامت تک سوئے رہو گی۔

آپ دن رات میں چھ سو رکعت نفل پڑھا کرتی تھیں اور چالیس سال آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ جب سے ان کے شوہر رحلت فرما گئے تو پھر بستر نہیں بچھایا۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت سے مشرف ہوئی ہیں اور ان سے حدیثیں سنی ہیں۔ (طبقات کبریٰ جلد ۱ امام شعرانی ص ۵۶)

فائدہ :۔ میری سنی بہنو! ایسی نیک بخت اور سعادت مند خاتون ہوتی ہیں جو ہر وقت موت کے خوف سے ڈرتی رہتی ہیں اور تھوڑا سا وقت بھی عبادت خداوندی سے غافل نہیں ہوتیں۔ مگر ہماری بہنیں ہیں جو ساری عمر موت کو یاد نہیں کرتیں۔ آپ کو چاہیئے کہ موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے۔ اور اس کی تیاری کے لئے عبادت کرنی چاہیئے۔

حضرت ماجدہ قرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

آپ ایک عابدہ زاہدہ پرہیزگار خاتون تھیں۔ یہ فرمایا کرتیں کہ جو حرکت سنتی ہوں اور جو قدم رکھتی ہوں یہ سمجھتی ہوں کہ بس اس کے بعد موت ہے اور فرمایا کرتیں کہ تعجب ہے کہ دنیا کے رہنے والوں کو کوچ کی خبر دے دی گئی ہے اور پھر ایسے غافل ہیں کہ گویا انہوں نے کوچ کی خبر سنی ہی نہیں ہے۔ یا یہ کوچ کی خبر کسی اور کے لئے ہے اور فرمایا کرتی تھیں کہ کوئی نعمت جنت کی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی بغیر محنت کے نہیں ملتی۔ (طبقات کبریٰ ص ۵۶)

فائدہ :۔ دینی بہنو! تم سب جانتی ہو کہ آخر ایک دن مرنا ہی ہے۔ مگر تم

نے موت کو کبھی یاد ہی نہیں کیا اور نہ ہی اس کی تیاری کی۔ تمہیں چاہیئے کہ موت کو ہر وقت یاد رکھو اور جہاں تک ہو سکے اس کی تیاری میں ہمہ تن مصروف رہو۔

رباح قیسی کی بیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

یہ نیک خاتون ساری ساری رات عبادت خداوندی میں گذار دیتی تھیں جب پہلا پہر رات گذرتی تو اپنے خاوند کو کہتی اے رباح نماز کے لئے اٹھو۔ اگر وہ نہ اٹھتے تو خود نوافل پڑھنا شروع کر دیتیں۔ پھر کچھ دیر کے بعد ان کو اٹھاتیں اور کہتیں اے رباح اٹھو۔ جب وہ نہ اٹھتے تو خود عبادت خداوندی میں مصروف ہو جاتیں۔ آخر پہر آتیں اور کہتیں اے رباح اٹھو رات تو چلی جا رہی ہے اور تم سوئے ہوئے ہو۔ تم کتنے غافل اور سست ہو۔ اور کبھی زمین سے تنکا اٹھا کر فرماتیں، خدا کی قسم دنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر زینت کے کپڑے پہنتیں اور خوشبو لگاتیں اور اپنے خاوند سے پوچھتی کہ تم کو کچھ خواہش ہے اگر وہ انکار کر دیتے تو وہ کپڑے اتار کر رکھ دیتیں اور صبح تک نفل پڑھتی رہتیں۔

(طبقات کبریٰ جلد اول ص۵۶)

فائدہ:۔ اسلامی بہنو! دیکھو اللہ کی ولیہ اپنے خاوند کا حق کیسے ادا کرتی تھیں۔ اپنے آپ کو مزین اور خوبصورت بنا کر اپنے آپ کو خاوند کے سامنے پیش کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کی خواہش پوری کرنا بھی ضروری ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب خاوند اپنی خواہش پوری کرنے کے لیۓ بیوی کو بلائے اور بیوی اس کی خواہش پوری نہ کرے تو ساری رات اس پر لعنت برستی رہتی ہے۔

حضرت فاطمہ نیسا پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت ذوالنون مصری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ فاطمہ نیسا پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرا استاد ہے جس سے مجھے فیض حاصل ہوا ہے۔ آپ یہ فرمایا کرتیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہر وقت دھیان نہیں رکھتا وہ گناہ کے ہر میدان میں جا گرتا ہے اور جو کچھ منہ میں آتا ہے بک دیتا ہے۔ مگر جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا دھیان رکھتا ہے وہ فضول باتوں سے گونگا ہو جاتا ہے اور اپنے خدا تعالیٰ سے شرم و حیا کرنے لگتا ہے اور حضرت ابو یزید قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برابر کوئی عورت نہیں دیکھی۔ ان کو جس مقام کی جو خبر دی وہ ان کو پہلے معلوم ہوتی تھی۔ آپ نے عمرہ کے راستے مکہ معظمہ میں ۲۲۳ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ○ (طبقات کبریٰ جلد اول ص۵۶)

فائدہ: میری دینی بہنو! خدا کی ولیہ نے کیسی عمدہ بات بتلائی ہے کہ اپنے خدا تعالیٰ کا ہر وقت دھیان رکھنا چاہیئے۔ جو بہن اپنے خدا تعالیٰ کا دھیان رکھے گی تو تمام گناہوں سے محفوظ رہے گی۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کو ہر قسم کی خبر پہلے سے ہوتی ہے۔ رب کریم ان کو بتا دیتا ہے۔

ام ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

آپ ایک خدا پرست نیک بخت بی بی تھیں ان پر خدا کا خوف بہت غالب تھا اور بہت عبادت کرتی تھیں اور بغیر سالن کے روکھی روٹی کھایا کرتیں۔ آپ فرمایا کرتیں کہ رات کے آنے سے میرا دل خوش ہوتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو غمگین ہوتی ہوں۔ ساری رات عبادت خداوندی میں گذار دیتی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ جب سحری کا وقت آتا ہے تو میری روح میرے دل میں داخل ہوتی ہے۔ پھر یکدم نکل جاتی ہے۔ فرماتی تھیں کہ کسی شخص نے کہا ان کو بکرے ٹوب مجھے قیامت

کا دن یاد آگیا تو میں بے ہوش ہو کر گر پڑتی۔ آپ نے بیس[20] سال سر میں تیل نہیں لگایا۔ مگر جب سر کھولتیں تو بال صاف اور چکنے ہوتے تھے۔

ایک دفعہ جنگل میں سامنے سے شیر آگیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرا رزق ہوں تو مجھ کو کھالے۔ شیر یہ سن کر پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ (طبقات کبریٰ جلد اول ص۵۵)

فائدہ :۔ میری بہنو! دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالٰے کے ولیوں پر شیر جیسا موذی جانور بھی حملہ نہیں کرتا۔ تم بھی خدا تعالٰے سے ڈرتی رہا کرو۔ کیونکہ جو خدا تعالٰے سے ڈرتا ہے۔ ہر چیز اس سے ڈرتی ہے۔

حضرت امۃ الجلیل رضی اللہ تعالٰے عنہا کا حال

یہ خاتون بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔ ایک دفعہ کئی بزرگوں میں بحث چھڑ گئی کہ ولی کیسا ہوتا ہے۔ سب نے کہا آؤ امۃ الجلیل رضی اللہ تعالٰے عنہا سے چل کر پوچھیں۔ جب انہوں نے اس مسئلہ کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ ولی کی کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی جس میں اس کو خدا تعالٰی کے سوا کوئی اور شغل ہو۔ جو کوئی اس کے لئے کوئی شغل بتلائے اس کو جھوٹا سمجھو۔ (طبقات کبریٰ شعرانی ص۵۵)

فائدہ :۔ دینی بہنو! دیکھا تم نے کہ نیکی اور عبادت انسان کو کس مقام پر پہنچا دیتی ہے کہ بزرگ مرد بھی اس سے مشکل سے مشکل مسئلے پوچھتے ہیں۔ ہم بھی عبادت اور نیکی کرنے میں چست و چالاک ہو جائیں۔ تاکہ ہمارے درجات بارگاہ الٰہی میں بلند ہو جائیں۔

حضرت عابدہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا حال

آپ اتنی نیک بخت خاتون تھیں کہ ایک روز بہت سے بزرگ حضرات آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے آپ سے دعا کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں اتنی گنہگار ہوں کہ اگر گناہ کرنے کی سزا میں آدمی گونگا ہو جایا

کرتا تو میں بھی گونگی ہو جاتی۔ لیکن دعا کرنا سنت ہے۔ لہٰذا میں دعا کرتی ہوں آپ نے دعا کی۔ الٰہی تو جنت کے میوہ سے ان کی میزبانی فرما اور میری اور ان کی موت کو عمدہ بنا اور ہماری موت تک ایمان کی حفاظت فرما۔

(طبقات کبریٰ جلد اول صـ۵۷)

فائدہ :۔ اسلامی بہنو! دیکھا تم کہ اتنی عابدہ زاہدہ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو عاجز اور گنہگار سمجھتی تھیں۔ مگر ہماری بہنوں کا یہ حال ہے کہ ذرا دو تین تسبیحیں پڑھ لیں تو اپنے آپ کو بزرگ سمجھ لیتی ہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالےٰ کو بڑائی ناپسند ہے اور عاجزی بڑی پسند ہے۔

حضرت عبیدہ بنت ابی کلاب کا حال

حضرت مالک بن دینار قدس سرہٗ ایک کامل بزرگ ہیں۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی خدمت میں آجاتی تھیں۔ آپ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ آدمی پورا متقی جب ہی ہوتا ہے کہ جب اس کے نزدیک خدا تعالیٰ کے پاس جانا سب چیزوں سے پیارا ہو جائے۔ یہ سن کر غش کھا کر گر پڑیں۔ بعض بزرگ آپ کا رتبہ رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ بتلاتے ہیں۔

(طبقات کبریٰ جلد اول امام شعرانی صـ۵۷)

فائدہ :۔ میری سُنی بہنو! آپ بھی بزرگوں کے پاس جا کر فیض حاصل کیا کریں کیوں کہ ان کی صحبت کی برکت سے کئی عقدے حل ہو جاتے ہیں۔ جو عبادت سے حل نہیں ہوتے۔

آمنہ رملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

حضرت بشر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بزرگ ہیں وہ آمنہ رملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت بشر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے۔ تو حضرت آمنہ رملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی بیمار پرسی کے لئے ان کے پاس تشریف لائیں۔ اسی اثناء میں حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بہت بڑے امام ہیں آپ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ جب امام صاحب نے آمنہ کو دیکھا تو بشر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یہ کون ہیں تو انہوں نے بتلایا یہ آمنہ ہیں اور رملہ سے تشریف لائی ہیں۔ جب ان کو میری بیماری کا پتہ چلا تو میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لے آئیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بشر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ ان سے ہمارے لئے دعا کرائیں۔ چنانچہ حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ حضرت آمنہ رملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا فرمائی الٰہی! بشر اور احمد دونوں دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں تو ان کو پناہ دے۔ یا ارحم الراحمین۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کو ایک پرچہ اوپر سے گرا۔ اس میں بسم اللہ شریف کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہم نے منظور کیا اور ہمارے ہاں اور بھی نعمتیں ہیں۔ (طبقات کبریٰ جلد اول صہ ۵۷)

فائدہ:۔ میری اسلامی بہنو! سنا آپ نے کہ اللہ کریم اپنے کرم سے نیک لوگوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ تم بھی بزرگوں کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کے لئے دعا منگوایا کرو۔ اللہ کریم تمہاری دعائیں بھی قبول فرمائے گا۔

حضرت منفوسہ بنت زید بن ابی الفوارس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

یہ ایسی صابرہ خاتون تھیں کہ جب ان کا بچہ فوت ہو جاتا۔ تو اس کا سر گود میں رکھ کر کہتیں کہ تیرا مجھ سے آگے جانا اس سے بہتر ہے کہ مجھ سے پیچھے رہنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو آگے جا کر مجھ کو بخشوا دے گا اور خود (بچہ) بخشا جائے گا اور اگر میرے پیچھے زندہ رہتا تو ہو سکتا ہے کہ گناہ کا ارتکاب کرتا اور خدا جانے

بخشوانے کے قابل ہوتا یا نہ ہوتا۔ اور فرماتیں کہ میرا صبر میری بے قراری سے بہتر ہے۔ اگرچہ جدائی کا افسوس ہے۔ لیکن ثواب کی اس سے زیادہ خوشی ہے، پھر عمرو بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر پڑھتیں۔ ؎

وانا القوم لا تفیض دموعنا　　علی ہالک منا وان قصم الظہر

ہم اپنے مرنے والے پر آنسو نہیں بہاتے اگرچہ پشت ٹوٹ جائے۔

فائدہ:۔ دینی بہنو! تم بھی اس سے سبق حاصل کرو۔ اگر کوئی بچہ گذر جائے ثواب سمجھ کر صبر اختیار کرو۔ جب صبر کرو گی تو وہ بچہ قیامت کے دن تمہیں بخشوائے گا۔

ام محمد حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مریدنی کا حال

حضرت سری سقطی قدس سرہٗ کی ایک مریدنی تھی۔ اس کا ایک لڑکا جس کا نام محمد تھا۔ مکتب میں پڑھتا تھا۔ اس نے اسے کسی کام کے لئے بھیجا وہ ایک پانی میں گرا اور ڈوب کر مر گیا۔ جب استاد کو خبر ہوئی تو اس نے حضرت سری سقطی قدس سرہٗ کو اس واقعہ کی خبر دی آپ اٹھ کر اس مریدنی کے گھر تشریف لے گئے اور صبر کی نصیحت کی۔ وہ مریدنی کہنے لگی کہ حضرت آپ یہ صبر کا مضمون کیوں فرما رہے ہو۔ آپ نے فرمایا تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا ہے۔ بڑے تعجب سے کہنے لگی۔ میرا بیٹا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تیرا بیٹا کہنے لگیں کہ خدا کی قسم اللہ تعالےٰ نے میرے بیٹے کو غرق نہیں کیا ہے۔ حضرت شیخ سقطی قدس سرہٗ نے پھر صبر ورضا نصیحت کی۔ عورت نے کہا میرے ساتھ چلو۔ جب اس جگہ پہنچے جہاں بچہ غرق ہوا تھا۔ عورت نے پکار کر کہا میرے فرزند محمد! بچہ نے جواب دیا لبیک اماں جان! ماں نے پانی میں جاکر بچہ کا ہاتھ پکڑا اور باہر لے آئی۔ حضرت سری سقطی نے حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس عورت کا ایک خاص مقام اور درجہ ہے کہ اس پر جو حادثہ پیش آنے والا ہوتا ہے۔ اس کی اس کو خبر کر دی

جاتی ہے۔ اور اس واقعہ کی ان کو خبر نہیں ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوا۔ (نفحات الانس صہ ۶۲۸)

فائدہ:۔ اسلامی بہنو! دیکھا تم نے اس صالحہ زاہدہ بی بی کی کرامت۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تابعداری کا نتیجہ ہے۔ تم بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی پوری کوشش کرو۔ پھر خدائے بزرگ برتر چاہے تو یہی درجہ مرحمت فرمادے اور چاہے کو اس سے زیادہ نصیب فرمادے۔

حضرت تحفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت سری سقطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے نیند نہ آئی جس کی وجہ طبیعت پریشان ہوگئی۔ چنانچہ نماز تہجد سے بھی محروم رہا۔ صبح کی نماز ادا کرکے باہر چلا گیا تھا تاکہ دل کو کچھ تسکین حاصل ہو۔ مگر بے سود۔ آخرکار میں شفاخانہ چلا گیا۔ وہاں مجھے کچھ تسکین حاصل ہوئی۔ اچانک ایک لڑکی نظر آئی جو حسینہ جمیلہ تھی۔ اور لباس فاخرہ پہنا ہوا تھا۔ مگر ہاتھ پاؤں زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر رونے لگی اور اس نے چند شعر پڑھے۔ میں نے ڈاکٹر سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ اس نے کہا یہ ایک دیوانی اور پاگل ہے اس کے مالک نے یہاں بھیجی ہے تاکہ ٹھیک ہو جائے۔ جب نوجوان لڑکی نے ڈاکٹر کی بات سنی تو رو کر کہنے لگی میں پاگل نہیں ہوں بلکہ عاشق ہوں۔ میں نے پوچھا کس کی عاشق ہے۔ کہنے لگی۔ جس نے ہم کو نعمتیں دیں اور جو ہر وقت ہمارے پاس ہے۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ۔ اتنے میں اس کا مالک آ گیا۔ اس نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ تحفہ کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ اندر ہے اور حضرت سری سقطی قدس سرہٗ اس کے پاس ہیں۔ اس نے میری بڑی تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ یہ لڑکی تعظیم کے لائق ہے اور تو نے اس کا یہ حال کیوں کر رکھا ہے کہنے لگا میری

ساری دولت اس میں لگ گئی۔ بیس (۲۰) ہزار روپے کی میری خرید ہے۔ مجھے امید امید تھی کہ خوب نفع سے بیچوں گا۔ مگر یہ نہ تو کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔ روز و شب رویا کرتی ہے۔ میں نے کہا میرے ہاتھ اس کو بیچ ڈال۔ کہنے لگا آپ فقیر آدمی ہیں اتنا روپیہ کہاں سے دیں گے۔ میں نے گھر جا کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر دعا مانگی۔ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بہت سے توڑے روپوں کے لئے کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا تو کون ہے کہنے لگا میں احمد بن المثنیٰ ہوں۔ مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ آپ کے پاس روپیہ پاس لاؤں۔ میں خوش ہوا۔ اور صبح کو شفاخانہ (ہسپتال) پہنچا۔ اتنے میں مالک بھی روتا ہوا آیا۔ میں نے کہا رنجیدہ نہ ہو۔ میں روپیہ لایا ہوں۔ دگنے نفع تک اگر مانگے گا دوں گا۔ کہنے لگا اگر ساری دنیا بھی ملے تو نہ بیچوں گا۔ میں تو اس کو اللہ تعالیٰ کے واسطے آزاد کرتا ہوں۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے۔ کہنے لگا خواب میں مجھ پر خفگی ہوئی ہے اور تم گواہ رہو۔ میں نے سب مال اللہ جل شانہٗ کی راہ میں چھوڑ دیا ہے۔ میں نے جو دیکھا تو احمد بن المثنیٰ بھی رو رہا ہے۔ میں نے کہا تجھے کیا ہوا۔ کہنے لگا میں بھی سب مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ بی بی تحفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی۔ برکت ہے کہ اتنے آدمیوں کو ہدایت حاصل ہوئی ہے۔ حضرت تحفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے اٹھیں اور روتی ہوئی چلیں۔ ہم بھی ساتھ چلے۔ تھوڑی دور جا کر خدا جانے وہ تو کہاں چلی گئیں اور ہم سب مکہ مکرمہ کو چلے۔ راستہ میں احمد بن المثنیٰ کا تو انتقال ہو گیا اور میں اور مالک مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ جب ہم طواف کر رہے تھے تو ایک دردناک آواز سنی۔ پاس جا کر پوچھا کون ہے کہنے لگیں۔ سبحان اللہ بھول گئے ہو۔ میں نے کہا بتاؤ کیا کیا۔ کہنے لگیں۔ اپنے ساتھ میرا جی لگا دیا اور اوروں سے اٹھا دیا۔ میں نے بتا دیا کہ احمد بن المثنیٰ کا انتقال ہو گیا۔ کہنے لگیں۔ اس کو بڑے بڑے درجے ملے ہیں۔ میں نے کہا تمہارا مالک بھی آیا ہے تو انہوں نے کچھ چپکے سے کہا، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ان کا روح قفسِ

عنصری سے پرواز کر گیا۔ جب مالک نے یہ حال دیکھا تو بیتاب ہو کر گر پڑا۔ اور جان دے دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے دونوں کو کفن دے کر دفن کر دیا۔ (ملخص از نفحات الانس صہ ۴۲۸ تا ۴۳۰)

فائدہ :۔ اسلامی بہنو! سنا آپ نے عشق الٰہی کتنی بڑی نعمت ہے آپ بھی اپنے دلوں میں عشق اللہ اور عشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت میمونہ سوداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے تین راتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ اے اللہ بہشت میں جو شخص میرا رفیق ہوگا۔ مجھے دکھلا دے۔ خطاب آیا کہ تیرا رفیق بہشت میں میمونہ سوداء ہے۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ جواب ملا وہ کوفہ میں ہے۔ فلاں قبیلہ میں۔ میں نے وہاں جاکر دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا، وہ دیوانی ہے۔ بکریاں چرایا کرتی ہے۔ میں جنگل میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہی ہیں اور بھیڑیئے اور بکریاں ایک ہی جگہ ملی جلی پھر رہی ہیں۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو فرمایا اے عبدالواحد! اب جائیں، ملنے کا وقت تو بہشت میں ہے۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ انہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا۔ فرمانے لگیں۔ آپ کو معلوم نہیں جن روحوں میں وہاں جان پہچان ہو چکی ہے ان میں الفت ہوتی ہے۔ میں نے کہا، میں بھیڑیئے اور بکریاں ایک جگہ دیکھ رہا ہوں۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ کہنے لگیں۔ جائیں اپنا کام کریں۔ میں نے اپنا معاملہ حق تعالیٰ سے درست کر لیا ہے اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست کرا دیا ہے۔

(الریاض الریاحین صہ ۴۹)

فائدہ :۔ سنی بہنو! دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے کرامتیں

ظاہر ہوتی رہتی ہیں. یہ سب کچھ سچی تابعداری کی برکت ہے۔ میری بہنیں بھی احکام شریعہ پر پورا پورا عمل کر کے بڑے بڑے درجات حاصل کر سکتی ہیں۔ صرف محنت کی ضرورت ہے۔

حضرت ست الملوک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت شیخ صفی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ خاتون کو دیکھا کہ ان کے زمانہ میں تمام ولی اور عالم ان کی تعظیم کرتے تھے۔ اس کا نام ست الملوک تھا جب ایک دفعہ بیت المقدس کی زیارت کرنے تشریف لائی تھیں۔ اس زمانہ میں وہاں ایک بزرگ تھے علی بن علبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اسی مسجد میں تھا، میں نے دیکھا کہ آسمان سے مسجد کے گنبد تک ایک نورانی تار بندھ رہا ہے۔ میں نے جا کر دیکھا تو اس گنبد کے نیچے حضرت ست الملوک نماز پڑھ رہی ہیں اور یہ نورانی تار ان سے ملا ہوا ہے۔ (ریاض الریاحین صد ۱۲۸۵)

فائدہ:۔ یہ نور پرہیزگاری کا تھا جو پرہیزگاروں کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ میری دینی بہنوں کو بھی چاہیئے کہ پرہیزگاری اختیار کریں۔ نیک کاموں میں مصروف رہیں اور جو چیزیں ممنوع ہیں ان سے بچنے کی کوشش کریں۔

پاک و ہند کی چند صالح خواتین کے حالات

حضرت بی بی سارہ رحمۃ اللہ علیہا کا حال

آپ شیخ نظام الدین ابوالموئید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ تھیں اور متقدمین میں بڑی بزرگ خاتون تھیں۔ حکایت ہے کہ ایک مرتبہ خشک سالی ہوئی۔ سب لوگوں نے دعا کی۔ مگر بارش نہیں ہوئی۔ شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ کے دامن کو پکڑ کر کہا۔ اے اللہ یہ اس بزرگ کا دامن ہے جس پر کبھی نامحرم کی نظر نہیں پڑی۔ اس کے طفیل بارش نصیب فرما۔ شیخ نے یہ کہا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت رحمت کی بارش برسادی۔ بی بی سارہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف پرانی عیدگاہ کے پہلو میں ہے۔ جس کے سرہانے کی طرف خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ ہے۔

(اخبار الاخیار فارسی ص ۳۰۰)

فائدہ:۔ اسلامی بہنو! ایک وہ سعید وقت تھا کہ سعادت مند خاتونوں کے کپڑوں پر بھی غیر محرم لوگوں کی نظریں نہ پڑتی تھیں۔ آج وہ نازک دور ہے کہ اخبارات میں ہماری بہنوں کی تصویریں چھپتی ہیں جن کو نیک و بد ہر قسم کے لوگ دیکھتے ہیں۔ حالانکہ کتاب و سنت میں عورتوں کو اپنے جسم کا ہر عضو ڈھانپنے کا حکم ہے۔ امید واثق ہے کہ ہماری تمام بہنیں شرع شریف کے مطابق پردے کا خاص خیال رکھ کر اپنے خدائے قدوس کی خوشنودی حاصل کریں گی

حضرت بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا کے حالات

حضرت بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا اپنے زمانہ کی صالحہ عابدہ اور صبر و شکر کرنے والی خاتون تھیں۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ اور آپ کے خلفاء کے ملفوظات میں بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے بکثرت تذکرے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ ان کے مقبرہ میں مشغول عبادت رہتے تھے۔ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا ایک مرد تھے جن کو اللہ تعالےٰ نے عورتوں کی شکل میں بھیجا تھا۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شیر کے کچھار سے نکلنے کے بعد کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ نر ہے یا مادہ۔ لوگوں کو اطاعت و تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے۔ چاہے مرد ہو یا عورت۔ پھر آپ نے بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی خوب تعریفیں کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بے انتہا صالح اور بوڑھی عورت تھیں۔ میں نے انہیں خود دیکھا ہے۔ بڑی بزرگ عورت تھیں۔ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر اور شیخ نجیب الدین متوکل اور بی بی فاطمہ قدس اسرارہم منہ بولے بھائی بہن تھے اور آپ ہر چیز کے متعلق حسب حال شعر کہا کرتی تھیں۔ ایک شعر آپ کا یہ ہے۔

ہم عشق طلب کنی و ہم جاں خواہی ہر دو طلبی و لے میسّر نشود

شیخ نظام الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی زبانی خود سنا ہے وہ کہتی تھیں جو کوئی تھوڑی سی روٹی اور پانی کا گلاس کسی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دین و دنیا کی ایسی نعمتیں نچھاور کرتا ہے جو لاکھوں روزے نماز سے بھی نہیں مل سکتیں۔ میر سید گیسو دراز قدس سرہٗ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہٗ کی مجلس میں ایک دن بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا کی فضیلت پر باتیں ہو رہی

نھیں۔ جس پر حضرت چراغ دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے انتقال کے بعد ایک شخص سے خواب میں کہا کہ ایک دن میں اپنے مقررہ طریقہ پر بارگاہ الٰہی میں جا رہی تھی کہ میری فرشتہ صفت پرواز دیکھ کر ایک آسمانی فرشتہ نے کہا کون ہو جو اس طرح بیباکی سے جا رہی ہو؟ اور میں نے بھی قسم کھائی کہ جب تک اللہ تعالیٰ خود نہ بلائے گا میں بھی یہیں بیٹھی رہوں گی۔ تھوڑی دیر بعد ام المؤمنین حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں تشریف لائیں۔ میں ان کے پاؤں پر گر پڑی، اور قدم چومے۔ آپ دونوں نے فرمایا اے فاطمہ شام! آج کیا بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمھارے بلانے کے لئے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا میں آپ کی لونڈی ہوں اور اس سے زیادہ میری عزت کیا ہوگی کہ آپ مجھے بلانے کیلئے تشریف لائی ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ میں نے قسم کھائی تھی۔ اس کے بعد فرمان الٰہی ہُوا۔ فاطمہ سام سچ کہتی ہے۔ تم دونوں بیچ میں ہٹو۔ اور اے فاطمہ سام میرے پاس آؤ" میرے پاس آؤ۔ کہو کیا چاہتی ہو؟ میں خود آیا ہوں جس پر میں فاطمہ سام نے عرض کیا اے اللہ تعالےٰ! تیری بارگاہ میں ایسے بے ادب بھی ہیں جو تیرے پاس آنے والوں کو پہچانتے تک نہیں۔ یہ خواب بیان کر کے اس خواب کو دیکھنے والے آدمی نے زور سے آہ کی، اور اپنی قبر میں بیٹھ گیا۔ میرا سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ میں خدمت گذار یہ عرض کرتا ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ حضرت چراغ دہلوی قدس سرہٗ نے اپنی جانب کنایتاً اشارہ کیا ہے اور رسم قدیم کے موافق لفظ غائب (دہ) لکھا ہے۔

خیر المجالس میں ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ نے مولانا حسام الدین سے فرمایا اے حسام الدین! آج ہم نے ابدال دیکھا ہے۔ انھوں نے پوچھا حضور! کہاں دیکھا۔ فرمایا۔ آج میں بی بی فاطمہ سام کی زیارت کے لئے گیا ہے۔ جو حوض والے قبرستان میں ہے وہاں میں نے ایک آدمی

دیکھا جو ککڑیوں کی ٹوکری سر پہ رکھے حوض کے کنارہ پہ آیا۔ اس نے ککڑیوں کا ڈھیر لگا دیا۔ پھر اس طرح وضو کیا۔ جس سے مجھے بے انتہا تعجب ہوا غرضیکہ اس نے وضو کر کے بڑے آرام سے دو رکعت نماز پڑھی۔ مجھے اس کی پرذوق نماز پڑھنے پر حیرت ہوئی۔ اس کے بعد اس نے حوض میں تین مرتبہ ٹوکرا دھویا۔ پھر درود شریف پڑھ پڑھ کر ایک ایک کر کے سب ککڑیاں دھوئیں۔ اس کے بعد اس نے وہ دھلی ہوئی ٹوکری پھر حوض میں تین مرتبہ ڈبو کر نکالی۔ اور کنارہ پر رکھ دی: تاکہ اس کا پانی ٹپک جائے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے صافہ میں سے ایک روپیہ نکال کر ان کو دیا۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کیا، اور کہا مجھے معذور رکھیے۔ تو اس پر میں نے کہا اچھا بتاؤ کیوں نہیں لیتے ؟ انہوں نے کہا بیٹھو تو بتاؤں چنانچہ ہم دونوں بیٹھ گئے اور اس نے کہنا شروع کیا۔ میرے والد بھی یہی کام کرتے تھے۔ میرے بچپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ والدہ نے مجھے اللہ تعالےٰ کے اتنے کام بتائے تھے کہ میں پنج وقتہ نماز پڑھا کرتا تھا۔ پھر والدہ نے اپنے انتقال کے وقت مجھے اپنے نزدیک بلا کر فرمایا۔ میری گرہ میں ایک چیز ہے۔ اسے نکالو۔ میں نے والدہ کی کمر سے وہ گرہ نکال کر ان کو دی۔ تو انہوں نے وہ گرہ کھول کر اس میں سے کچھ روپے نکال کر مجھے دیتے ہوئے فرمایا۔ یہ میرے دفن کفن کے لئے ہیں۔ پھر اس گرہ کی باقی رقم بیس روپیہ تھی۔ یہ مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے والد کی عمر بھر کی کمائی یہی ہے۔ یہ لو اور باغ میں جا کر اس سے ککڑیاں اور سبزی وغیرہ خرید کر فروخت کرتا۔ اسی پر اپنی گزر کرنا اور اس کے سوا کسی دوسرے طریقہ سے کوئی چیز نہ لینا اور اسے استعمال میں نہ لانا۔ جب اس ککڑی والے شخص نے یہ قصہ پورا بیان کر دیا۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ "ابدال" ہے اور ابدال کسی سے کوئی چیز بطور نذرانہ یا تحفہ وغیرہ قبول نہیں کرتے ہیں۔
سیر الاولیاء میں ہے کہ بی بی فاطمہ سام کی قبر قصبہ اندرپت کے اطراف

میں ہے اور ان کا مزار مرجع خاص وعام ہے۔ لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ بی بی سام رحمتہ اللہ علیہا کی قبر اب تک دہلی میں گاس دروازے کے اندر ایک کھنڈر میں ہے جس سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں الا ماشاء اللہ۔ بعض لوگ ان کو بی بی شام اور بعض بی بی سائمہ کہتے ہیں۔ یہ دونوں نام غلط ہیں۔ بلکہ ان کا اصلی نام بی بی فاطمہ سام ہے۔ اللہ آپ پر رحمتیں نازل کرے۔ (اخبار الاخیار فارسی صد ۳۰۱، ۳۰۲)

والدہ شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالے عنہما

آپ بڑی مستجاب الدعوات بی بی تھیں۔ منقول ہے کہ شیخ فریدالدین قدس سرہٗ نے جب اجودھن میں سکونت اختیار فرمائی۔ تو شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا جاؤ ہماری والدہ ماجدہ کو دہلی سے لے آؤ۔ چنانچہ شیخ نجیب الدین رحمتہ اللہ علیہ چل پڑے اور شیخ شکر گنج قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ کو لا رہے تھے کہ راستہ میں پیاس لگی۔ آپ ان کو ایک درخت کے سایہ میں بٹھا کر پانی کی تلاش میں گئے۔ لوٹ کر دیکھا تو والدہ ماجدہ کو نہ پایا۔ حیران اور پریشان ہو کر لاکھ ڈھونڈا مگر نہ ملیں۔ تو مجبوراً شیخ شکر گنج قدس سرہٗ کے پاس آکر سارا ماجرا بیان کیا۔

حضرت شیخ گنج شکر قدس سرہٗ نے کھانا پکوا کر لوگوں کو کھلایا۔ اور صدقہ بھی دیا۔ ایک عرصہ بعد شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہا کا پھر اس جنگل میں گذر ہوا۔ چنانچہ وہ اسی درخت کے نیچے اس خیال سے گئے کہ شاید والدہ شیخ کا کچھ پتہ چلے۔ لیکن اس درخت کے نیچے ان کو کچھ ہڈیاں ملیں۔ جو آدمی کی معلوم ہوتی تھیں۔ انہوں نے ان ہڈیوں کو اٹھا کر اپنے تھیلہ میں ڈال لیا اور دل میں کہا کہ والدہ ماجدہ کو شاید کسی شیر نے مار ڈالا ہے۔ بغرضیکہ وہ ہڈیوں کا تھیلا لئے حضرت شیخ قدس سرہٗ کے پاس لائے اور پھر پورا ماجرا بیان کیا۔ اس

پر شیخ گنج شکر قدس سرہٗ نے فرمایا۔ لاؤ تھیلا لاؤ۔ جب وہ تھیلا کھول کر جھٹکا گیا تو اس میں سے ہڈی کا کوئی چھوٹا تک نہ نکلا۔ (اخبار الاخیار ص۳۰۲)

حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ والدہ ماجدہ کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا۔ جب ان کو خاص کام درپیش ہوتا تو وہ پہلے ہی اس کام کی بابت خواب دیکھ لیا کرتی تھیں۔ اور اس کام کو انجام دینے میں انہیں اختیار حاصل ہو جاتا تھا۔ میری یہ خود حالت ہے کہ جب کوئی ضرورت پڑتی ہے تو میں والدہ ماجدہ کے مزار پر جا کر عرض کرتا ہوں اور میرا وہ کام قریباً ایک ہفتہ کے اندر اندر پورا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ اس کے پورا ہونے میں ایک مہینہ لگے۔ میری والدہ ماجدہ کو ان کی زندگی میں جب کوئی ضرورت ہوتی وہ پانچ سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنا دامن پھیلا کر دعا مانگتی تھیں اور جو چاہتی تھیں۔ پورا ہو جاتا تھا۔ میری والدہ ماجدہ کا دستور تھا کہ جب گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تھا تو فرماتی تھیں۔ آج ہم اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ ان کی بات سے مجھے ایک خاص ذوق حاصل ہوا ہی تھا کہ اچانک کوئی آدمی ایک اشرفی کا غلہ ہمارے گھر ڈال گیا۔ وہ اتنے دنوں تک چلا کہ میں اس کے ختم نہ ہونے سے تنگ آ گیا اور اس ذوق کا منتظر رہا۔ جبکہ والدہ ماجدہ فرمائیں کہ آج ہم اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ غرضیکہ اس غلہ کے ختم ہونے پر والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ آج ہم اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اُن کی اس بات سے مجھے وہ ذوق چین و سکون اور آرام ملا۔ جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔

حکایت:۔ سلطان قطب الدین بن سلطان علاء الدین خلجی نے شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ سے جھگڑنے لگا۔ اور جھگڑے کا ابتدائی سبب یہ

ہوا کہ اس نے قلعہ سیپیری میں ایک جامع مسجد بنوائی۔ اور تمام مشائخ اور علماء کو حکم دیا کہ وہ جمعہ کی نماز اس جامع مسجد میں پڑھیں۔ شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کو پہلے جمعہ میں وہاں نماز پڑھنے کے لئے طلب کیا۔ لیکن آپ نے کہلا بھیجا کہ ہمارے نزدیک مسجد ہے اور یہ قریب کی مسجد زیادہ حقدار ہے۔ اس لیئے میں یہیں نماز جمعہ پڑھوں گا۔ چنانچہ آپ مسجد سیپیری میں نہ گئے۔ دوسرا نزاع کا یہ سبب ہوا کہ حکم شاہی کے موافق ہر ماہ چاند رات کو تمام مشائخ، علماء، رؤسا اور معززین شہر نیئے چاند کی مبارک باد پیش کرنے بادشاہ کے حضور حاضر ہوتے۔ لیکن شیخ نظام الدین قدس سرہٗ خود نہ جاتے بلکہ اپنی طرف سے اپنے ملازم خاص اقبال کو بھیج دیا کرتے تھے۔ حاسدوں نے یہ بات بھی بادشاہ سے لگا کر اس کو آپ کی دشمنی پر اور ابھارا۔ چنانچہ بادشاہ نے شاہی غرور میں آکر حکم دیا جو کوئی آئندہ نوچندی جمعرات کو نہ آئے گا تو اسے میرے دربار میں حاضر کیا جائے۔ ہم اس کو سزا دیں گے۔ یہ سن کر شیخ نے کچھ نہ کہا۔ بلکہ اپنی والدہ ماجدہ کے مزار پر گئے اور دعا کرتے ہوئے عرض کیا۔ بادشاہِ وقت سلطان قطب الدین نے مجھے تکلیف دینے کی ٹھان لی ہے۔ اگر اگلے مہینہ کی پہلی تاریخ کو اس نے ٹھانی ہوئی سزا مجھے دی، تو میں آپ کی زیارت کے لیئے نہ آسکوں گا۔ اور یہ جملے اپنی والدہ ماجدہ سے ناز و ادا کے ساتھ کہے اور پھر اپنے گھر میں آکر بیٹھ گئے۔ آئندہ مہینہ کی پہلی تاریخ کو بادشاہ پر یہ بلا ٹوٹ پڑی کہ خسرو خان پروان نے جو بادشاہ دربازی بھی۔ بادشاہِ وقت کو جان سے مار ڈالا۔ اور محل سے اس کی لاش اٹھا کر پھینک دی۔

حکایت:۔ شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ میری والدہ کی تاریخ وصال ہے۔ میرا قاعدہ تھا کہ نیا چاند دیکھ کر میں ان کی پابوسی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ نوچندی کے دن چاند دیکھ کر میں نے والدہ ماجدہ کی قدم بوسی کی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ آئندہ نوچندی کو کس

کے پاؤں پر سر رکھوں گا؟ میں سمجھ گیا کہ اب نہ رہیں گی۔ میری حالت غیر ہو گئی پریشان ہو کر رونے لگا۔ میں نے روتے ہوئے کہا اماں جان! مجھ غریب بے چارہ کو کس کے سپرد کر دو گی؟ فرمایا یہ کل صبح بتاؤں گی۔ پھر فرمایا آج رات شیخ نجیب الدین متوکل کے گھر آرام کرو۔ چنانچہ میں ان کے گھر جا کر سو گیا۔ میں سو ہی رہا تھا کہ رات کے آخری حصہ میں جبکہ صبح ہونے والی تھی۔ خادمہ آئی اور اس نے کہا بی بی آپ کو یاد فرما رہی ہیں۔ جب میں پہنچا تو فرمایا۔ کل تم نے ایک بات پوچھی تھی۔ جسے بتانے کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اب بتاتی ہوں پھر میرا سیدھا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اے اللہ! اسے تیرے حوالہ کیا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ جان بحق ہو گئیں۔ آپ کا روضۂ مبارک شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے پاس ہے۔ اسی مقام پر اپنی زندگی میں رہا کرتی تھیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فائدہ:۔ میری سنی بہنو! ان حکایات کو پڑھو! شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ اپنی والدہ ماجدہ کے مزار پر اپنی مشکلیں حل کرواتے ہیں۔ تم بھی کسی بزرگ کے مزار پر باادب طریقہ سے دعائیں مانگا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مصیبتیں بھی دور فرماوے گا۔ دیکھو پاکستان میں سید ہجویری المعروف داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ کا مزار شریف ہے۔ جہاں کوئی بھی جائے محروم ہو کر نہیں آتا

(اخبار الاخیار)

حضرت بی بی اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال

آپ اپنے زمانہ کی صالحہ اور بزرگ بی بی تھیں کہتے ہیں کہ آپ چلہ کشی کے وقت اپنے ساتھ چالیس لونگ لے جایا کرتی تھیں اور جب چلہ سے باہر نکلتیں تو لوگ دیکھتے کہ آپ نے صرف چند لونگ کھائے ہیں اور باقی ویسے ہی بچے ہوئے موجود ہیں۔ سلطان محمد تغلق بادشاہِ وقت آپ کا

بہت معتقد تھا۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں قلعہ علائی کے باہر ہے۔

آپ کی بکثرت اولاد ہے جن میں سے ہر ایک عورت اولیاء ہی گزری ہے۔ نیز آپ کی اولاد میں سے ایک شخص شیخ احمد نہایت پختہ کار بزرگ تھے جو اکثر و بیشتر مشائخ عظام کے صحبت یافتہ تھے۔ اللہ کریم آپ دونوں اور سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

فائدہ :- اسلامی بہنو ! ایسی نیک بخت صالحہ عورتیں بھی تھیں جو چالیس دنوں میں چند لونگوں پر گذارہ کرتی تھیں۔ مگر آج وہ بھی ہیں جن کا سارا دن کھانے کا شغل ہی رہتا ہے۔ خوب یاد رکھو۔ بہت کھانے سے انسان اللہ تعالےٰ کی عبادت سے غافل ہوتا ہے۔ پیٹ بھر کر کھانا ویسے ہی اچھا نہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ چند لقموں پر گذارہ کرو۔ اگر زیادہ ہی کھانے پر تل جائے تو پیٹ کا ایک حصہ کھانے لئے اور ایک حصہ پانی کے لئے اور ایک حصہ سانس کے لئے رکھے۔ نبی مختار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ڈکار کی آواز سُنی۔ فرمایا اپنی ڈکار کم کر اس لئے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔ (ابن ماجہ صہ ۲۴۸)

اس کتاب میں صالحہ خواتین کے حالات درج ہیں۔ ہماری دینی بہنیں ان کے نقشِ قدم پر چل کر دونوں جہانوں کی سعادتیں حاصل کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں اور ہماری اسلامی بہنوں کو نیک عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

نیک اور صالحہ بی بی بننے کیلئے

مندرجہ ذیل کام ضروری ہیں

اسلامی پردہ :۔ عورتوں کا گھروں کی چار دیواری کے اندر رہنا۔ اور گھر کے کام کاج کو انجام دینا اور اپنے خالق و مالک جل شانہ، کی عبادت کرنا ان کا مقصد حیات ہے۔ قدرت نے عورتوں کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ گھروں کی چار دیواری میں رہتے ہوئے آزاد رہیں۔ قدرت نے ان کو گھروں کی ملکہ بنایا ہے۔ مختصراً اسلام عورت کو چراغ خانہ محبت کرنے والی ماں، ایک وفادار بیوی، ایک خدمت گزار اسلامی بہن اور قومی و اسلامی تمدن کی محافظ اور مرد کے مزاج اعتدال قائم کرنے والی شخصیت کی اہم خدمات تفویض کرتا ہے نہ کہ اسے شمع محفل اور زینتِ انجمن کی شکل و صورت میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔ مگر ہماری بعض مسلم بہنیں مغربی تقلید کے اندھے جوش میں اسلامی پردہ کو بھی خیر باد کہتی جا رہی ہیں۔ کوئی منہ پھٹ کہتی ہے کہ طبقہ اناث کی مظلومیت اور کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم پر ناجائز پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ ان کے غصب شدہ حقوق کو واپس کرانا ہی قومی ہمدردی اور اہم مذہبی خدمت ہے۔ کوئی کہتی ہے کہ عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے ان کو گھروں پر بند رکھنے سے ان کی صحت عامہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور کسی کا خیال ہے کہ جب تک عورتیں مردوں کے دوش بدوش دفتروں اور کونسلوں میں داخل ہو کر ملکی اور قومی خدمات سرانجام

نہ دیں گی، کبھی عروج و ترقی کے دن دیکھنے نصیب نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح سینکڑوں گمراہ خیالات دلوں میں جاگزیں ہیں۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے مغربی تمدن و معاشرت کے اثر و نفوذ کا۔ اس لئے ضروری ہے کہ فقیر پردہ کی مذہبی حیثیت۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کرتا ہے۔ بعونہٖ تعالیٰ۔

گھر سے باہر نکلنے کے قوانین

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥ پارہ ۲۲ سورۂ احزاب

اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو، تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ جب مسلمان عورت کسی ضروری کام کاج کے لئے باہر نکلے ___ تو بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں۔ اس آیت پاک کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہیئے۔ مگر لونڈیوں اور باندیوں کو ضرورت شدیدہ کی وجہ سے اس کا مکلف نہیں کیا۔ کیونکہ کاروبار میں حرج عظیم واقع ہوتا ہے۔ اس آیت پاک میں یہ تعلیم دی گئی کہ جب کبھی کسی ضرورتِ سفر وغیرہ کی وجہ سے باہر نکلنا پڑے تو اس وقت بے حجاب مت ہو بلکہ اپنی چادر کا پلہ اپنے چہرہ پر لٹکا لیں تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔

فائدہ:۔ دینی بہنو! اپنے رب احکم الحاکمین کا حکم مانو، بے پردہ نہ پھرو۔ اور مغرب زدہ عورتوں کو بھی سمجھاؤ کہ وہ اندھی تقلید سے باز آ کر باپردہ رہیں۔

احادیث مبارکہ

۱- عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَہَا الشَّیْطٰنُ۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سرتاپا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے جب وہ باہر نکلتی ہے۔ شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے

۲- عن ام سلمۃ اَنَّہَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَیْمُوْنَۃَ اِذْ اَقْبَلَ اِبْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِحْتَجِبَا مِنْہُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ ھُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْیَا وَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ۔
(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد مشکوٰۃ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں۔ اتفاقاً عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نابینا صحابی) آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں (ام سلمہ اور میمونہ) سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض یارسول اللہ کیا وہ نابینا نہیں جو ہم کو دیکھ نہیں سکتے تو آپ نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں۔

فائدہ:۔ میری اسلامی بہنو! دیکھئے باوجودیکہ اس مقام پر کوئی قریب احتمال بھی خرابی کا نہ تھا۔ کیونکہ ایک طرف ازواج مطہرات جو مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ دوسری طرف ایک نیک صحابی پھر وہ بھی نابینا۔ لیکن اس پر بھی تعلیم امت کے لئے آپ نے اپنی بیبیوں کو پردہ کرا دیا۔ تو جہاں ایسے قوی موانع بھی نہ ہوں، وہاں پردہ کا اہتمام کس قدر ضروری ہوگا۔

بے پردہ باہر پھرنے کی ممانعت

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (پارہ ۲۲ سورۃ احزاب)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

فائدہ:۔ میری سنی بہنو! آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بیبیاں اپنے گھروں میں آرام سے رہیں اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق گھر سے باہر مت پھریں۔ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ مگر صد افسوس ہے کہ ہمارے پُرفتن زمانہ میں ہماری بہنیں زمانۂ جاہلیت کی عورتوں سے چند قدم آگے بڑھ گئی ہیں۔ بھڑک دار لباس اور باریک لباس پہن کر بازاروں میں ننگے منہ غیر محرموں کے سامنے بلاضرورت چکر لگاتی رہتی ہیں۔ امید ہے کہ ہماری صالحہ مسلمان بہنیں اپنی بچیوں، پوتیوں اور دوسری مسلمان عورتوں کو خدائی حکم سنا کر بے پردہ باہر پھرنے سے منع کر کے اجرِ عظیم کی مستحق ہوں گی۔

حدیث مبارکہ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ کَمَا مُنِعَتْ

حضرت عائشہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حالت کا مشاہدہ فرما لیتے جو عورتوں

نِسَاءُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ (رواہ مسلم) نے آپ کے بعد از زیب و زینت کے ساتھ مساجد میں جانے کی اختیار کی ہے تو ضرور آپ ان کو (مساجد و عیدگاہ جانے سے) روک دیتے جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

فائدہ:۔ میری دینی بہنو! تم نے اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات سُنی کہ عورتیں نماز پڑھنے کے لئے بھی مسجد تک نہ جائیں، حالانکہ وہ زمانہ اس زمانہ سے کہیں بہتر تھا۔ اس لئے ہمارے فقہائے عظام عورتوں کو مسجد و عیدگاہ جانے سے منع فرماتے ہیں۔ بعض فقہا نے صرف بوڑھی عورتوں کو اجازت دی ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ سر سے پاؤں تک برقعہ وغیرہ میں چھپی ہوئی ہو، اور زیب و زینت کر کے یا خوشبو لگا کے نہ جائے۔ بلکہ سادہ کپڑوں میں نکلے۔ برقعہ بھی بھڑک دار نہ ہو۔ کوئی بجنے والا زیور نہ پہنے۔ راستہ میں سڑک کے بیچ نہ چلے بلکہ کنارہ پر مردوں سے علٰیحدہ چلے۔ مگر پھر بھی بوڑھی عورتوں کے لئے بھی افضل یہی ہے کہ مسجد میں نہ جائیں بلکہ اپنے گھروں میں نماز ادا کریں۔

وہ عورتیں جن کو پردہ کے باہر نکلنے کی اجازت ہے

۱۔ قابلہ:۔ یہ کہ کسی عورت کو دردِ زہ ہو اور یہ دائی ہے تو باہر جا سکتی ہے۔

۲۔ غاسلہ:۔ جب کوئی عورت مر جائے۔ یہ نہلانے والی ہے تو گھر سے باہر جا سکتی ہے۔

۳۔ نازلہ:۔ جب اسے کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے اور خود عالم کے ہاں جائے بغیر کام نہیں نکل سکتا تو جا سکتی ہے۔

۴۔ مریضہ کہ طبیب کو بلا نہیں سکتی۔ نبض دکھانے کی ضرورت ہے تو باہر جا سکتی ہے۔

۵۔ مضطرہ:۔ کہ مکان میں آگ لگ گئی یا گرا پڑتا ہے یا چور گھس آئے یا درندہ آ جائے۔ غرضیکہ ایسی کوئی حالت واقع ہوئی ہو تو حفظِ دین یا ناموس یا

جان کے لئے گھر چھوڑ کر کسی جائے امن وامان میں جا سکتی ہے۔

۶۔ حاجہ :۔ حج کرنے کے لئے اپنے خاوند یا محرم کے ساتھ جا سکتی ہے اسی طرح روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے بھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تتمہ حج ہے۔

۷۔ مجاہدہ :۔ جب کفار سے اسلام اور ملک کے لئے خطرہ لاحق ہو جائے تو فرض ہے کہ ہر غلام بے اذن مولیٰ اور ہر لڑکا بے اذن والدین اور ہر پردہ نشین بغیر اذن شوہر جہاد کے لئے گھر سے نکل سکتی ہے جبکہ استطاعت جہاد و سلاح اور زاد ہو۔

۸۔ مسافرہ :۔ جو عورت سفر جائز کو جائے۔ مثلاً والدین مدت سفر پہ ہیں۔ یا شوہر کسی دور جگہ پہ ملازم ہے تو محرم کے ساتھ گھر سے باہر جا سکتی ہے۔

۹۔ کاسبہ :۔ عورت بے شوہر ہے یا شوہر بے جوہر ہے کہ خبر گیری نہیں کرتا۔ نہ اپنے پاس کچھ مال ہے کہ دن کاٹے نہ رشتہ داروں کو توفیق یا استطاعت ہے نہ ہی بیت المال ہے نہ گھر بیٹھے دستکاری پر قدرت نہ محارم کے ہاں ذریعہ خدمت۔ نہ بحال بے شوہری کسی کو اس سے نکاح رغبت۔ تو جائز ہے کہ اپنی روزی حلال کی تلاش میں گھر سے باہر چلی جائے۔

۱۰۔ شاھدہ :۔ وہ عورت جس کے پاس کسی حق اللہ مثل رؤیت ہلال رمضان یا نکاح و طلاق و عتق وغیرہا میں شہادت ہو اور اس کی حاضری اور گواہی پر ثبوت موقوف ہو۔ تو ایسی عورت کو عدالت گھر جانے کی اجازت ہے۔

۱۱۔ طالبہ :۔ ایسی عورت کو اس کا حق کسی پر آتا ہو اور بغیر جائے دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ تو اسے بھی پردہ سے باہر جانے کی اجازت ہے۔

۱۲۔ مطلوبہ :۔ جس عورت پر کسی نے غلط دعویٰ کیا تو عدالت تک جواب

دینے کے لیے جانا جائز ہے۔

نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

(پارہ ۱۸ سورت نور)

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت ستھرا ہے۔ بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔

فائدہ:۔ دینی بہنو! کیا تمہیں کچھ پتہ چلا کہ احکم الحاکمین تو غیر محرم مرد کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتا اور بدنظری سے منع فرماتا ہے، کیونکہ بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے اس سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے اللہ تعالیٰ نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد فرمانے کے لئے اول اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا یعنی مسلمان مرد اور عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں۔ اگر ایک مرتبہ بے ساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اس طرف نظر نہ کرے، کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اس کے اختیار سے ہوگا جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جاسکتا۔ اگر آدمی نیچی نگاہ رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیار و ارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ پارہ ۲۴ سورۃ مومن)

اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

اسلامی بہنو! اللہ کریم اپنے کرم سے تمہیں بدنظری سے محفوظ فرمائے۔ ورنہ وہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دے گا۔

حدیث پاک

عن الحسن مُرسلاً قَالَ بَلَغَنِی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ

رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو باوثوق ذریعہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اسی پر بھی جس کو دیکھا جائے۔

فقیر امید رکھتا ہے اور اپنی دینی بہنوں سے کہ وہ غیر محرم کی کبھی بھی بری نگاہ سے نہ دیکھے گی اور لعنت خدا سے محفوظ رہیں گی۔

وہ لوگ جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ (پارہ ۱۸ سورت نور)

اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔

فائدہ:۔ دینی بہنو! اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی فہرست فرما دی۔ جن سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں اور ان کے سامنے اپنا سنگار ظاہر کر سکتی ہیں جس کا

مختصر بیان یہ ہے۔

(۱) اپنے شوہر (۲) اپنے باپ اور چچا اور ماموں کا بھی یہی حکم ہے۔ ان محارم میں پھر فرق مراتب ہے۔ مثلاً جو زینت و سنگار خاوند کے آگے ظاہر کر سکتی ہو دوسرے محارم کے سامنے نہیں کر سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ جس قدر پردہ کا اہتمام اجنبیوں سے تھا اتنا محارم سے نہیں۔ مگر یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک عضو کو ان میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہے۔

(۳) اپنے شوہروں کے باپ (۴) اپنے بیٹے (۵) اپنے خاوندوں کے بیٹے (۶) اپنے بھائی (۷) اپنے بھتیجے (۸) اپنے بھانجے (۹) مسلمان عورتیں جو نیک چلن ہوں۔ بُری عورتوں کے سامنے نہیں، اور کافر عورت اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔ (۱۰) اپنی لونڈیاں (باندیاں) مگر اپنے غلام سے بھی مثل اجنبی کے پردہ کرے (۱۱) اپنے نوکر جو صالح اور ایسے بوڑھے ہوں جنہیں شہوت باقی نہیں رہی ہو۔ (۱۲) وہ بچے جو ابھی نادان اور نابالغ ہیں۔

حدیث پاک

(۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ

(بخاری ومسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔ پس عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوہر کے بھائی (دیور) کا کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے یعنی اس سے فتنہ کا اندیشہ بہت زیادہ ہے۔

فائدہ: دینی بہنو! دیکھو محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری عصمت کی حفاظت کے لئے فرما رہے ہیں کہ دیور سے بھی پردہ ضروری ہے کیونکہ اس سے پردہ نہ کرنا موت ہے یعنی بڑے فتنہ کا اندیشہ ہے مگر

اس پر فتن زمانہ میں ہماری اسلامی بہنوں کو کوئی خیال نہیں ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست ہے کہ وہی ہماری بہنوں اور بھائیوں کو ہدایت مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۲- عن جابر عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تلجوا علی المغیبات فان الشیطٰن یجری من احدکم مجری الدم قلنا ومنک یا رسول اللہ قال ومنی ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم۔ رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف)

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نہ داخل ہو تم ایسی عورتوں کے پاس جن کے شوہر موجود نہیں ہیں کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کے ساتھ چلتا ہے (یعنی غلبہ شہوت میں شیطانی وسوسوں سے بچنا مشکل ہے) ہم نے عرض کیا کہ آپ کے بھی یا رسول اللہ! فرمایا مجھ میں بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے بمقابلہ شیطان اس لئے وہ میرا فرمانبردار ہوگا۔

۳- عن عمر عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثھما الشیطان۔ (ترمذی شریف)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو اس کے ساتھ تیسرا ساتھی شیطان ہوتا ہے۔

فائدہ:- اسلامی بہنو! ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نامحرم مرد اور عورت کا تنہا جگہ بیٹھنا حرام ہے۔ اس پُر فتن زمانہ میں یہ بے حیائی کا پیش خیمہ ہے۔ میری دینی بہنیں ضرور احتیاط سے کام لیں گی اور کسی غیر محرم مرد سے تنہائی میں نہ بیٹھ کر اپنی عزت و ناموس کو محفوظ رکھیں گی۔

زیور کی جھنکار باہر نہ جائے

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْآ اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ پارہ ۱۸ سورت نور

اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہیئے کہ زیور وغیرہ کی آواز سے نامحرموں کو ادھر میلان اور توجہ ہو۔ بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت و شکل دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لئے محرک ہو جاتی ہے۔ آگے فرمایا وَتُوْبُوْآ اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا یعنی پہلے جو کچھ ہو چکیں ان سے توبہ کرو اور آئندہ کے لئے ہر مرد و عورت کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات و سکنات اور چال چلن میں تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ اسی میں دارین کی بھلائی اور کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

خوشبو کا فتنہ

عن ابی موسیٰ الاشعری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰی قَوْمٍ لِیَجِدُوْا رِیْحَهَا فَهِیَ زَانِیَةٌ وَّكُلُّ عَیْنٍ زَانِیَةٌ۔

رواہ النسائی و ابن خزیمۃ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس سے گذرے گی تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت زناکار ہے اور ہر آنکھ جو بری نیت سے غیر محرم کو دیکھے زناکار ہے۔

فائدہ:۔ میری اسلامی بہنو! خبردار ایسی خوشبو لگا کر باہر مت نکلو جو مردوں تک پہنچے۔ ورنہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق

اس کا نام زانیہ عورتوں کی فہرست میں لکھا جائے گا۔ العیاذ باللہ۔

آخیر زمانے کی عورتیں

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ اُمَّتِیْ رِجَالٌ یَرْکَبُوْنَ عَلٰی سُرُجٍ کَاَشْبَاہِ الرِّجَالِ یَنْزِلُوْنَ عَلٰی اَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ نِسَاءُ ھُمْ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ عَلٰی رُءُوْسِھِنَّ کَاَسْنِمَۃِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ اَلْعَنُوْھُنَّ فَاِنَّھُنَّ مَلْعُوْنَاتٌ۔ (الحدیث) (الترغیب جلد سوم صہ ۴۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری آخری اُمت میں کچھ ایسے مرد ہوں گے جو کجاوہ کی مثل کاٹھی پر سوار ہوں گے اور مسجدوں کے دروازوں پر اتریں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں (یعنی باریک کپڑا یا چُست ہونے کے سبب ان کا بدن نظر آئے گا) ان کے سروں پہ بالوں کا جُوڑا ایسا جیسے بختی اونٹوں کا کوہان تم ان پر لعنت کرو کہ وہ ملعون ہیں۔

فائدہ:۔ اسلامی بہنو! دیکھا تم نے کہ محبوب رب العالمین احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے جو بات فرمائی تھی۔ آج وہ من وعن ثابت ہو رہی ہے۔ آج مسلم خاتونیں باریک اور چست لباس پہنتی ہیں ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق وہ عُریاں ہیں اور ان پر ہر وقت لعنت برستی رہتی ہے۔ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان کو ایسے لباس پہننے کی توفیق نہ دے۔ آمین۔

عورت کی خوشنما آواز ستر میں داخل ہے

وَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (پارہ ۲۲ سورۃ احزاب)

بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔

فائدہ:۔ دینی بہنو! سُنا تم نے اپنے رب تعالیٰ کا حکم کہ غیر مرد کے سامنے عورت کا اس طرح بولنا جس سے سننے والوں کو آواز عمدہ اور بھلی معلوم ہو جائز نہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پردے کے پیچھے بیٹھ کر لوگوں کو حدیثیں بیان فرمایا کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں پردہ کے پیچھے بیٹھ کر غیر مردوں سے ضروری باتیں کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ خوش لہجہ اور دل کو لبھانے والی نہ ہو۔ کیونکہ خوش لہجہ آواز ستر میں داخل ہے۔ اب بتاؤ کہ ہماری وہ بہنیں جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سُر اور تال سے گانے گاتی ہیں اور معاشرے کو برباد اور تباہ کر رہی ہیں۔ کیا ان پر بلکہ سارے ملک پر وبال نہ پڑے گا۔ خبردار! میری دینی بہنو! کسی طرح گا کر اور خوش لہجہ میں گفتگو کر کے اپنے رب تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہ کرنا۔ ورنہ غضب وقہر خداوندی کے لئے تیار رہنا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا حق

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِيْ الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَّسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ۔ الحدیث

معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں پہنچائے اور دوزخ سے دور ہٹائے آپ نے فرمایا تم نے بہت بڑی چیز دریافت کی ہے۔ بیشک جس پر اللہ تعالیٰ آسان فرمادے اس کے لئے آسان بھی ہے (وہ یہ ہے) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی شریک نہ بنا اور نماز پڑھ زکوٰۃ دے رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔

فائدہ:۔ میری عزیز بہنو! اگر تمہارا یہ ایمان ہے کہ شہنشاہ دوعالم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچے رسول ہیں اور واقعی تم دوزخ سے بچنا اور بہشت

میں جانا چاہتی ہو تو تمہارا فرض ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے طریقے پر عمل کرو، اور پنج وقتہ نماز پڑھ کر اور زکوٰۃ دے کر رمضان پاک کے روزے رکھ کر اور بیت الحرام کا حج کر کے نیک اور صالح بیبیاں بن سکتی ہو، اور شرک سے بچنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا اور شرک کے سوا جو گناہ جسے چاہے معاف کردے۔

شرک کیا ہے

سُنی بہنو! اس فتنہ و فساد کے زمانہ میں ایک خطرناک نجدی فرقہ ہے جو توحید کی آڑ میں مسلمانوں کے ہر عقیدہ اور فعل کو شرک کہہ دیتا ہے اور ان کے نزدیک شرک ایک ایسی عام چیز ہے کہ جس سے کوئی مسلمان نہیں بچ سکتا۔ بلکہ وہ خود اس مصنوعی شرک سے جان نہیں چھڑا سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ فقیر قادری اپنی سنی بہنوں کے لئے شرک کی تعریف ذکر کرتا ہے۔ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقاید میں شرک کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے۔

اَلْاِشْرَاكُ ھُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْكِ فِی الْاُلُوْھِیَّۃِ بِمَعْنٰی وَجُوْبِ الْوُجُوْدِ کَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰی اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَۃِ کَمَا لِعَبَدِ الْاَصْنَامِ۔

شرک ثابت کرنا شریک کا الوہیت بمعنی وجوب وجود میں جیسا کہ مجوسی کرتے ہیں یا بمعنی استحقاق عبادت میں جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔

(شرح عقاید ص۶۱)

حضرت شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں:۔

بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت۔ (اشعۃ اللمعات ج۱ ص۷۶)

شرک تین طرح پہ ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود

ٹھہرائے دوسرے یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا حقیقۃً خالق جاننے یا کہے تیسرے عبادت میں غیر خدا کی عبادت کرے یا اس کو مستحق عبادت سمجھے۔

ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے واجب الوجود یعنی اپنی ذات و کمالات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ ہے کوئی دوسرا نہیں۔ اسی طرح وہی عبادت کا فقط مستحق ہے۔ لہذا اگر کوئی دوسرے کو اس کی ذات یا کمالات میں غنی بالذات مانے یا مستحق عبادت ٹھہرائے وہ مشرک ہے پس جو شخص اللہ جل مجدہٗ کے سوا کسی اور کو قدیم اور اپنی ذات میں غیر سے بے نیاز مانے وہ بلاشبہ مشرک ہے جیساکہ ہندوستان کے آریہ جو اللہ جل جلالہ کے علاوہ روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور ان کی ذات کو بنانے والے بے نیاز مانتے ہیں۔ مشرک ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کے کمالات کو ذاتی مانے اور اس کمال میں اس کو دوسرے سے غنی اور بے نیاز سمجھے تو وہ بھی مشرک ہے خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت یا حیات یا سمع یا بصر جیساکہ ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات کواکب (ستاروں) کے تاثرات سے ہیں، اور کواکب (ستارے) ان تاثرات میں غنی بالذات ہیں کسی کے محتاج نہیں یہ عقیدہ بھی شرک ہے اور ایسا اعتقاد رکھنے والا مشرک ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرے کی عبادت کرے۔ جس کو ہندی میں پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں۔ وہ بھی مشرک ہے جیسے بت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پرستش کا مستحق سمجھتے ہیں۔ یہ بھی مشرک ہیں لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے کمالات اس کے بندوں کے لئے ثابت کرتے اور ان کمالات کو عطائے الٰہی جانتے ہیں۔ وہ مشرک نہیں۔ مثلاً کوئی شخص آدمی کو سمیع و بصیر کہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ اللہ قدیر جل مجدہٗ نے اس کو سمع و بصر عطا فرمائی ہے تو وہ پکا موحد اور مومن ہے۔ مشرک نہیں۔ مشرک اس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ آدمی کے لئے سمع و بصر ذاتی ہے اور وہ اس میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا گیا فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۰

پارہ ۲۹ سورۃ دہر۔ ہم نے انسان کو صاحب سمع و بصر کیا۔

حالانکہ فرقان حمید اور قرآن مجید میں سمیع اور بصیر اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئیں، ارشاد ہے۔

اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ؕ پارہ ۱۵ بے شک اللہ صاحب سمع و بصر ہے

پس ثابت ہوا کہ سمع و بصر اللہ جل شانہٗ کی بھی صفت ہے اور اس کے بندے کی بھی صفت ہے تو وہابیہ نجدیہ کے اصول کے مطابق لازم ہے کہ یہ شرک ہو۔ اور معاذاللہ ثم معاذاللہ خود خدا اس پر راضی ہو کیونکہ اسی نے اپنے بندے کو اپنی صفت میں شریک کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نہ شرک کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی اس کی تعلیم دیتا ہے بلکہ شرک کی تردید فرماتا ہے۔ لہٰذا اہل سنت فرماتے ہیں کہ اگرچہ سمیع و بصیر اللہ جل مجدہٗ کی صفت ہے اور اس کے بندے کی بھی صفت ہے۔ مگر شرک نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کی تعلیم نہیں دیتا۔ اس لئے شرک نہیں ہے کہ بندہ کے واسطے جو سمع و بصر ثابت فرمائی ہے وہ اس کی عطا سے ہے اور جو اپنے لئے سمع و بصر کی صفت بیان فرمائی ہے وہ اس کی ذاتی صفت ہے۔ لہٰذا شرک نہیں، الغرض اللہ جل مجدہٗ کے سوا کسی دوسرے کو خواہ نبی ہو یا ولی یا جن یا فرشتہ کسی ایک ذرّہ پر قدرت کا اختیار یا علم بالذات ثابت کیا جائے تو وہ شرک ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ قدیر کی عطا سے مانا جائے تو شرک نہیں، بلکہ عین توحید ہے۔

مومن اور کافر میں بہت فرق ہے

اب ایمان اور کفر اور مومن اور کافر میں فرق بیان کیا جاتا ہے۔ اسی فرق کو نجدیہ وہابیہ نے نہیں سمجھا۔ لہٰذا وہ ہر مسلمان اہل سنت کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ کافر آثار کو اسباب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ مگر اسباب کو مستقل بالذات اور مؤثر حقیقی جانتا ہے۔ جیسا کہ کواکب پرست

اجرام سماویہ کی تاثیرات پر اعتقاد رکھتا ہے۔ مگر انہیں تاثیر میں مستقل بالذات اور مؤثر حقیقی سمجھتا ہے۔ مگر مسلمان اسباب کو محض وسائل مانتا ہے اور قادر مطلق کے دست قدرت کو ان وسائل کے حجابات میں دیکھتا ہے۔ یعنی قدرت و اختیار اور تاثیر بالذات اپنے خدا کو سمجھتا ہے۔ یہ فرق اگر نہ ہو تو پھر انسان ہر بات میں مشرک ہو جاوے۔ مثلاً جب یہ کہے کہ میں دیکھتا ہوں تو مشرک میں سنتا ہوں تو مشرک۔ میں زندہ ہوں تو مشرک، میں موجود ہوں تو مشرک۔ میں سچا ہوں تو مشرک، غرض کوئی بات شرک سے خالی نہ ہو۔ ایسی ہی یہ باتیں شرک ہو جائیں۔ غذا نے قوت دی۔ پانی نے سیراب کیا۔ دوا نافع ہوئی سردی نے ضرر کیا۔ مگر یہ سب باتیں شرک نہیں۔ شرک اس وقت ہوتیں کہ جب کسی کو کسی کمال میں مستقل بالذات سمجھے۔ اور اگر مستقل بالذات نہیں جانتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا محتاج جانتا ہے۔ اور اس کی عطا سے یہ کمال اس میں حاصل مانتا ہے۔ مثلاً جب کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں۔ مگر اعتقاد یہ ہے کہ دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا محتاج ہوں۔ اگر وہ دیکھنے کی قوت عطا نہ فرمائے تو کچھ نہ دیکھ سکوں۔ تو وہ بے شک موحد ہے۔ مشرک نہیں۔ اس کو مشرک کہنے والا جاہل بدعقل اور گمراہ ہے۔ کیونکہ اس کو مشرک کہنے کے یہ معنی ہوں گے کہ بینائی کا کمال عطائی شرک ہے یعنی معاذ اللہ یہ کمال عطائی صرف اللہ تعالیٰ کو ثابت ہے۔ دوسرے کو اس میں شریک کر دینا شرک ہوا۔ یہ سراسر باطل اور گمراہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا نہیں۔ بلکہ اس کا ہر کمال ذاتی اور غیر مکتسب ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ عطائی کمال کسی کے لئے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا۔ مگر وہابیہ نجدیہ اب تک خداوند کریم کی ذات و صفات سے جاہل ہیں۔ انہیں اتنا بھی علم نہیں کہ اللہ سبحانہ کے تمام کمال ذاتی ہیں۔ کسی سے حاصل کئے ہوئے نہیں۔

کمال عطائی ماننا شرک نہیں

قرآن مجید خود گواہی دیتا ہے کہ کسی نبی یا ولی میں کمال عطائی ماننا شرک نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنِّی قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (پارہ ۳ سورت آل عمران)

بے شک میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع ہو کر رکھتے ہو بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

سنی بہنو: قرآن مجید کے مندرجہ بالا الفاظ و معنی میں ذرا سا غور فرماؤ گی۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عیسٰی وعلٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے خلق پیدا کرنے اندھے اور برص والے کو اچھا کرنے مردہ کو زندہ کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع کر رکھتے ہو میں اس کی خبر دیتا ہوں۔ اور یہ فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اس میں تمہارے لئے نشانی ہے۔ بھلا جانتی ہو کہ یہ کلام کس کا ہے۔ جس کو قرآن مجید نے نقل فرمایا ہے۔ سنو! یہ کلام توحید کے علم بردار اللہ تعالٰے کے رسول حضرت عیسٰی کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ اس سے صراحۃً اور یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خلق اور احیاء و ابراء یعنی پیدا کرنے جلانے تندرست کرنے کی نسبت غیر خدا کی طرف اگر اس اعتقاد سے ہو کہ یہ بات اس کو اللہ تعالٰی کی عطا سے حاصل ہے تو یہ شرک نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ

شرک یہ ہے کہ دو معبود یا زیادہ قرار دیئے جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ (پارہ ۱۴ سورت نحل) — دو ۲ معبود نہ بناؤ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق عبادت وہ ایک ہے۔

اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے صفاتِ ذات یا صفات افعال میں کسی کو اس کا مشابہ ٹھہرائے یہ بھی شرک ہے جیسا کہ سمع بصر کلام اور خلق رزق احیاء اماتت نفع وضرر تو جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی ہے جو اپنی ذات میں مستقل ہے یا صفات میں اس کے مشابہ یا افعال میں اس کا شریک ہے کہ پیدا کرتا ہے۔ اور روزی دیتا ہے، جلاتا ہے اور مارتا ہے اور ضرر دیتا ہے اور نفع دیتا ہے اور ان باتوں میں مستقل بالذات ہے۔ اللہ کے اذن وعطا کا محتاج نہیں۔ تو ایسا اعتقاد رکھنے والا یقیناً مشرک اور خارج از ایمان مخلد فی النار ابدی جہنمی ہے۔ اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں۔ یہی توحید کا منافی ہے اور مقابل ہے اور اسی کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ — بے شک اللہ تعالیٰ نہ بخشنے کا اس کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخشے گا ماسوا اس کے جس کو چاہے۔

یہ شرک اکبر ہے جس کو بخشا نہ جائے گا اور اطلاقات شرعیہ میں جب مطلقاً" شرک بولا جائے تو اس سے اکثر یہی مراد ہوتا ہے۔

میری معزز بہنو! شرک کی تعریف اور اس کی صورتیں تو وہی تھیں جو بیان کر دی ہیں جو ہوشمند انسان کے لئے کافی ہیں۔ مگر ان بھلے مانس وہابیہ نجدیہ کا کیا علاج کہ دین میں غلو اور شرع پر افترا کے عادی ہیں توحید کو شرک کہتے ہیں اور ایسے ظالم ہیں کہ بتوں کی آیتیں پیغمبروں پر اور مشرکین وکفار کی آیات مسلمانوں پہ بے دھڑک چسپاں کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ خارجی ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا خارجیوں کا کام ہے جیسا کہ بخاری شریف میں موجود ہے۔ بخاری نے ایک باب باندھا ہے جس کا نام

"باب قتال الخوارج والملحدین" رکھا۔ یعنی یہ باب خارجیوں اور بے دینوں سے قتال کے بارے میں ہے۔ پھر ترجمہ باب میں فرمایا :-

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(بخاری شریف جلد دوم صہ ۱۰۲۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان خارجیوں اور ملحدوں کو اللہ کی مخلوق میں بدتر سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان بے دینوں نے ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کیا۔

عزیز بہنو: اگرچہ بات لمبی ہو گئی ہے مگر تمہارے لئے بڑی مفید ثابت ہو گی۔ انشاء اللہ العزیز تم نے بارہا دیکھا اور سنا ہے کہ یہ لوگ بات بات پر شرک کی مشین چلا کر سینوں کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت بالکل پکے موحد اور مسلمان ہیں۔ فقیر امید کرتا ہے کہ ہماری سنی بہنیں ان شرک شرک کی رٹ لگانے والوں کے دھوکہ میں نہ آئیں۔ اور اپنے صحیح مسلک اہل سنت پر چل کر فلاح دارین حاصل کریں۔

(۳) محبوب رب العالمین کا حق

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ۝

(پارہ ۴ - سورت آل عمران)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

عزیز بہنو! اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنا محبوب ہم میں بھیج دیا ہے۔ اگر محبوب خدا احمد

مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے، تو نہ آسمان ہوتا نہ زمین ہوتی، نہ انسان ہوتے نہ جنات دنیا کی یہ ساری رونقیں صرف آپ کے واسطے سے ہیں، آپ ہی کے سبب ہمیں وجود ملا۔ ایمان ملا جنت ملے گی۔ لہٰذا اس احسان سے بڑھ کر اور کون سا احسان ہوگا اور اس نعمت سے بڑی اور کون سی نعمت ہوگی۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بعد ہم مسلمانوں پر سب سے زیادہ حق مدنی تاجدار رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ پس ہم سب پر ضروری ہے کہ اپنے آقا و مولیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر حکم دل و جان سے مانیں آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے رضائے الٰہی حاصل کریں۔ جہاں تک ہو سکے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی حکم کی نافرمانی جرأت نہ کریں۔

حدیث مبارک

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَہْلِہِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِّنْہُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَہُمْ فَصَبَّحَہُمُ الْجَیْشُ فَاَہْلَکَہُمْ وَاجْتَاحَہُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ اَطَاعَنِیْ

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکر بھیجا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا پھر کہا اے لوگو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے (یعنی جو تمہیں لوٹنے کے لئے آرہا ہے) اور میں برہنہ بدن ڈرانے والا ہوں (عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص خطرناک دشمن کے آنے کی اطلاع دیتا تو برہنہ بدن ہو کر داویلا کرتا) پس نجات نجات (یعنی جلدی نکل

فَاتَّبَعَ مَاجِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَاجِئْتُ مِنَ الْحَقِّ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

جاؤ پھر اس کی قوم میں سے ایک جماعت نے اس کا کہا مانا اور رات کے اندھیرے میں چل نکلے وہ نہایت آرام سے چلے گئے اور نجات پاگئے۔ اور ایک جماعت نے اسے جھٹلایا وہ اپنی جگہ ٹھہرے رہے۔ صبح ہوتے ہی (دشمن کا) لشکر آن پہنچا اور ان کا ستیاناس کر دیا۔ یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری فرمانبرداری کی اور جو چیز میں لایا ہوں اس کی تابعداری کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جو حق میں لایا ہوں اسے جھٹلایا۔

میری دینی بہنو! اس حدیث پاک نے تمہیں بتایا کہ حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے لئے نجات دہندہ ہیں۔ جس نے آپ کی ہر کام میں فرمانبرداری کی۔ یقیناً وہ نجات پائے گی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی وہ کتے کی موت مرے گی۔

پھر یاد رکھو کہ مدنی تاجدار محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم پر کتنے احسان ہیں کہ تم ان احسانوں کا بدلہ نہیں دے سکتی ہو۔ جہاں تک ہوسکے۔ غلامانہ صورت میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تمہارے شاملِ حال ہوں گی۔

عزیز بہنو! اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب کا ارشاد ہے کہ اتنے تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔ تم بھی محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ پیار محبت کیا کرو کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہم کو ایک بڑی نعمت ملی ہے بلکہ دنیا کی جتنی نعمتیں ہیں وہ بھی پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے ملتی ہیں اور رب العالمین کا ارشاد ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ (پارہ ۳۰ سورت ضحیٰ)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

پیاری بہنو! خواہ انفرادی صورت ہو یا اجتماعی ہر وقت اپنے رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر دل میں ہو، زبان پر ہو، خصوصاً ماہ ربیع الاول میں مدنی چاند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد مبارک منایا کرو، جس سے تمہارے اوپر خیر و برکت کے دروازے کھل جائیں گے۔ ادھر اللہ تبارک و تعالیٰ راضی اور ادھر اس کا حبیب خوش ہوگا۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نبی کی شان و شوکت ہے قیام محفل مولد
عجب تعظیم حضرت ہے قیام محفل مولد

کھڑا ہو دست بستہ محفل اقدس میں اے اشتغل
ادب کی خاص ہئیت ہے قیام محفل مولد

ہے اہل علم کی سُنت یہ سنت دیکھ شامی میں
اسی معنی میں سنت ہے قیام محفل مولد

نہ اس میں رفع سُنت ہے نہ شرک و کفر و بدعت ہے
یہ ردِ شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد

خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شانِ رفعت ہے
یہ دونوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد

سوا چند گمراہوں کے دیکھ لو مشرق سے مغرب تک
ہوا مقبول امت ہے قیام محفل مولد

حریم کعبہ اور بیت المقدس اور مدینے میں
یہ کہتے ہیں سعادت ہے قیام محفل مولد

نہ خوش ہوں مفتیانِ منع گر عشاق قائم ہیں
تو قائم تا قیامت ہے قیام محفل مولد

حصولِ فیض رحمت ہے نزولِ خیر و برکت ہے
حصولِ عشق حضرت ہے قیام محفل مولد

اُٹھے جب صف بصف محفل کھڑا ہو تو بھی اے بیدل
ادب کی خاص صورت ہے قیامِ محفل مولد

محفلِ میلاد ذریعہ ہدایت و حصولِ برکات ہے

حکایت حضرت عبد الواحد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مصر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف کیا کرتا تھا اور اس کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اس کی عورت نے کہا۔ ہمارے پڑوس میں مسلمان کی کیا حالت ہے جو اس ماہ ربیع الاول میں بہت مال خرچ کرتا ہے۔ اس کے خاوند نے کہا کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس

ماہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ پس وہ اس کی خوشی میں اور ان کی ولادت کی تکریم کے واسطے یہ اہتمام کرتا ہے۔ اس کی بیوی نے کہا کہ مسلمانوں میں یہ کیا اچھا طریقہ ہے یہ کہہ کر وہ سو گئی۔ تو

نورانی خواب :- اس نے خواب میں ایک خوبصورت شخصیت کو دیکھا جن پر ہیبت و نور ہے، اور وہ ان کے صاحب میلاد اپڑوسی مسلمان کے گھر میں تشریف لائے ہیں، اور ان کے آس پاس اصحاب کی ایک جماعت ہے جو ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ عورت نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں، اس نے جواب دیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اس گھر میں تشریف ہیں۔ تاکہ گھر والوں کو اپنے سلام و زیارت سے مشرف فرمائیں اس لئے کہ یہ آپ کے میلاد شریف کی خوشی مناتے ہیں۔ اس عورت نے کہا اگر میں آپ سے کلام کروں تو کیا وہ مجھ سے کلام فرمائیں گے۔ اس نے جواب دیا ہاں۔ پس اُس نے آپؐ کے پاس حاضر ہو کر کہا یا مُحمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا۔ لَبَّیْکَ۔ عورت نے عرض کیا آپ مجھ جیسی کو بھی جواب سے نوازتے ہیں۔ حالانکہ میں آپ کی دین پر نہیں ہوں بلکہ آپ کے دشمنوں (یہودیوں) سے ہوں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو سچا نبی مبعوث فرمایا۔ میں نے تیری آواز پر جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ہدایت نصیب فرما دی ہے۔

قبول اسلام :- عورت نے عرض کیا بے شک آپ سچے نبی ہیں اور صاحب خلق عظیم ہیں۔ جس نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کی قدر نہ پہچانی وہ ہلاک و ذلیل ہوگا۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

نیت میلاد یہ کہہ کر اس خاتون نے اپنے دل میں نیت کی کہ جب صبح ہوگی تو وہ تمام چیز جو میری ملک میں ہے۔ صدقہ کر دوں گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف کروں گی، اپنے اسلام کی خوشی میں، اور اس واقعہ کے شکریہ میں۔

خاوند کی سبقت جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے خاوند کو دیکھا کہ اس نے کھانا تیار کیا ہے اور بڑی مصروفیت میں ہے۔ پس تعجب کیا اور کہا تم کو بہت نیک ہمت دیکھ رہی ہوں۔ کہا اس سبب سے کہ رات تو نے اسلام کیا ہے۔ عورت نے کہا۔ آپ کو اس پر کس نے آگاہ کیا ہے خاوند نے کہا تیرے بعد میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام بھیجے اور آپ کا شرف و کرامت زیادہ فرمائے۔ جس طرح آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت سے آگاہ فرمایا اور اس کی طرف بلایا۔ اور قیامت میں آپ ہمارے سفارشی ہوں گے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (المیلاد النبوی ابن جوزی ص۶)

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو فریاد کرے دل سے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائیں گے

۴۔ ماں باپ کا ادب

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط (پارہ ۱۵ سورت بنی اسرائیل)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

عزیز بہنو! سنا تم نے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت کے بعد ماں باپ کی اطاعت جائز کاموں میں واجب ہے۔ پھر ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ط اِلَيَّ
میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا۔ آخر مجھی

اَلْمَصِيْرُ ؕ	تک آنا ہے۔
وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ز وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ج ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ پارہ ۲۱ سورت لقمٰن)	اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے شکر کرنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی والدین کا شکریہ ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ ثابت ہوا کہ انسان پر سب سے زیادہ احسان اللہ تعالیٰ اور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہیں اور ان کے بعد باقی تمام مخلوق سے زیادہ احسان والدین کے ہیں۔ اس لیے والدین کے احسانات کا شکر ادا کرنا اولاد پر لازم ہے تو جیسے انسان اللہ جل مجدہٗ اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شکریہ اور اطاعت کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح والدین کے احسانات کا بدلہ پورے طور پر ادا نہیں کر سکتا۔

احادیث مبارکہ

۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ (مشکوٰۃ شریف)	رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اس کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے

یعنی اگر والد راضی ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ راضی ہے اور اگر والد ناراض ہو تو اللہ جل شانہٗ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔

۲۔ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ اَوْ نَارُكَ	یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والدین کا حق اولاد پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تیری جنت

والدین کی خدمت سے رزق اور عمر میں برکت ہوتی ہے

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَأَ لَہٗ فِیْ اٰثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۹)

جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی موت میں تاخیر ہو۔ چاہیئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

صلہ رحمی میں ماں باپ کی خدمت و اطاعت بھی داخل ہے۔

۲۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّمَدَّ لَہٗ فِیْ عُمُرِہٖ وَیُزَادُ فِیْ رِزْقِہٖ فَلْیَبَرَّ وَالِدَیْہِ وَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ۔ (کشف الغمہ ص ۲۱۱)

جسے پسند ہو کہ اس کی عمر زیادہ ہو اور رزق میں زیادتی ہو تو وہ اپنے والد کے ساتھ احسان و نیکی اور صلہ رحمی کرے۔

عزیز بہنو! ان مبارک حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت و اطاعت کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے اور رزق بڑھتا ہے۔

حکایت ایک شخص کے تین بیٹے تھے جب باپ بیمار ہو گیا تو بڑے بیٹے نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم باپ کی تمام میراث اور ترکہ لے لو اور باپ کی خدمت میرے سپرد کر دو۔ میں اس کی خدمت کرتا رہوں گا انہوں نے اس کو منظور کر لیا۔ بڑا بیٹا اپنے والد کی خدمت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ کچھ روز بعد اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں مقام پر چلا جا۔ وہاں ایک دینار ہے وہ اٹھا لے۔ اس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا دوسری رات پھر خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں مقام پر دس دینار پڑے ہیں جا کر اٹھا لے۔ ان میں بڑی برکت ہو گی۔ اس نے اس کو قبول

یا دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صہ ۴۲۱)

مطلب یہ ہے کہ ماں باپ کی فرمانبرداری سے جنت ملتی ہے اور ان کی نافرمانی سے دوزخ میں داخل ہونا پڑتا ہے۔

۳۔ ایک شخص دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا (مشکوٰۃ صہ ۴۲۱)

میں جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ کے ساتھ مشورہ کروں۔ فرمایا کیا تیری ماں ہے عرض کیا ہاں۔ فرمایا اس کی خدمت کر کیونکہ اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے :-

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ

جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

حکایت

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک عورت آپ کی مجلس میں حاضر ہوئی تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس اپنی چادر مبارک بچھائی اور اس آنے والی عورت کو اس چادر پر بٹھایا حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے ؟ جس کی اتنی عزت، آقا و مولا احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی ہے۔ لوگوں نے بتلایا کہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ والدہ ماجدہ ہیں۔ جس نے بچپن میں آپ کو دودھ پلایا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف صہ ۴۲۰)

نہ کیا۔تیسری رات پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ فلاں مقام پہ اتنے دینار ہیں۔جاؤ اور اٹھالاؤ تجھے ان میں برکت ہوگی جب صبح بیدار ہوا اور اس جگہ گیا اور دینار اٹھا کر لے آیا۔پھر اُن سے ایک مچھلی خریدی جب مچھلی کو صاف کیا تو اس کے پیٹ میں دو قیمتی موتی پائے۔اس نے وہ موتی بادشاہِ وقت کے ہاں فروخت کر دیے۔بادشاہ نے ان کی قیمت ساٹھ ہزار دینار دیے۔اس نے رات کو پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔یہ ساٹھ ہزار دینار کی مالیت تیری اس خدمت کا صلہ ہے جو کہ تو نے اپنے باپ کی کی ہے۔

(نزہتہ المجالس جلد اول ص۱۶۵)

حکایت

بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح اور نیک تھا جس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔جس کے پاس سوائے ایک گائے کے بچھڑے کے اور کوئی مال وغیرہ نہ تھا۔مرنے سے پہلے اس نے اس بچھڑے کو پکڑ کر جنگل میں لے گیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگنے لگا۔

اے باری تعالیٰ! میں اس بچھڑے کو اپنے لڑکے کے لئے تیرے پاس امانت چھوڑتا ہوں۔یہاں تک کہ جب میرا لڑکا جوان ہو۔اور اس کے کام آئے۔یہ شخص اس بچھڑے کو جنگل میں چھوڑ کر گھر واپس آگیا اور کچھ مدت کے بعد مر گیا۔وہ بچھڑا جنگل میں چر کر اور درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتا رہتا۔اور رحمت خداوندی سے درندوں کے شر سے محفوظ رہتا جب کوئی انسان اُسے پکڑنے کا ارادہ کرتا تو وہ بھاگ کر کہیں چھپ جاتا اور کسی کے ہاتھ نہ آتا جب لڑکا جوان ہو گیا تو اپنے باپ کی طرح بہت نیک تھا اور رات کے تین حصے کرتا۔

ایک حصہ رات میں اپنی ماں کی خدمت کرتا اور ایک حصہ میں سو کر آرام کرتا اور ایک حصہ میں عبادت خداوندی کرتا۔صبح اٹھ کر کلہاڑی اور رسی لے کر جنگل میں جاتا اور لکڑیوں کا گٹھا لے کر بازار میں فروخت کر دیتا اور اس کی قیمت کے تین حصے کرتا۔ایک حصہ سے اپنا گزارہ کرتا اور ایک حصہ اپنی ماں کو دے دیتا اور

ایک حصہ راہ خدا میں خیرات کر دیتا۔ اسی طرح وہ اپنی زندگی گزار رہا تھا کہ ایک دن اس کو اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ ایک بچھڑا تیرے نام پر جنگل میں اللہ کے سپرد کر گیا تھا اور اب وہ بچھڑا جوان ہو گیا ہوگا۔ تم اب جنگل میں جا کر اُسے اپنے گھر لے آ۔ اور اس سے اپنا کام لو۔ نوجوان نے اس بچھڑے کی علامت پوچھی تاکہ کسی دوسرے کی گائے نہ پکڑ لے۔ ماں نے بتایا کہ اس کا رنگ خالص زرد ہے اور دُور سے ایسا معلوم ہوگا کہ اس کے چمڑے سے سورج کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ نوجوان نے کہا اماں جان! اس رنگ کی اور گائیں بھی تو ہوتی ہیں ماں نے کہا بیٹا! اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ گائے آدمی کو دیکھ کر بھاگ جاتی ہے۔ جب تو دُور سے اُسے دیکھے تو بلند آواز سے کہے کہ اے گائے ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اور خدا کے نام کی برکت سے میرے پاس آجا۔ چنانچہ نوجوان جنگل میں گیا۔ تو وہاں پر اس قسم کی ایک گائے چرتی ہوئی نظر آئی تو ماں کے حکم کے مطابق اسے بلایا۔ گائے نے اسی وقت چرنا چھوڑ دیا اور دوڑ کر اس کے پاس آگئی۔ اس نوجوان کو ماں نے کہا تھا کہ گائے پر سوار نہ ہونا تاکہ وہ مستعمل نہ ہو جائے۔ مبادا آدمی کے استعمال سے اس سے برکت ہی نہ چلی جائے۔ لڑکا اپنی ماں کے حکم کے مطابق گائے کی گردن پکڑ کر چل پڑا۔ گائے باذن اللہ بولی۔ اے جوان نیک بخت مجھ پر سوار ہو جا۔ تاکہ آسانی سے اپنے گھر پہنچ جائے کیونکہ یہاں سے تیرا گھر ایک دن کا راستہ ہے۔ نوجوان نے کہا میری ماں کا حکم ہے کہ گائے پر سوار نہ ہونا۔ لہٰذا میں سوار نہ ہونگا گائے نے کہا اے نوجوان نیک بخت۔ تجھے مبارک ہو کہ میں تیرا امتحان لے رہی تھی۔ اگر تو مجھ پر سوار ہو جاتا تو میں تجھے گرا کر بھاگ جاتی۔ میری اطاعت کی وجہ صرف یہی ہے کہ تو اپنی والدہ کا فرمانبردار ہے۔ اسی اثنا میں شیطان دُشمن انسان ایک مسافر کی صورت میں نوجوان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ ایک نیک بخت نوجوان! مجھے ایک حادثہ پیش آیا ہے۔ لہٰذا تو میری اس حادثہ میں مدد کر۔ وہ

حادثہ یہ ہے کہ اس جنگل میں میری بہت سی گائیں چر رہی ہیں اور میں ان کے پاس جلدی جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پیٹ میں درد لاحق ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں چل نہیں سکتا۔ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں تمہاری گائے پر سوار ہو جاؤں۔ اور جب میں اپنے ریوڑ کے پاس پہنچ جاؤں گا تو تجھے اس کے بدلے دو۲ عمدہ گائے بطور اُجرت دوں گا اور یہ گائے بھی تمہارے حوالے کر دونگا اس میں ہم سب کا ہی فائدہ ہو گا۔ نوجوان نے کہا کہ میری اماں جان کا حکم ہے کہ گائے پر سوار نہ ہونا۔ لہٰذا میں تمہیں کرایہ پر نہیں دے سکتا۔ شیطان نے کہا کیا تیری ماں کی عقل درست نہیں ہے۔ تجھے اپنا نفع و نقصان خود ہی سوچنا چاہیئے۔ میں تیری خیر خواہی کرتا ہوں۔ نوجوان نے کہا، میں کسی بھی صورت میں میں اپنی والدہ کے حکم کی مخالفت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ شیطان لعین نے اس نوجوان کو بڑے زور سے پکڑ لیا۔ نوجوان نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ تب بلند آواز سے پکارا اے ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خدا مجھے اس دشمن سے چھڑا۔ شیطان لعین نے جب یہ آواز سنی تو ایک جانور کی صورت بن کر بھاگ گیا۔ گائے نے اس نیک بخت نوجوان کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا تُو جانتا ہے کہ یہ کون تھا؟ یہ ابلیس ملعون تھا اور چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی حیلہ سے تجھ پر سوار ہو جائے۔ تاکہ میں تیرے کام نہ آسکوں۔ مگر جب تم نے خدا تعالیٰ کا نام لیا تو ایک فرشتہ آیا، جسے شیطان لعین دیکھ کر بھاگ گیا۔

القصہ جب شام کے وقت نوجوان گائے کو لے کر اپنے گھر ماں کے پاس پہنچا۔ ماں نے کہا بچے! اب اسے فروخت کر ڈالنا۔ تاکہ کچھ دن لکڑیوں کی مشقت سے آرام کر لو۔ صبح سویرے نوجوان گائے لے کر مال منڈی میں گیا اور چلتے وقت ماں سے پوچھا کہ کس قیمت پر فروخت کر دوں؟ ماں نے کہا کہ اس شہر میں اس کی قیمت تین دینار ہے۔ مگر یہ گائے بڑی عجیب ہے اگر کوئی اس

قیمت سے خریدنا چاہے تو مجھ سے پوچھ لینا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو کہ اس نوجوان کو راستہ میں ملا کہ اس گائے کو کتنے میں فروخت کرے گا؟ نوجوان نے کہا آپ اس کی قیمت کیا دیں گے؟ فرشتہ جو انسانی صورت میں تھا نے کہا۔ میں تین دینار دیتا ہوں۔ نوجوان نے کہا اگر میری والدہ راضی ہوئی تو میں تین دینار سے فروخت کر دوں گا۔ فرشتے نے کہا اماں سے نہ پوچھو اور چھ دینار لے لو۔ نوجوان نے کہا۔ اگر چھ دینار سے بھی بیچوں تو بھی ماں کی اجازت ضروری ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ بارہ دینار لے لو۔ مگر ماں سے نہ پوچھو۔ نوجوان نے کہا اگر تم گائے کے برابر سونا بھی دے دو، تب بھی میں اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر نہیں فروخت کروں گا۔

فرشتے نے کہا۔ اے نیک بخت نوجوان میں انسان نہیں ہوں۔ بلکہ فرشتہ ہوں۔ میں تیرے امتحان کے لئے آیا ہوں کہ تو اپنی والدہ کا کتنا فرمانبردار ہے۔ ابھی اس گائے کو اپنے گھر لے جا۔ اس گائے کی بنی اسرائیل کو ضرورت پڑے گی اور ان کو اس گائے جیسی اور کوئی گائے نہ ملے گی۔ جب وہ تجھ سے خریدیں تو یہ کہہ دینا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ اس کی کھال سونے سے بھر دیں۔ اس سے تیری عمر آرام سے گزرے گی۔ نیز دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو اپنے بچوں کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بچوں کی اسی طرح حفاظت فرماتا ہے اور جو اپنا مال اللہ جل مجدہٗ کو سپرد کر دیتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کے مال کو اس قدر بڑھاتا ہے کہ انسان کے لئے تمام عمر کفایت کرتا ہے۔

نوجوان گائے کو لے کر اپنے گھر واپس آگیا اور ماں کو سارا ماجرا عرض کیا پھر آخر ایک وقت آیا کہ بنی اسرائیل کو اس رنگ اور اس عمر اور صفت والی گائے کی ضرورت ہوئی۔ اس قسم کی گائے تلاش کرتے کرتے اس نوجوان کے گھر آئے وہ جو قیمت بھی کرتے۔ نوجوان اور اس کی والدہ راضی نہ ہوتے۔ آخر یہاں تک

معاملہ پہنچا۔ کہ گائے کی کھال سونے سے بھر دیں گے۔ تب نوجوان نے گائے ان کو فروخت کر دی۔ (تفسیر عزیزی صہ۲۸۵ تا صہ۲۸۶)

فائدہ :۔ دینی بہنو! یہ ہے اپنی والدہ کی فرمانبرداری کا صلہ کہ نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ماں کی فرمانبرداری کی وجہ سے ایک بڑا مالدار بنا دیا تم بھی اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری کرو گی، تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بہت کچھ ملیگا اور ساری عمر آرام سے گزرے گی۔

والدین کی خدمت سے مشکل مصائب ٹل جاتے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص سفر کر رہے کہ راستہ میں بارش آگئی۔ تو وہ ایک پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ اچانک غار کے منہ پر ایک بڑا وزنی پتھر گر پڑا۔ جس نے غار کا منہ بند کر دیا (اب ان کا باہر نکلنا مشکل ہو گیا) انہوں نے آپس میں کہا کہ ہر ایک اپنے نیک عمل کو دیکھے جو کہ محض رضائے الٰہی کے لئے کیا گیا ہو اور اس نیک عمل کے وسیلہ سے خدا تعالیٰ سے دعا مانگے۔ شاید کہ اس مصیبت سے نجات حاصل ہو۔ پس ایک نے کہا مولا! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے بچے چھوٹے تھے اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ تاکہ ان کا دودھ ان کو پلایا کروں۔ جب شام کو واپس آتا تو پہلے اپنے بوڑھے والدین کو دودھ پلاتا۔ اتفاقاً ایک دن میں دور نکل گیا اور شام کو دیر سے گھر پہنچا دیکھا تو والدین سو گئے ہیں۔ میں نے دودھ دوہا اور ایک برتن دودھ کا بھر کر لے آیا۔ والدین سو رہے تھے۔ ان کو جگانا پسند نہ کیا۔ اور نہ ہی اپنے بچوں کو والدین سے پہلے پلانا پسند کیا۔ دودھ کا برتن اٹھائے ہوئے والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ بچے بھوک کے مارے پاؤں سے لپٹ رہے تھے اور روتے چلاتے

رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ مولا کریم اگر یہ کام محض تیری رضا کے لئے تھا تو اس پتھر کو اتنا کھول کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر کو اتنا کھول دیا کہ ان کو آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے شخص نے کہا۔ اے مولا کریم! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی۔ جس پر میں فریفتہ تھا۔ میں نے اس سے صحبت کرنے کی خواہش کی۔ اور اس کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے سو دینار دینے پڑیں گے۔ لہٰذا میں نے کوشش کر کے سو دینار حاصل کئے اور یہ دینار لے کر لڑکی کے پاس گیا۔ جب جماع کرنے کے لئے تیار ہوا تو لڑکی نے کہا۔ اے بندہ خدا! خدا سے ڈر اور اس مہر امانت کو نہ کھول۔ اس کے اتنا کہنے سے میں نے محض خدا تعالیٰ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دیا۔

خدایا! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا تھا تو اس پتھر کو کھول دے پس اللہ جل مجدہٗ نے قدرے اور کھول دیا۔ تیسرے شخص نے کہا۔ اے مولا! میں نے ایک مزدور کو ایک فرق (ایک پیمانہ ہے) چاول کے بدلے مزدوری پر لگایا تھا۔ جب وہ کام سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی مزدوری طلب کی۔ جب میں اسے مزدوری دینے لگا تو اس نے اعتراض کیا اور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ پس میں ان چاولوں کو بوتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کی آمدنی سے بیل اور چرواہے اور غلام خرید لئے۔ وہ مزدور کچھ مدت کے بعد پھر میرے پاس آیا اور کہنے لگا خدا سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق یعنی مزدوری مجھے واپس دے دے۔ میں کہا جاؤ اور یہ بیل اور ان کے چرواہے کو پکڑ کر لے جاؤ۔ یہ سب تیرا حق ہے۔ مزدور نے کہا، خدا سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا کہ یہ ہنسی مذاق کی بات نہیں، تو ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جا۔ پس اس نے ان کو پکڑا اور لے گیا۔ اے باری تعالیٰ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لئے کیا تھا تو تو اس باقی پتھر کو بھی ہٹا دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو بالکل پیچھے ہٹا دیا۔

(مشکوٰۃ شریف صد ۴۲۰)

فائدہ :۔ عزیز بہنو! یہ ہے نیک عمل اور والدین کی خدمت کی برکت جس نے ان تینوں آدمیوں کو ایک بڑی مصیبت سے بچا لیا۔ لہٰذا تمہیں بھی نیک عمل اور ماں باپ کی خدمت کرنی چاہیئے، تاکہ تمام مصائب اس کی برکت سے ٹلتے رہیں۔ اللہ جل مجدہٗ تمہیں اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

والدین کی طرف ایک نگاہِ محبّت حج مقبول ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَا مِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ بِوَالِدَیْہِ یَنْظُرُ اِلَیْھِمَا نَظْرَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَّبْرُوْرَۃً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْثَرُ وَاَطْیَبُ (مشکوٰۃ شریف صد۴۲۱)

نہیں کوئی والدین کا خدمت گذار بیٹا جو اپنے والدین کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے ایک حج مقبول کا ثواب لکھ دیتا ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی ہر روز سو دفعہ بھی دیکھے (تو سو حج کا ثواب ملے گا) فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانے بے شمار ہیں اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی طرف نقصان کی نسبت کی جائے۔

دینی بہنو! تمہارے لئے حج کتنا سستا بنا دیا گیا کہ ایک دفعہ ماں باپ کو محبّت کی نگاہ سے دیکھ لیا تو حج وہ بھی مقبول کا ثواب مل گیا تم بھی بار ہا اپنے ماں باپ کو نظرِ رحمت و محبت سے دیکھا کرو تاکہ تمہارے اعمالنامہ میں بھی بہت حجوں کا ثواب لکھا جاتا رہے۔

ماں باپ کی خدمت سے جنت ملتی ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا :۔

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ۔

میں بہشت میں داخل ہوا (عالم خواب میں) پس میں نے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی میں نے کہا یہ کون ہے؟ (جو قرآن پڑھتا ہے) فرشتوں نے کہا یہ حارث بن نعمان ہے ایسی ہی نیکی چاہیئے۔ وہ اپنی ماں سے لوگوں زیادہ نیکی کرتا تھا۔

فائدہ:۔ معزز بہنو! تمہیں کچھ سمجھ میں آیا ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اس کی خدمت جنت میں پہنچا دیتی ہے۔

حکایت

حضرت موسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے درخواست کی کہ مجھے (دنیا میں) جنت کا ساتھی دکھایا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلاں شہر میں چلے جاؤ۔ وہاں ایک قصاب ہے جو کہ جنت میں تیرا رفیق ہوگا۔ سیدنا موسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس شہر میں تشریف لے گئے اور قصاب کا گھر پوچھ کر اس کے پاس تشریف لائے۔ وہ اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک زنبیل لٹکی ہوئی تھی۔ قصاب نے آپ کی ضیافت کی درخواست کی۔ آپ نے قبول فرمائی۔ وہ آپ کو ساتھ لے کر گھر گیا۔ اور آپ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ جب آپ کھانا تناول فرمانے لگے تو دیکھا کہ قصاب ایک لقمہ کھاتا ہے اور دو لقمے زنبیل میں ڈال دیتا ہے۔ اسی اثنا میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا قصاب اٹھا اور زنبیل کو چھوڑ کر چلا گیا۔ جب حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زنبیل کو دیکھا تو اس میں ایک مرد اور ایک عورت ہے جو بہت ضعیف ہیں جب انہوں نے سیدنا موسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو مسکرا کر آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ اور جان دیدی۔ جب قصاب واپس آیا اور زنبیل دیکھی تو حضرت موسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک کو چوم کر کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ نے پوچھا تجھے کیا معلوم کہ میں موسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوں۔ قصاب نے کہا کہ اس زنبیل میں میرے

ماں باپ تھے جو بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور میں نے ان کو اس زنبیل میں ڈال رکھا تھا اور میری عادت تھی کہ اپنے ماں باپ سے پہلے کھاتا پیتا نہ تھا اور وہ دونوں ہمیشہ ہی یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہ العالمین! ہماری جان اس وقت نکالنا۔ جبکہ ہم حضرت موسٰی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہولیں۔ اب جبکہ میں نے ان کو مرا ہوا دیکھا۔ تو میں نے جان لیا کہ آپ ہی حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ سیدنا موسٰی علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں نے تیری ماں کو دیکھا تو اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ وہ کیا کہتی تھی؟ قصاب نے کہا میری اماں جان کی عادت تھی کہ جب ہی میں ان کو کھانا کھلاتا تو وہ یہ دعا مانگا کرتی تھی۔ پروردگار! میرے بچے کو حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنت میں رفیق بنا۔

سیدنا موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے قصاب تجھے مبارک ہو، جنت میں میں تیرا رفیق ہوں گا۔ (نزہۃ المجالس)

اپنے ماں باپ کو اُف تک کہنا ناجائز ہے

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُ هُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

(پارہ ۱۵ سورت بنی اسرائیل)

اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تو ان کو اُف تک بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دل سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما جس طرح کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

فائدہ: دینی بہنو! جب ماں باپ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کی قوت برداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ لہذا ان کو کوئی سخت بات جو انہیں ناگوار گزرتی ہو مت کہو

ان سے اس طرح کلام کرو جیسا کہ غلام یا خادم اپنے آقا سے کرتا ہے اور ان کا نام لے کر نہ پکارو۔ یہ ادب کے خلاف ہے۔ چونکہ ماں باپ کے احسانات بہت زیادہ ہیں کہ تم کسی طرح بھی ان کا شکر ادا نہیں کر سکتی ہو۔ لہٰذا ان دونوں کے حق میں دعا ہی مانگتی رہا کرو۔

مگر آج کل فتنہ و فساد کا دور دورہ ہے۔ شرم و حیا رخصت ہو رہا ہے۔ ماں باپ ساس، خسر کا ادب نہیں رہا۔ عام طور پر آپ دیکھیں کہ بیٹیاں اپنی بوڑھی ماں کو اس طرح ڈانٹ دیتی ہیں جس طرح خادمہ کو ڈانٹا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ احکم الحاکمین کا فرمان ہے کہ اگر ماں باپ سے کوئی سختی بھی ہو جائے تو ان کو اُف بھی مت کہو۔

والدین کا نافرمان جنّت میں داخل نہ ہوگا

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ، قِیْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْهِ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ صہ ۴۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ اس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ آپ سے عرض کی گئی، کون ہے وہ یا رسول اللہ فرمایا جو شخص بڑھاپے کی حالت میں دونوں ماں باپ یا ان میں سے ایک کو پائے اور جنت میں داخل نہ ہو۔

فائدہ: عزیز بہنو! وہ بڑی ہی بدبخت بیٹیاں ہوں گی، جو ماں باپ جیسے شفیق مہربان کو راضی نہ کر سکیں۔ اور دوزخ میں جائیں۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُ وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ آمین بحرمت سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اب ذرا ٹھنڈے دل سے یہ دو۲ حکایتیں سن کر عبرت حاصل کرو

حکایت: حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک

مرتبہ میں عرب کے ایک قبیلہ میں اترا۔ وہاں پر ایک قبرستان تھا۔ میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد ایک قبر پھٹ جاتی ہے۔ اس سے ایک آدمی ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا سر گدھے کی طرح ہوتا ہے۔ اور باقی جسم انسان کی طرح ہوتا ہے۔ تین بار گدھے کی طرح ہینگتا ہے اور پھر اس کی قبر مل جاتی۔ اور وہ قبر میں چھپ جاتا۔ وہاں ایک عورت سوت کات رہی تھی۔ ایک آدمی نے مجھے کہا کہ اس بڑھیا کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یہ بڑھیا اس کی ماں ہے جو گدھے کی طرح ہینگتا ہے میں نے اس سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا، تو عورت نے کہا کہ یہ شخص شرابی تھا جب وہ شراب پیتا تو میں اسے کہتی تھی کہ میرے بچے! اپنے خدائے قہار سے ڈر۔ کب تک تو شراب پیتا رہے گا۔ کیا خدا تعالٰے کے دربار میں ایک دن جانا نہیں ہے؟ تو یہ مجھے جواب میں کہتا کہ کیوں گدھے کی طرح ہینگتی ہے جب یہ مرگیا، اور عصر کے بعد مرا تھا۔ تو ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور یہ تین دفعہ گدھے کی طرح ہینگتا ہے اور پھر قبر مل جاتی ہے۔

(کشف الغمہ ص۲۱۲، زواجر جلد دوم ص۵۸)

دوسری حکایت

محبوب رب العالمین وسید المرسلین صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے ایک صحابی حضرت علقمہ رضی اللہ تعالٰے عنہ تھے جو کہ نماز روزہ کے پابند تھے اور خیرات وصدقات بھی بہت کرتے تھے۔ بیمار ہو گئے۔ مرض نے شدت پکڑی۔ ان کی بیوی نے حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خاوند حضرت علقمہ آپ کا صحابی حالت نزع میں ہیں۔ سردار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمار، حضرت بلال اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا تاکہ انہیں کلمہ کی تلقین کریں۔ مگر ان کی زبان کلمہ شریف پڑھنے کے لئے نہیں کھلتی تھی۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ ہم ان کو کلمہ شریف کی تلقین کرتے ہیں

مگر ان کی زبان کلمہ شریف پڑھنے کے لئے ہی نہیں کھلتی۔

سرکار دو عالم تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ اس کی ماں زندہ ہے جو ایک بوڑھی عورت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس کی بوڑھی ماں کی طرف آدمی بھیجا کہ اگر وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہو سکتی ہے تو حاضر ہو۔ ورنہ خود آقا و مولیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے گھر تشریف لاتے ہیں۔ آخرکار خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑھیا کے گھر تشریف لے گئے۔ جب بڑھیا نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا میں قربان جاؤں آپ پر یا رسول اللہ! میں خود حاضر خدمت ہوتی۔ آپ نے کیوں یہ تکلیف اٹھائی آپ نے فرمایا بڑھیا! سچ بتا کہ تیرا بیٹا علقمہ کیسا تھا۔ بڑھیا نے عرض کیا کہ وہ بڑی نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا اور بہت خیرات و صدقات کیا کرتا تھا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑھیا! تو اس پر راضی ہے یا ناراض۔ بڑھیا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس پر ناراض ہوں۔ آپ نے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو بڑھیا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ میری بات نہیں مانتا تھا اور اپنی عورت کی بات مانتا تھا اور اس کو مجھ پر فضیلت دیتا تھا۔ آقائے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تیری اس ناراضگی کی وجہ سے اب اس کی زبان بند ہے۔ کلمہ پاک نہیں پڑھ سکتا۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ لکڑیاں جمع کرو۔ بڑھیا نے پوچھا یا رسول اللہ یہ لکڑیاں کیوں اور کس لئے؟ حضور والا صفات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بیٹے علقمہ کو ان لکڑیوں میں جلاؤں گا۔ بڑھیا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ میرا بچہ ہے۔ میرا دل یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ اسے میرے سامنے جلایا جائے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب تو اس سے بھی سخت تر ہے۔ اگر تو چاہتی ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس کی

بخشش فرمائے اور آگ میں نہ جلے تو اس کا قصور معاف کر کے اس سے راضی ہوجا۔ مجھے اللہ عزوجل کی قسم کہ علقمہ کو نہ اس کا روزہ نہ نماز اور نہ ہی اس کی خیرات وصدقات مفید ہوں گے۔ جب تک کہ تو اس پر ناراض رہے۔ بڑھیا نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب میں علقمہ سے راضی ہو گئی ہوں۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ جا کر دیکھو کہ اب اس کا کیا حال ہے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو اندر سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پڑھنے کا آوازہ آرہا ہے۔ غرضیکہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلمہ شریف پڑھتے ہوئے دارِ فنا سے دارِ بقا کو رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فائدہ: عزیز بہنو! کچھ سوچو کہ ماں کی ناراضگی کا کیا حشر ہوتا ہے کہ انسان آخری دم کلمہ شریف پڑھنے سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اگر تمہاری ماں زندہ ہے تو اسے ہرگز ناراض نہ ہونے دو۔ اگر ناراض ہو جائے تو اسے راضی کر کے دم لو۔ اگر والدہ یا والد تم پر ناراض ہو کر انتقال کر گئے ہیں تو قرآن پڑھ کر اور صدقہ و خیرات دے کر ان کی روح کو ثواب بخشو۔ ممکن ہے کہ تمہاری بخشش کا وسیلہ بن جائے اور ماں یا باپ تم پر راضی ہو جائیں۔

۵۔ رشتہ داروں کے حقوق

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (پارہ ۵ سورۃ نساء)

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ اور قرابتداروں سے اور مسکینوں سے، ہمسایہ قریب سے اور دور کے ہمسایہ سے کروٹ کے ساتھی یعنی رفیق اور مسافر سے، غلاموں سے نیکی اور احسان حسن سلوک کرو۔

فائدہ :- دینی بہنو! اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسان پر اللہ جل مجدہٗ کے بعد مندرجہ ذیل لوگوں کا حق ہے (۱) حقوق العباد میں سب سے پہلا حق ماں باپ کا ہے جیسا کہ پہلے آپ نے سُنا (۲) قرابت داروں، رشتہ داروں کا (۳) یتیموں کا (۴) مسکینوں کا (۵) ہمسایہ قریب کا (۶) ہمسایہ بعید یعنی دور کا (۷) رفیق کا (۸) مسافر کا (۹) لونڈیوں اور غلاموں کا۔

معزز بہنو! اس نظام معاشرت پر ذرا غور کیجئے کہ اسلام نے دنیا کے سامنے کیسا شاندار تمدّن پیش کیا جس کی نظیر اس مہذب اور متمدن دنیا میں نہیں ملے گی۔ آج مغرب کے تمدن و معاشرت کو بہت سراہا جاتا ہے اور مسلمانوں کا انگریزی داں طبقہ مغربی تہذیب و تمدن پر فریفتہ ہو رہا ہے مگر ان احسان فراموشوں کو کون بتلائے اور کون سمجھائے کہ دیوانو! ذرا اپنے اسلام کی طرف تو دیکھو کہ کیسے کیسے قانون اور اصول مقرر اور وضع کئے گئے ہیں کہ جن کی دنیا والوں کو ہوا تک نہیں لگی۔ جب ہم دنیا کی قوموں کے تمدّن و معاشرت کا جائزہ لیتے ہیں تو اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ دنیا کے کسی مذہب میں بھی ایسی تعلیم اور ہدایت نہیں ملتی کہ جس کی رو سے انہوں نے اپنے متبعین کو ان حقوق کی ادائیگی پر مجبور کیا ہو اور اسلام کی طرح اپنے اعزہ و اقارب اور دیگر بنی نوع انسان کے حقوق رکھے ہوں۔ ذرا غور سے سُنئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ط	نیکی فقط یہ ہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی جانب منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر، آخرت، فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور اپنا مال اللہ تعالیٰ کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں محتاجوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دو اور لوگوں کی گردنیں غلامی کے عذاب سے چھڑاؤ

(پارہ ۲ سورۃ بقرہ)

فائدہ:۔ میری اسلامی بہنو! آیت کا مطلب یہ ہے کہ نیکی اور دینداری صرف یہی نہیں کہ تم نماز پڑھ لو اور اپنے آپ کو سمجھ بیٹھو کہ بس ہم جنت کے ٹھیکیدار بن گئے ہیں بلکہ نیکی اور دینداری یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق کے بعد حقوق العباد کی نگہداشت بھی کرو۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ — دین خیر خواہی کا نام ہے۔

کامل دین یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کرے۔ اور دوسروں کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے۔

افسوس! کہ آج ہماری کتنی بدبختی ہے کہ ہم اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں غریبوں کے ساتھ تعلق رکھنے اور ان کی مصیبت کے وقت میں کام آنے کو اپنے لئے عار سمجھتی ہیں۔ فقیروں اور سائلوں کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتی ہیں۔ مگر اپنے ذاتی عیش و آرام کے لئے اپنے ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا دیتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتیں کہ خدا تعالےٰ کے بندوں کے بھی کچھ حقوق ہمارے ذمہ ہیں۔ جن کی کوتاہی پر قیامت کے دن سخت باز پرس ہوگی۔

عزیز بہنو! والدین کے حقوق آپ سن چکی ہیں اب اپنے رشتہ داروں کے حقوق ذرا غور سے سنو۔

۱۔ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ (رواہ البخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف ص۴۱۹)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قطع رحم کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ و

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں سے

لٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا۔

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص۴۱۹)

اچھا سلوک کرنے والا وہ شخص نہیں جو (رشتہ داروں کے اچھے سلوک کا) بدلہ دینے والا ہو بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑ دے۔

فائدہ:۔ عزیز بہنو! تمہیں حدیث شریف سے معلوم ہو گیا کہ جو رشتہ دار تم سے اچھی طرح ملتے جلتے ہیں اور تمہاری عزت کرتے ہیں۔ غرضیکہ دستور کے مطابق تم سے ہر لحاظ سے اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ ان کی عزت کرنے اور ان سے ہر طرح کا نیک سلوک کرنے سے صلہ رحمی کا پورا حق ادا نہیں ہوتا۔ بارگاہ الٰہی سے صلہ رحمی کا سرٹیفکیٹ تو ان لوگوں کو ملتا ہے جو قطع رحمی کرنے والوں سے بھی صلہ رحمی کرتے ہیں۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْهِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَیَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِیْرٌ عَلَیْهِمْ مَادُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔ (رواہ مسلم جلد ثانی ص۳۱۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں میں ان سے نیکی کرتا اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر سختی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر ایسا ہی ہے جیسا تو کہہ رہا ہے تو گویا تو ان کے منہ پر راکھ ڈال رہا ہے اور جب تک تم اسی طرح رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ان کے مقابلے میں ہمیشہ مدد شامل ہو گی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص رشتہ داروں کی بدسلوکی پر صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہتی ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ اُسے عزت دے گا۔ اور وہ ذلیل ہوں گے۔ اور آخرت میں یہ نجات پا جائے گا۔ اور وہ قطع رحمی کے جرم میں گرفتار ہو جائیں گے۔

صلہ رحمی سے رزق اور عمر بڑھتی ہے

عن انس بن مالک اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَاءَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ (رواہ مسلم جلد ثانی ص ۳۱۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دوست رکھتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اجل میں تاخیر ہو تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے۔

فائدہ:۔ دینی بہنو! تم سب کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ رزق میں برکت ہو اور عمر میں زیادتی ہو۔ تو اس کا نسخہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتادیا کہ اپنے اعزہ واحباب، رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آؤ اگر تم نے یہ نسخہ استعمال کیا تو یقیناً تمہارا رزق اور عمر بڑھے گی۔

قاطع رحم رحمت خداوندی سے محروم رہتا ہے

عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۰)

حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں قاطع رحم ہو۔

فائدہ:۔ معزز بہنو! اپنے عزیزوں اور ماں باپ کے رشتہ داروں اور ان کے دوستوں سے حسن سلوک سے پیش آتی رہو۔ اگر تم نے کسی کے ساتھ بھی قطع رحمی اور حسن سلوک کا بائیکاٹ کر دیا تو حدیث پاک کی رو سے تمہاری ساری قوم پر وبال پڑے گا۔ اور اللہ جل مجدہٗ کی رحمتیں نازل ہونا بند ہو جائیں گی۔

۶۔ اولاد کا حق

عن عبد اللہ بن عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔

(رواہ البخاری ومسلم۔ مشکوٰۃ ص۳۲۰)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار تمہارا ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا بس بادشاہ لوگوں پر حاکم ہے اس سے اس کی رعیت سے پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں پر حاکم اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر حاکم ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور آدمی کا غلام اپنے سردار کے مال پر حاکم ہے اس سے اس کے متعلق سوال ہوگا۔ خبردار تم ہر ایک حاکم ہو اور ہر ایک اپنی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ:۔ عزیز بہنو: محبوب رب العالمین اور سید المرسلین صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ کے ارشاد مبارک کے مطابق تم اپنے خاوند کے مال کی اور اپنی اولاد کی محافظ ہو۔ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری تم پر ہے۔ لہٰذا تم اپنی اولاد کو ادب و علم دلا کر اہم کردار ادا کر سکتی ہو۔ اگر اس میں تم کچھ سستی سے کام لیتی ہو تو روز قیامت تم سے باز پرس ہوگی۔

لڑکیوں کی خدمت کا ثواب

۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَاءَتْنِیْ اِمْرَاَۃٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْئَلُنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْئٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔

(رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف صہ ۴۲۱)

کہ میرے پاس ایک عورت سائلہ آئی اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں۔ اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا میں نے اسے وہی کھجور دیدی۔ اس نے خود تو نہ کھائی اور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کردی۔ پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے آپ کو ساری بات سنائی۔ آپ نے فرمایا جس شخص کی بیٹیوں کے ذریعے سے آزمائش کی گئی اور اس نے اسکے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کے سامنے آڑ بن جائیں گی

۲۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَهَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهُ۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف صہ ۴۲۱)

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو لڑکیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح پر آئیں گے۔ اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ یعنی جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں اسی طرح وہ قیامت دن میرے ساتھ ہوگا۔

فائدہ:۔ عزیز بہنو! دنیا دار عموماً بیٹیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب بیٹی پیدا ہو۔ تو خوش نہیں ہوتے اور ان کی خدمت کو چٹی خیال کرتے ہیں۔ ہمارے پنجاب میں ذراسی بات میں ماں اگر ناراض ہوجائے تو بیٹی کو ان الفاظ سے کوستی ہے (۱) نیں تو مرجائیں (۲) نیں تو ڈب جائیں (۳) نیں تو مگر دں لہہ جائیں اور اگر ماں باپ راضی ہوں تو دنیا دار مندرجہ ذیل الفاظ سے یاد کرتے ہیں (۱) ناس ہونیں گلاں کہیاں سوہنیاں کردی اے (۲) تیری کلیجی کڈھ لواں (۳) تیری

کلیجی بھُن کھاواں۔

میری معزز بہنو! یہ سارے فقرے پتہ دے رہے ہیں کہ تمہیں بیٹی کے پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہے۔ تم ہی انصاف کرو کیا بیٹیوں کے حق میں بھی خوشی کے وقت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتی ہو۔

عزیز بہنو! یاد رکھو گذشتہ دونوں حدیثوں میں غور کر کے دیکھو کہ بیٹیاں آخرت میں وہ کام دیں گی کہ بیٹے نہیں دے سکتے: اس سے بڑھ کر کوئی شرف ہو ہی نہیں سکتا کہ قیامت کے دن سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تمہیں بہشت میں جگہ ملے۔ لہذا یاد رکھو۔ بیٹیوں کی خدمت کرنا اپنی سعادت خیال کرو اور خوشی سے ان کی خدمت کیا کرو۔ تاکہ تمہارے لئے ذریعہ نجات ثابت ہوں یہ بھی یاد رکھو۔ رحمۃ العالمین محبوب رب العالمین صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ کی صاحبزادیاں ہی تھیں اور صاحبزادے تو صغر سنی میں انتقال فرما گئے تھے۔ سیدہ خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ سلوک تھا کہ جب وہ حاضر ہوں۔ تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ سفر سے تشریف لاتے تو پہلے ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔

بیٹی کا حق

میری بہنو! بیٹی کا حق فقط کھلانا، پلانا، پہنانا اور بیمار ہو جائے تو دوائی کرنا اور جوان ہو جائے تو جہیز دے کر بیاہ دینا ہی نہیں ہے۔ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ بیٹی کو ضروریات دین کی تعلیم دو۔ جب تک تمہاری نگرانی میں رہیں احکام دین کی پابندی کراؤ۔ مثلاً باقاعدہ نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ قرآنِ پاک کی تلاوت کریں۔ بڑوں کا ادب سیکھیں۔ ورنہ یاد رکھو کہ قیامت کے روز اولاد کی تربیت کے متعلق تم سے باز پرس ہو گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے گناہوں کے باعث کہیں تمہیں جہنم میں جانا پڑے۔

غلط فہمی کا ازالہ اسلامی بہنو! آجکل شہروں، قصبوں میں لڑکیوں کی تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ دی جارہی ہے۔ لڑکیاں سکولوں، کالجوں میں تعلیم پا رہی ہیں۔ لیکن یاد رکھو، ان سکولوں اور کالجوں کی تعلیم میں دینی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اس تعلیم جدید کے نصاب سے خوفِ خدا، محبتِ الٰہی، محبتِ رسول، فکرِ عاقبت، نجاتِ آخرت کے ذرائع بتلانا، ان پر عمل کروانا، یہ سب چیزیں حرفِ غلط کی طرح مٹادی گئی ہیں۔ بلکہ آجکل کی تعلیم میں لڑکیوں کو گانا بجانا سکھایا جاتا ہے۔ ڈرامہ اور سینما عورتوں کی تعلیم کا جزو بنائے جا رہے ہیں۔

دینی بہنو! تم خود ہی اندازہ کرلو اس تعلیم کے کیا نتائج نکلیں گے۔ یہی کہ ملک میں بے حیائی عام ہو جائے گی۔

۷۔ خاوند کا حق

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. (پارہ ۲ سورہ بقر)	اور عورتوں کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ اُن پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ تعالےٰ غالب حکمت والا ہے۔

دینی بہنو! تم جانتی ہو کہ آجکل یہ عام شکایت ہے کہ گھر میں اکثر مرد اور عورت میں نااتفاقی پائی جاتی ہے۔ مرد کو عورت پر شکایت ہے اور عورت مرد پر شکایت کرتی ہے۔ اس طرح ہر ایک دوسرے کے لئے بلائے جان بنے ہوئے ہیں۔ دونوں کی زندگی تلخ بنی ہوئی ہے۔ جس کے نتائج بہت ہی بُرے نکل رہے ہیں اور بہت سے گھرانے برباد ہو رہے ہیں۔ ان کی باہمی نااتفاقی صرف دنیا ہی کی خرابی نہیں ہے بلکہ ان کا دین بھی تباہ و برباد ہوتا جارہا ہے اور اس نااتفاقی کا اثر بد ان تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ یہ اثر ان کی اولاد تک بھی پہنچتا ہے۔

جب بچے اپنے ماں باپ کو لڑتے جھگڑتے دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں نہ

باپ کا ادب رہتا ہے اور نہ ہی ماں کی عزت۔ اس نا اتفاقی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین (ماں باپ) میں سے ہر ایک دوسرے کے حقوق کو نہ جانتا ہے نہ ہی ادا کرتا ہے۔ مرد چاہتا ہے کہ وہ عورت کو غلام بنا رکھے۔ عورت کی مرضی یہ ہوتی ہے کہ مرد میرا غلام بن کر رہے اور جو میں کہوں وہی ہو۔ میری بات میں فرق نہ آئے۔

اگر مرد اور عورت ہر ایک دوسرے کے حقوق کو جان کر ان کی نگہداشت کریں۔ تو بالضرور ان میں اتفاق رہے گا اور گھر آباد ہوگا۔ برکت ہوگی۔ اولاد فرمانبردار ہوگی۔ اللہ تعالےٰ نے آیت مذکور میں مرد و زن کے حقوق بتائے اس میں تعلیم دی گئی کہ مرد اور عورت میں سے ہر ایک کے حقوق دوسرے پر ہیں۔ مرد کے ذمہ جو عورت کے حقوق ہیں، ان کا ادا کرنا مرد کے ذمہ لازم ہے۔ عورت کے ذمہ مرد کے جو حقوق ہیں ان کا ادا کرنا عورتوں پر ضروری ہے۔

مرد کے حقوق

عزیز بہنو: جو حقوق تمہارے ذمہ تمہارے مردوں کے ہیں۔ نمبروار سنتی جاؤ اور ان پر عمل کرنے کی کوشش ضروری ہے۔

۱۔ **پہلا حق**: جب عورت مرد کے مکان میں رہتی، اور اس کے مال سے پہنتی ہے اور اس کے مال سے ہی کھاتی ہے تو اسے اپنے خاوند کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ ناشکری نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ میں نے تیرے گھر میں کبھی آرام نہیں پایا۔ حالانکہ خاوند کی ناشکری اللہ قہار کی ناراضگی اور دوزخ میں داخل ہونے کا سبب ہے۔ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی اِمْرَأَۃٍ لَا تَشْکُرُ لِزَوْجِھَا وَھِیَ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْہُ۔

(کشف الغمہ صہ ۸۰-۸۱)

اللہ تعالیٰ اس عورت کی نگاہ کرم سے نہیں دیکھتا جو کہ اپنے خاوند کا شکریہ ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اس سے مستغنی نہیں ہے۔

محبوب خدا سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کی طرف نگاہ اٹھائی تو بہت سی عورتوں کو دوزخ میں دیکھا۔ عرض کی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں جس کی وجہ سے یہ دوزخ میں داخل کی گئی ہیں (مشکوٰۃ شریف و زواجر صہ ۴)

۲۔ عورت کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ رکھے۔ تاکہ اس کا خاوند خوش ہو۔ مگر اپنی زیب و زینت کسی غیر کو نہ دکھلائے۔ کیونکہ اس میں مرد کی خیانت ہے اور اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ناراضگی ہے۔

حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَاِذَا اكْتَحَلَتِ الْمَرْءَةُ لِغَيْرِ زَوْجِهَا سَوَّدَ اللهُ وَجْهَهَا وَجَعَلَ قَبْرَهَا حُفْرَةً مِنْ حُفَرِ النَّارِ۔ (نزھتہ المجالس)	جو عورت غیر زوج کے دکھانے کے لئے آنکھوں میں سرمہ لگائے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو سیاہ کر دے گا اور اس کی قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دے گا۔

نیز تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج عورتوں کی ایک جماعت دیکھی جو کہ پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی اور ان کے نیچے آگ جلائی جارہی تھی اور وہ اپنا گوشت کھا رہی تھیں۔ فرمایا یہ وہ عورتیں جو کہ غیر کو دکھانے کے لئے زینت اور بناؤ سنگھار کرتی تھیں۔ (نزہتہ المجالس جلد دوم صہ ۱۰۹)

۳۔ **تیسرا حق**۔ عورت نفلی نماز اور نفلی روزے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے خاوند کو جماع کی خواہش ہو۔ اور عورت روزے سے ہو تو اسے تکلیف ہو گی۔ لہذا جب خاوند اجازت دے، تب بی بی نفلی روزہ رکھے۔ اگر خاوند ناراض ہے اور یہ نفلی روزہ رکھے گی تو کوئی ثواب نہ ہو گا۔

مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَمِنْ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ اَنْ	مرد کا حق عورت پر ہے کہ اس کی اجازت کے

لَا تَصُوْمُ صَوْمًا تَطَوُّعًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ جَاعَتْ وَعَطِشَتْ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا۔ (زواجر جلد دوم صہ۳۴)

بغیر نفلی روزے نہ رکھے اگر بلا اجازت روزہ رکھے گی تو محض بھوک، پیاس برداشت کریگی اور روزہ اس کا قبول نہ ہوگا۔

حکایت :- ایک صحابیہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی۔ کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں، تو وہ مجھے مارتے ہیں۔ اور جب روزہ رکھتی ہوں تو وہ مجھے افطار کرا دیتے ہیں۔ اور خود سورج نکلنے کے وقت صبح کی نماز پڑھتے ہیں۔ ان کا خاوند حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے۔ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ان کی بی بی کی شکایت کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تو حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ عورت کی یہ شکایت کہ میں اُسے نماز پڑھنے پر مارتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اس لئے مارتا ہوں کہ جب وہ نماز پڑھتی ہے تو لمبی لمبی سورتیں شروع کر دیتی ہے حالانکہ میں نے اس کو اس سے منع کیا تھا۔

محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق فرماتے ہوئے فرمایا کہ نماز میں ایک سورت خواہ وہ چھوٹی ہی ہو۔ کفایت کرتی ہے۔ پھر حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اس کا یہ کہنا کہ میں اس کا روزہ چھڑا دیتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ نفلی روزے رکھنا شروع کرتی ہے تو لگاتار رکھتی جاتی ہے۔ اور میں ایک جوان مرد ہوں۔ جو اتنا صبر نہیں کر سکتا (یعنی جماع سے) تو مدنی تاجدار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لَا تَصُوْمُ اِمْرَاَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا

کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

پھر حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اس کا یہ کہنا کہ میں سورج نکلنے کے وقت صبح کی نماز پڑھتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایسے گھر کا فرد ہوں جو

کافی دیر تک کام کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں سورج نکلنے کے وقت جاگتا ہوں۔ تاجدار مدینہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے صفوان! جب تو جاگے تو نماز پڑھ لیا کر۔ (مشکوٰۃ شریف صد ۲۵۲)

پیاری دینی بہنو! اپنے آقائے رحمت کا یہ ارشاد بھی سنو۔

لَا تَقُومُ الْمَرْأَةُ مِنْ فِرَاشِهَا فَتُصَلِّيَ تَطَوُّعًا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا۔ (کشف الغمہ صد ۸۲)

کوئی عورت اپنے بستر سے اٹھ کر نفلی نماز اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

۴۔ **چوتھا حق**:۔ مرد کا عورت پر حق ہے کہ عورت بلا اجازت شوہر اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اگر بلا اجازت گھر سے باہر جائے گی تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے۔

۱۔ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِهَا وَزَوْجُهَا كَارِهٌ لَعَنَهَا كُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ وَكُلُّ شَيْءٍ مَرَّتْ عَلَيْهِ غَيْرُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ حَتّٰى تَرْجِعَ۔ (کشف الغمہ صد ۸۱)

جب عورت گھر سے نکلتی ہے اور مرد اس کو ناپسند سمجھتا ہے تو آسمان میں ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا ہے اور ہر شئی اسے لعنت کرتی ہے جس پر عورت گذرتی ہے سوائے جنوں اور انسانوں کے یہاں تک کہ واپس آجائے

۲۔ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأُبْغِضُ الْمَرْأَةَ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا تَجُرُّ ذَيْلَهَا تَشْكُو زَوْجَهَا۔ (کشف الغمہ صد ۸۱)

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں اس بات کو ناپسند سمجھتا ہوں جو چادر کا دامن کھینچتے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور اپنے شوہر کی شکایت کرتی پھرے۔

۳۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ نَصِيبٌ فِي الْخُرُوجِ إِلَّا مُضْطَرَّةً وَلَيْسَ لَهَا

فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عورت کو کوئی حق حاصل نہیں کہ گھر سے باہر نکلے مگر لاچاری امر سے اور نہ ہی راستہ کے

نَصِيبٌ فِي الطَّرِيقِ اِلَّا الْحَوَاشِيْ — درمیان چلے ، مگر کنارے کنارے ۔

(کشف الغمہ صد ۱۸)

عزیز بہنو! عورت کا اپنے گھر سے باہر جانا بغیر لاچاری امر کے بہت ہی بُرا ہے۔ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰنُ ۔ — عورت سرتا بقدم سب قابل ستر ہے جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔

(رواہ ترمذی ، مشکوٰۃ شریف صد ۲۶۹)

۵۔ عورت ہر جائز امر میں اپنے خاوند کی اطاعت کرے اور یہ نیک بی بی کی علامت ہے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا اَسَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْ فِيْ نَفْسِهَا وَمَا لِهٖ۔ (رواہ ابن ماجہ ، مشکوٰۃ صد ۲۶۸) — مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد نیک بی بی سے بہتر کوئی شئے حاصل نہیں (نیک بی بی کی علامت یہ ہے) اگر اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور اگر اس کی طرف دیکھے تو اسے مسرور کرے اور اگر خاوند اس پر قسم کھائے تو اس کو حانث نہ ہونے دے اگر اس سے خاوند غائب ہو تو اپنے اور خاوند کے مال کی خیر خواہی کرے۔

خاوند کی اطاعت کی برکت

دینی بہنو! خاوند کی اطاعت کی بڑی برکتیں ہیں کیونکہ اللہ مالک الملک راضی اور محبوب رب العالمین خوش اور خاوند کے دل میں بی بی کی محبت زیادہ ہوتی ہے اور آخر کار جنت میں جس دروازے سے چاہے گذر کر داخل ہوگی۔ رحمت للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ — جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے اور ماہ

شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَ اَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ (مشکوٰۃ ص۲۸۱)

رمضان کے روزے رکھے اور اپنے کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

حکایت: - حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ برکت نشان میں ایک شخص سفر پر چلا گیا۔ اپنی عورت کو مکان میں چھوڑ کر تاکید کر گیا کہ اپنے گھر میں رہنا۔ باہر نہ جانا۔ اتفاقاً اس عورت کا باپ بیمار ہو گیا تو عورت نے اپنے باپ کی بیمار پرسی کے لئے باہر نکلنے کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے خاوند کی اطاعت کر! پھر اس کا باپ فوت ہو گیا۔ تو پھر آپ سے اجازت مانگی کہ یا رسول اللہ! اب تو سنا ہے کہ میرا باپ وفات پا گیا ہے۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ اپنے باپ کے گھر چلی جاؤں۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر بھی یہی ارشاد فرمایا کہ اپنے خاوند کی اطاعت کرو۔ اور گھر سے باہر مت نکلو۔ چنانچہ وہ عورت اپنے گھر سے باہر نہ نکلی۔ آخر کار رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت کو فرمایا کہ تیری خاوند کی اطاعت کی برکت سے اللہ جل مجدہٗ نے تیرے باپ کی مغفرت فرمادی ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم ص۱۰۹)

اسلامی بہنو! یہ ہے اپنے خاوند کی اطاعت کی برکت۔ تم بھی ہر موقع اور ہر حالت میں اپنے خاوند کی اطاعت کر کے ایسی برکات ضرور حاصل کرنا۔

۶۔ چھٹا حق: - عورت پر لازم ہے کہ جب اس کا خاوند اسے صحبت و جماع کے لئے بلائے۔ تو اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو۔ تو فوراً اپنے کام کاج کو چھوڑ کر اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کرے۔ سردار دو جہان محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ

مرد جب اپنی عورت کو اپنی حاجت کے لئے

فَلْتَأْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ
(رواہ ترمذی۔ مشکوٰۃ صد۲۸۱)

بلائے تو وہ فوراً اس کے پاس آجائے۔ اگرچہ تنور پر روٹیاں لگا رہی ہو۔

مطلب یہ ہے کتنا ہی ضروری کام کیوں نہ ہو، وہ چھوڑ کر اپنے خاوند کی اطاعت کر کے اس کے پاس چلی جائے۔ اگر خاوند کے بلانے پر اس کے پاس نہ آئے گی اور کوئی عذر شرعی بھی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے۔

سید العالمین و محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَأَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ۔
(رواہ البخاری و مسلم، مشکوٰۃ صد۲۸۰)

جب خاوند اپنی عورت کو اپنے بستر کی طرف بلائے (یعنی جماع کے لئے) اور عورت نہ ملنے پس مرد نے ناراض ہو کر رات بسر کی تو ایسی عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں

۷۔ **ساتواں حق** :۔ عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حتی الامکان اپنے خاوند کو قولاً اور فعلاً راضی رکھنے کی کوشش کرے۔ اگر خاوند راضی رہا اور یہ وفات پا گئی تو اس کی برکت سے جنت میں جائیں گی۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَیُّمَا امْرَأَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔
(رواہ ترمذی مشکوٰۃ شریف صد۲۸۱)

جو عورت مرجائے اور اس کا خاوند اس پر ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

اگر خدانخواستہ خاوند ناراض ہو۔ تو عورت کی کوئی عبادت بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتی۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ثَلٰثَةٌ لَا یُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ وَلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى یَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِیْهِ فَیَضَعَ یَدَهٗ اَیْدِیْهِمْ وَالْمَرْأَةُ السَّاخِطُ عَلَیْهَا

تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کی نیکی بارگاہِ الٰہی میں پہنچتی ہے۔ (۱) غلام بھاگنے والا یہاں تک کہ اپنے آقا کی طرف لوٹ کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیدے

وَالسُّکْرَانُ حَتّٰی یُصْحُوَ۔ (۲) عورت جس پر اس کا خاوند ناراض ہو

(مشکوٰۃ شریف ص۲۸۳) (۳) مست جب تک کہ ہوش میں نہ آئے۔

حکایت:۔ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک نوجوان بنی اسرائیل میں سے بیمار ہو گیا۔ اس کی ماں نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تبارک و تعالےٰ میرے بیٹے کو شفا عطا فرمائے گا تو میں سات دن دنیا سے نکل جاؤں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو شفا عطا فرمائی۔ تو اس کی ماں نے ایک قبر کھودی اور اس میں داخل ہو کر اپنے بیٹے کو کہا کہ مجھ پر مٹی ڈال دے۔ اور سات روز کے بعد مجھے قبر سے نکال لینا۔ چنانچہ بیٹے نے اس پر مٹی ڈال دی۔ تو اس کی ماں نے قبر میں ایک دروازہ دیکھا۔ جہاں سے ایک باغ نظر آیا۔ عورت اس باغ میں داخل ہوئی۔ وہاں دو عورتیں دیکھیں۔ ایک عورت کے سرہانے ایک پرندہ تھا جو اپنے پروں سے اُسے پنکھا جھل رہا تھا اور دوسری عورت کے سر پر ایک پرندہ تھا جو اس کے سر کو نوچ رہا تھا۔ اس عورت نے ان دونوں سے حال پوچھا۔ تو پہلی عورت نے کہا کہ جب میں دنیا سے رخصت ہوئی تو میرا خاوند مجھ پر راضی تھا۔ یہ اسی کی برکت ہے۔ جو تو دیکھ رہی ہے اور دوسری عورت نے کہا جب میں دنیا سے آئی تو میرا خاوند مجھ پر ناراض تھا۔ لہٰذا جب تو واپس جائے تو میرے فلاں خاوند کو کہنا کہ وہ مجھے معاف کر دے۔

ساتویں دن نوجوان اپنی ماں کو قبر سے نکال کر لے گیا تو اس نے اس قبر والی عورت کا پیغام اس کے خاوند کو پہنچا دیا۔ خاوند نے اپنی عورت کو معاف کر دیا۔ پھر اُس عورت نے قبر والی اُس عورت کو خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ میرے خاوند کے معاف کرنے سے میں نے عذاب سے نجات پائی ہے۔

(نزہۃ المجالس ص۵)

عزیز بہنو! اگر تم قبر میں آرام سے رہنا چاہتی ہو تو اپنے خاوند کو راضی رکھنے کی کوشش کیا کرو۔ اور اگر تم سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو فوراً خاوند سے معافی

مانگ لیا کرو۔ تاکہ عذاب سے بچی رہو۔

۸۔ **آٹھواں حق:۔** بیوی کو چاہیئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد اپنے خاوند کی خدمت میں مشغول رہے۔ اس کے کپڑے دھوتی رہے۔ اگر وہ اپنے خاوند کے کپڑے پانی سے دھوئے گی تو رب العالمین اپنی رحمت کے پانی سے اس کے گناہ دھو دے گا۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کے کپڑے دھوئے گی تو رب العزت اس کے لیئے دو ہزار نیکیاں لکھتا ہے۔ یعنی لکھنے کا حکم دیتا ہے اور دو ہزار گناہ بخش دیتا ہے۔ اور دو ہزار درجے بلند فرماتا ہے اور ہر چیز اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ (نزہتہ المجالس جلد دوم صہ ۱۲)

اگر مرد بیمار ہو جائے تو پوری توجہ سے اس کی تیمار داری کرے کیونکہ مرد کا حق بی بی پر بہت ہی بڑا ہے۔

ایک شخص نے دربار رسالت میں اپنی لڑکی کو پیش کر کے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ انکار کرتی ہے۔ تو مدنی چاند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑکی کو فرمایا کہ اپنے والد کی اطاعت کرو۔ لڑکی نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں اس وقت تک نکاح نہ کروں گی۔ جب تک آپ یہ نہ بتائیں گے کہ مرد کا حق عورت پر کیا ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کا حق عورت پر اتنا ہے کہ اگر مرد کے جسم پر پھوڑا ہے اور اس میں سے پیپ جاری ہے اور عورت اس کو زبان سے چاٹے یا مرد کے نتھنوں سے پیپ یا خون بہتا ہے۔ عورت اس کو زبان سے چاٹے تو تب بھی اس نے اپنے خاوند کا حق مکمل ادا نہیں کیا۔

لڑکی نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اب میں کبھی بھی نکاح نہ کروں گی۔ کیونکہ ان حقوق کی ادائیگی کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ (زواجر صہ ۲۳)

خاوند کے حقوق کتنے بڑے ہیں

دینی بہنو! مختصر بات اتنی ہے کہ عورت پر خاوند کے حق بہت بڑے ہیں کہ شرع میں سجدہ غیر اللہ کو جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف ص۲۸۱)

اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ سجدہ کرے (سجدہ تعظیمی) تو البتہ میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

میری بہنو! تم سمجھ گئی ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کا کتنا درجہ بلند کیا ہے کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ (تعظیمی) جائز ہوتا تو بیویوں سے خاوندوں کو سجدہ کروایا جاتا لہٰذا یاد رکھو کہ اگر تم سے خاوند ناراض ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہے۔

مرد کی ناراضگی کے اسباب

۱۔ عورت بدزبان ہے۔ بولتے وقت مرد کی عزت کا لحاظ نہیں رکھتی۔ غصہ کے وقت اس کی عزت اتار کر رکھ دیتی ہے۔

۲۔ بعض عورتیں مرد کے ماں باپ کو برا بھلا کہہ دیتی ہیں جسے مرد برداشت نہیں کر سکتا۔

۳۔ عورت فضول خرچ ہو۔ مرد کی مرضی کے بغیر عورت کو اس کا مال خرچ کرنا حرام ہے

۴۔ مرد کی مرضی کے بغیر عورت گھر سے باہر جائے، خواہ اپنے رشتہ داروں کے ہاں جائے

۵۔ جن لوگوں کے سامنے کھلے منہ ہونا مرد پسند نہیں کرتا۔ ان کے سامنے ہونا۔

عزیز بہنو! اس قسم کی غلطیوں سے اپنے آپ کو بچایا کرو، تاکہ عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہونے پاؤ۔ ہاں الگ بات ہے کہ آپ نے ان کی فرمانبرداری میں کوئی کمی نہیں کی۔ پھر بھی مرد خواہ مخواہ ناراض رہتا ہے تو اس صورت میں اللہ کریم کے کرم سے

امید ہے کہ تم پر کوئی گرفت نہ ہوگی۔

اسلامی بہنو! یہ آٹھ حقوق بیان کئے گئے ہیں جو کہ عورت کے ذمے مرد کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی جاتی ہے کہ ہماری بہنوں کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکموں کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے

آمین۔ ثم۔ آمین

یتیموں کا حق

۸۔ آٹھواں حق: دینی بہنو! خالق کائنات نے اپنے فضل وکرم سے دنیا کو آباد رکھنے کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ ان کو ایک ماں اور ایک باپ سے پیدا فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی۔	اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ماں باپ سے پیدا کیا۔

یعنی تم سب کا اصل ایک ہے جب سب انسانوں کا ایک ماں اور ایک باپ ہوگا تو بالضرور ایک دوسرے سے محبت وپیار کریں گے۔ جس سے دینی اور دنیاوی معاملات میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اور اپنی مستعار زندگی بلا تکلف گزار سکیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ صرف حضرت آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اتنی نسل بڑھی کہ آج زمین کا کوئی خطہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر انسانی آبادی نہ ہو۔ میدانوں میں صحراؤں میں جزیروں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر انسانوں کی آبادی ہے۔ پھر اللہ رحیم وکریم نے ماں باپ کے دل میں اپنی اولاد کی اس قدر محبت پیدا فرمادی ہے تاکہ چھوٹے ننھے منھے بچے آسانی سے پروان چڑھ سکیں۔

کیا تم دیکھتی نہیں کہ باپ کے دل میں بچے کی محبت کس قدر ہے کہ سارا دن

پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے۔ اور کمائی کر کے گھر لاتا ہے اور اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے۔ اسی طرح ماں کے دل میں اپنے بال بچوں کی محبت کس قدر ہوتی ہے۔ ادھر بچہ رویا۔ ادھر ماں کی نیند اچاٹ ہو گئی۔ ماں اپنے بچے کی خاطر اپنی نیند اور اپنا آرام بچے پر قربان کر دیتی ہے۔ گھر میں غربت افلاس بھی ہو خود بھوکی پیاسی رہ جائے گی مگر بچے کو بھوکا نہ ہونے دے گی۔ خود تو پھٹے پرانے کپڑے پہن لے گی مگر اپنے بچوں کو عمدہ لباس پہنانے کی کوشش کرے گی۔ کتنا با نصیب ہے وہ بچہ جس کے ماں باپ زندہ ہوں۔ جو بات منہ سے نکالتا ہے۔ فوراً پوری کی جاتی ہے۔ جو ضد کرتا ہے پوری ہو کر رہتی ہے۔ جب کپڑے میلے کچیلے ہو جاتے ہیں تو صاف کر دیے جاتے ہیں۔ اگر جسم خراب ہو جاتا ہے تو نہلایا جاتا ہے۔ بالوں میں تیل لگایا جاتا ہے اور کنگھی سے سنوارے جاتے ہیں۔

مگر کاش! کہ وہ بچہ جس کے سر سے والدین کا سایہ اُٹھ گیا ہے وہ اگر روتا بھی ہے تو کوئی اس کے آنسو پونچھنے والا نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ روٹھتا ہے تو کوئی پیار سے منانے والا نہیں۔ اور اگر بیمار ہو جاتا ہے تو کوئی دوا دارو کرنے والا نہیں ہوتا۔ دل میں اگر ایک شئے کا شوق پیدا ہوتا ہے تو کسی کو بتلا نہیں سکتا۔ اگر کسی کو بتلا ہی دیتا ہے تو کوئی سنتا ہی نہیں۔ اگر سنتا ہے تو اُسے پورا ہی نہیں کرتا۔ بدن پر اگر کپڑے میلے ہو جاتے تو کوئی ان کو دھونے اور صاف کرنے والا نہیں ملتا اگر بھوکا ہوتا ہے تو کوئی اسے سیر کرا کر کھانا نہیں کھلاتا۔ دوسرے بچوں کو دیکھ کر ناز نخرے کرنے پر جی چاہتا ہے۔ مگر کوئی ناز بردار نہیں ملتا۔ شب و روز اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔ اسے رونا آتا ہے۔ مگر روتا نہیں۔ کیونکہ جانتا ہے کہ میرے رونے کو دیکھنے اور سننے والے قبروں میں سو رہے ہیں۔ بلکہ دل ہی دل میں سب کے سب رنج و غم پی جاتا ہے۔ اداسیوں اور غموں سے اس کا دل زخمی ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ کوئی بھی ایسا نہیں جو اس کے زخمی دل پر محبت کی مرہم لگا دے۔

مگر ہاں بے شک ایسی ذات ہے۔ جس نے اس کو یتیم بنایا تھا وہ ذات یتیم کے زخمی دل کو خوب جانتا ہے۔ اور اس پر رحم و کرم کی مرہم لگاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۔ (لوگو) یتیم پر قہر و غضب نہ کرو۔

کیوں کہ اس کا زخمی دل قہر و غضب کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہاں یہ ارشاد فرما کر یتیم کی دلداری فرمائی۔ اور ادھر اپنے پیارے محبوب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یتیم بنا دیا۔ تاکہ لوگ یتیموں کو ذلیل و حقیر نہ سمجھیں اگر کسی یتیم کو دیکھیں تو فوراً ان کو یاد آجائے کہ خدا تعالےٰ کے لاڈلے اور پیارے محبوب اور ہمارے پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی یتیمی کا زمانہ گذار چکے ہیں۔ یہ یاد آتے ہی لوگ اس یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک اور پیار و محبت سے پیش آئیں گے۔

حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمؐ نے یتیموں کی بڑی دلداری فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

۱۔ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَا یُعَذِّبُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ رَحِمَ الْیَتِیْمَ ۔ نزھتہ المجالس ج۲ ص۱۲۵)

مجھے اس خدائے بزرگ کی قسم کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اس شخص کو عذاب نہیں دیگا جو یتیم پر رحم کرتا ہے۔

۲۔ اَنَا وَكَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَهُمَا ۔ (رواہ البخاری)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور ارشاد فرمایا اپنی انگشتِ شہادت اور وسطی سے اور ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔

۳۔ مَنْ عَالَ ثَلٰثَةً مِنَ الْاَیْتَامِ كَانَ كَمَنْ قَامَ لَیْلَهٗ وَصَامَ نَهَارَهٗ

جو شخص تین یتیموں کی خبر گیری کرتا ہے تو وہ اس شخص جیسا ہو گا جو ساری رات نماز پڑھے

وَغَدَا وَرَاحَ شَاهِرًا سَيْفَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ اِخْوَانِ كَمَا هَاتَيْنِ اُخْتَانِ وَاَلْصَقَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى۔ (رواہ ابن ماجہ)

اور سارا دن روزہ رکھے اور صبح وشام اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ننگی تلوار سے جہاد کرے میں اور وہ جنت میں قریب ہوں گے جیسا کہ یہ دونوں انگلیاں شہادت اور درمیانی آپس میں متصل ہیں۔

۴ - خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُسَاءُ اِلَيْهِ۔

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۳)

مسلمانوں میں خیر و برکت والا وہ گھر ہے کہ جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ ہوتا ہو اور برا اور بے برکت گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا جاتا ہو۔

۵ - مَنْ اٰوٰى يَتِيْمًا اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ اَلْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَّا يُغْفَرُ

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۳)

جو کوئی کسی یتیم اپنے کھانے پینے کی طرف جگہ دے یعنی کھلائے پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے یقیناً جنت واجب فرما دیتا ہے مگر یہ کہ ایسا گناہ کرے جو بخشا نہیں جاتا یعنی شرک۔

میری دینی بہنو! ان مبارک حدیثوں کو بار بار پڑھو اور یتیموں کے ساتھ بہترین سلوک کرو۔ اگر تمہارے گھر کوئی یتیم رہتا ہو تو اس سے وہی پیار کرو جو اپنے بچوں کے ساتھ کرتی ہو۔ اور اپنے بچوں سے پہلے ان کو کھانا کھلاؤ اور ان کے ہوتے ہوئے اپنے کسی بچہ کے ساتھ پیار نہ کرو۔ تاکہ یتیم بچے کو اپنی والدہ نہ یاد آجائے اور اس کا دل زخمی نہ ہو۔ خوب یاد رکھو کہ یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالےٰ اور اس کا حبیب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بہت راضی ہوتے ہیں اور جنت کا داخلہ آسان ہو جاتا ہے۔ اب ایک حکایت ایمان افروز سنو۔

حکایت: ایک شخص بڑا فاسق و فاجر تھا۔ ایک دن اس نے ایک یتیم کو دیکھا۔ جو ننگا پھر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اسے رحم آگیا اور اس یتیم کو کپڑے پہنا دیئے

جب رات کو وہ شخص سوتا ہے تو خواب میں دیکھتا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور فرشتے بد عملی کی وجہ سے اُسے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں اچانک وہی یتیم بچہ جس کو اس نے کپڑے پہنائے تھے، وہاں آگیا اور فرشتوں کو کہنے لگا کہ اسے چھوڑ دو تاکہ میں اسے اپنے رب کریم کی طرف لے جاؤں مگر فرشتوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی، اے میرے فرشتو! اس شخص کو آزاد کر دو۔ کیونکہ میں نے اس احسان کے بدلے جو اس نے اس یتیم کے ساتھ کیا ہے، بخش دیا ہے۔ جب وہ بیدار ہوا تو پہلے سے بڑھ کر یتیموں کے ساتھ احسان کرنے لگا۔

(زواجر جلد اول صد ۲۰۶، نزہتہ المجالس صد ۱۲۵)

یتیموں کے سروں پر ہاتھ پھیرنے کی برکت

مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيْمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرٍ تَمُرُّ عَلَيْهَا يَدُهٗ حَسَنَاتٌ

(مشکوٰۃ شریف صد ۴۲۳)

جو شخص یتیم کے سر پر محض رضائے الٰہی کیلئے ہاتھ پھیرے گا تو جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنی نیکیاں اس کو ملیں گی۔

عزیز بہنو! کتنا مفت کا سودا ہے۔ تم بھی کسی یتیم بچے، بچی پر ہاتھ پھیر کر بیشمار نیکیاں اپنے اعمالنامہ میں لکھوا لیا کرو۔

یتیموں کا مال کھانا حرام ہے

بعض بہنیں یتیموں کی پرورش تو کرتی ہیں۔ مگر کسی نہ کسی حیلے بہانے سے ان کا مال کھا جاتی ہیں۔ یاد رکھو۔ تم نے یتیم کا مال نہیں کھایا۔ بلکہ آگ کے انگاروں سے پیٹ بھرا ہے۔ سنیئے احکم الحاکمین کیا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ

جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں،

اَلْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًاؕ ﴿پارہ ۴ سورۃ نساء﴾ — بے شک وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں

حکایت:- ایک کاتب اپنا ایک قصہ سناتے ہیں کہ میں نے قریباً ساٹھ کے قریب قرآن پاک لکھے ہیں۔ میرے دیکھنے میں یہ آیا کہ مکھی ہر کلمہ پر بیٹھتی ہے مگر ان حروف پر جو وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ ہیں نہیں بیٹھتی ہے۔ گویا کہ مکھی بھی یتیم کا مال کھانے سے ڈرتی ہے جو کہ غیر مکلف ہے۔ مگر ہم ہیں جو مال یتیم کو شیر مادر خیال کر کے ہڑپ کر لیتے ہیں۔

(نزہتہ المجالس صہ ۱۲۵)

دو عبرت آموز روایتیں

۱۔ حضرت ابو یعلیٰ نے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن ایک قوم قبروں سے ایسی حالت میں نکالی جائے گی کہ ــــ جن کے منہ سے آگ کے شعلے نکلیں گے۔ کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ تو شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ — جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں
اَلْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ — بیشک وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں
بُطُوْنِھِمْ نَارًا ﴿پارہ ۴ سورۃ نساء﴾ (زواجر صہ ۲۰۵)

۲۔ شاہِ انس وجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میں نے ایک گروہ دیکھا کہ ان کے کھکاڑے توڑے جاتے ہیں اور ان کے منہ میں آگ کے پتھر ڈالے جاتے ہیں۔ اور وہ پتھر ان کی دبر سے باہر نکالے جاتے ہیں تو آپ نے جبریل (علیہ السلام) سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ (زواجر صہ ۲۰۵)

۹- پڑوسی کا حق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (پارہ ۵ سورۂ نساء)

اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو، اور اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک نہ کرو، اور ماں باپ اور قرابتداروں سے یتیموں سے اور مسکینوں سے ہمسایہ قریب سے اور دور کے ہمسایہ سے کروٹ کے ساتھی یعنی رفیق اور مسافر سے غلاموں سے نیکی اور احسان سلوک کرو۔

عزیز بہنو! اللہ جل مجدہٗ نے بڑی تفصیل سے اپنا حق اور حقوق العباد کا ذکر فرمایا ہے۔ حقوق العباد میں سب سے پہلا حق ماں باپ کا ہے۔ دوسرا قرابتداروں رشتہ داروں کا، تیسرا یتیموں کا اور چوتھا مسکینوں کا اور پانچواں ہمسایہ قریب کا۔ اور چھٹا ہمسایہ بعید یعنی دُور کا، ساتواں رفیق کا اور آٹھواں مسافر کا اور نواں لونڈیوں اور غلاموں کا۔

دینی بہنو! تم نے ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں کے حقوق تو سُن چکی ہو۔ اب ذرا کان لگا کر اپنے ہمسایوں کے حقوق بھی سنو۔

ہمسایہ غریب کو خیرات و صدقات بھیجنا

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ

(مشکوٰۃ شریف ص۴۲۴)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ کامل مومن نہیں جو خود سیر ہو کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔

پیاری بہنو! جب تمہارا ہمسایہ غریب اور مفلس ہے اور تم کو اللہ کریم نے سب کچھ دیا ہے تو ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے مال سے بطور صدقہ و خیرات اپنے غریب ہمسایہ کے گھر بھیج کر ثواب دارین حاصل کر لیا کرو۔

ہمسایہ مالدار ہے اسے کوئی چیز بطور تحفہ بھیجنا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا اشْتَرَیْتَ فَاکِہَۃً فَاھْدِ لَہٗ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاَدْخِلْھَا سِرًّا وَّلَا یَخْرُجُ بِھَا وَلَدُکَ یَغِیْظُ بِھَا وَلَدَہٗ۔ (اکشف الغمہ صـ۲۱۵)

رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو کوئی میوہ خرید کر لائے تو بطور ہدیہ اپنے ہمسایہ کے گھر بھیج دے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو چپکے سے اُسے گھر لے آیا۔ اور تیرا بچہ وہ میوہ باہر نہ لے جائے کہ کہیں ہمسایہ کا بچہ اُسے دیکھ کر تنگ دل نہ ہو۔

دینی بہنو! دوسروں کو کوئی چیز بطور ہدیہ اور تحفہ کے بھیج دیا کرو اس سے آپس میں محبت و اُلفت بڑھتی۔ خصوصاً ہمسایہ کے گھر تحفہ بھیجنا عین سعادت ہے اگرچہ ہمسایہ مسلمان نہ بھی ہو۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بکری ذبح فرمایا کرتے تھے اور اپنے خادم حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے کہ اس میں سے ہمارے ہمسایہ کے گھر بطور ہدیہ بھیجو۔ حالانکہ آپ کا ہمسایہ یہودی تھا۔ پھر بھی آپ اپنے ہمسایہ کی اتنی نگہداشت فرمایا کرتے تھے۔ (اکشف الغمہ صـ۲۱۶)

اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تہذیب الاسماء واللغات میں لکھتے ہیں کہ حضرت عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو ایک جلیل القدر صحابی تھے جنہوں نے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چھتیس حدیثیں روایت کی ہیں۔ جب آپ چیونٹیوں کے بل پر سے گزر فرماتے تو روٹی کے ٹکڑے ڈال کر فرماتے کہ یہ بھی ہمارے ہمسائے ہیں، اور ہم پر ہمسایہ کا حق ہے۔

(نزہۃ المجالس جلد اول صـ۲۰۰)

محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمادیا کہ سالن میں پانی زیادہ ڈالو، اور اسی میں سے ہمسایہ کے گھر بھیج دو۔ فرمایا

اِذَا اشْتَرٰی اَحَدُکُمْ لَحْمًا وَّ طَبَخَ قِدْرًا فَلْیُکْثِرْ مَرَقَتَہٗ فَلْیَغْرِفْ لِجَارِہٖ مِنْہُ (کشف الغمہ صـ۲۱۵)

جب تم میں سے کوئی ایک گوشت خریدے تو ہانڈی پکانے وقت چاہیئے کہ پانی زیادہ ڈال کر شوربا زیادہ بنائے اور اس میں سے کچھ چمچے اپنے ہمسایہ کے گھر بھیج دے۔

ہمسایہ کو تکلیف دینی خدا سے جنگ کرنا ہے

میری پیاری بہنو! تمہارے ہاتھ اور زبان سے ہمسایہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ورنہ اللہ قہار اس حبیب پاک سے جنگ لڑنی پڑے گی۔ شاہ کون و مکان صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

مَنْ اٰذٰی جَارَہٗ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ حَارَبَ جَارَہٗ فَقَدْ حَارَبَنِیْ وَمَنْ حَارَبَنِیْ فَقَدْ حَارَبَ اللّٰہَ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ (المجالس السنیہ صـ۴۴، کشف الغمہ صـ۲۱۴)

جس نے اپنے ہمسایہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جس نے اپنے ہمسایہ سے لڑائی کی اس نے میرے ساتھ لڑائی کی اور جس نے میرے ساتھ لڑائی کی اس نے اپنے خدا عزوجل کے ساتھ لڑائی کی۔

حکایت:- ایک شخص آقائے رحمت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے ہمسایہ کی شکایت کی۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنا سامان نکال کر راستہ میں ڈال دے۔ اس نے اپنا سامان نکال کر گھر کے راستہ میں ڈال دیا۔ گزرنے والے اس سے پوچھتے کہ تیرا سامان راستہ میں کیوں پڑا ہے۔ اور یہ اپنے ہمسایہ کی خبر ان کو سنا دیتا۔ لوگ اس پر لعنت کرتے۔ وہ لوگوں کی لعنت و ملامت سے تنگ آکر دربار رسالت میں حاضر

ہوا، اور عرض کیا، یارسول اللہ! جو آدمی مجھے ملتا ہے۔ وہ مجھ پر لعنت کرتا ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کی لعنت و ملامت سے پہلے رب العزت عزوجل نے تجھ پر لعنت کی ہے۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! اب میں اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دوں گا۔ پھر وہ پہلا شخص شکایت کرنے والا آیا اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو اپنا سامان اٹھا کر گھر میں رکھ لے۔ تیری کفایت ہو گئی۔ (زواجر جلد اول صہ ۲۰۷)

بڑی نمازیں پڑھنے والی ہمسایہ کو ستانے والی دوزخی ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِھَا وَصِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا غَیْرَ اَنَّھَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا بِلِسَانِھَا قَالَ ھِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ قِلَّۃُ صِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا وَاِنَّھَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِھَا جِیْرَانَھَا قَالَ ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ احمد والبیہقی، مشکوٰۃ صہ ۴۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ بڑی نمازیں اور بڑے روزے اور بڑی خیرات کرتی ہے مگر وہ اپنے ہمسایوں کو زبان سے ایذا پہنچاتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی (پھر) اس نے عرض کیا یارسول اللہ فلانی عورت (پہلی سے) روزے تھوڑے اور خیرات تھوڑی اور نمازیں تھوڑی پڑھتی ہے (یعنی فرضوں کے نفل نمازیں تھوڑی پڑھتی ہے) اور وہ پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے اور ہمسایوں کو زبان سے نہیں ستاتی۔ آپ نے فرمایا وہ بہشت میں جائے گی۔

مسلمان بہنو! تم نے پڑھا، سنا کہ زبان دراز ہمسایوں کو تکلیف دینے والی عورت باوجود نماز، روزہ، خیرات کرنے کے، دوزخ میں جائے گی۔ اگر تم دوزخ سے بچنا چاہتی ہو۔ تو تمہارا فرض ہے کہ ایسا کام نہ کرو جس سے ہمسایہ کو تکلیف ہو۔ بطور نمونہ بعض باتیں ذکر کر دی جاتی ہیں تاکہ عبرت پکڑو۔ مثلاً

۱۔ لڑائی کسی اور بات پر تھی۔ مگر محض ہمسائی کو ذلیل کرنے کے لئے اس پر بہتان باندھ دیا کہ فلاں شخص سے تیرا ناجائز تعلق ہے۔

۲۔ یا ہمسائی کی بہو، بیٹی کو محض ذلیل و خوار کرنے کے لئے ان پر تہمت لگادی کہ ان کا فلاں شخص سے ناجائز تعلق ہے۔

۳۔ یا گھر میں سے کوئی چیز گم ہوئی تو بلا تحقیق اپنے گمان سے ہمسائی کے ذمہ لگا دی کہ وہ یا اس کے بچے لے گئے ہوں گے۔ یہ خیال نہیں کرتیں کہ ممکن ہے ہمارے بچے نے کہیں ضائع کی ہو۔

۴۔ عموماً ہمسائے ایک دوسرے کے حالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہمسایوں کے حالات جہاں گئیں وہاں سناتی رہیں۔ یہ عورتوں میں عام مرض ہے۔ حالانکہ محبوب کبریا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت (گلہ کرنا) کا گناہ زنا سے بھی زیادہ سخت ہے اور غیبت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جھوٹی بات کہی جائے بلکہ جو بات بھی کسی کے پس پشت کہی جائے کہ اگر روبرو کہی جاتی تو اسے ناگوار طبع ہوتی خواہ وہ سچی بات ہو وہ غیبت ہے امید ہے کہ جب میری دینی بہنیں غیبت کی برائی سے واقف ہوں گی تو کسی کی بالعموم اور ہمسائے کی بالخصوص غیبت کرنے سے اپنی پاک زبان کو بچالیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ہمسایہ کی اذیت پر صبر کرنا بڑی نیکی ہے

اسلامی بہنو! ہمسایہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا ضرور نیکی ہے۔ مگر ہمسائے کی تکلیف پر صبر کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ حُسْنُ الْجِوَارِ کَفُّ الْاَذٰی ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک صرف یہی

وَلٰکِنَّ الصَّبْرَ عَلَی الْاَذٰی۔ نہیں کہ اسے تکلیف نہ دی جائے بلکہ اس کی تکلیف دینے پر صبر کیا جائے۔ (کشف الغمہ صـ۲۱۴)

مطلب یہ ہے کہ ہمسائے سے اچھا برتاؤ یہ ہے کہ اگر اس کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو جائے تو اس کو بھی نظر انداز کر دینا چاہیئے۔

حکایت:۔ امام المسلمین شہزادہ دوجہان بہشتی جوانوں کا سردار حضرت حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہمسایہ ایک یہودی تھا۔ اس کے بیت الخلا کی دیوار میں سوراخ ہو گیا جس کی وجہ سے وہاں کی گندگی حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر گرنی شروع ہو گئی۔ مگر یہودی کو اس کا پتہ نہ چلا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کی عورت حضرت امام حسن کے گھر آئی۔ اور دیکھا کہ ان کے گھر کی گندگی حضور کے گھر میں جمع ہو ہو کر ڈھیر لگ گیا ہے۔ اس نے واپس جا کر اپنے خاوند کو اطلاع دی۔ چنانچہ یہودی معذرت کرنے کے لیئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا کوئی بات نہیں۔ ہمارے جدامجد سیدنا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ اپنے ہمسایہ کا اکرام کیا کریں۔ اور ان کی زیادتیوں کو برداشت کیا کریں۔ یہودی یہ اسلام کی اچھی تعلیم اور آپ کے حُسنِ خلق کو دیکھ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ عزیزہ بہنو! دیکھا آپ نے اپنے ہمسایہ کے ساتھ احسان اور پھر اس کا نتیجہ۔ نزہتہ المجالس صـ۲۰۱)

اپنے نیک ہونے کی پہچان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دربار رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں کیسے جانوں کہ میں نے نیکی کی یا برائی کی نوشاہِ انس وجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے ہمسائے کی زبان سے یہ سُنے کہ تُو نے اچھا کیا۔ تو سمجھ لینا کہ تو نے نیکی کی ہے اور جب

تو اس سے یہ سُنے کہ تو نے بُرا کیا، تو واقعی تُو نے بُرائی کی ہے (مشکوٰۃ صلاکا)

۱۰۔ عام انسانوں کے حقوق

عن جریر بن عبد اللہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ (رواہ بخاری و مسلم)

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

عزیز بہنو! اگر تم چاہتی ہو کہ اللہ رحیم تم پر رحم کرے۔ تو تمہیں چاہیئے کہ ہر ایک انسان پر رحم کرو۔ یعنی جہاں تک ممکن ہو۔ ہر ایک انسان کی مدد کرکے دعا کیا کرو۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُہُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ (رواہ ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحمت نازل کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو، تم پر وہ (اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے) رحم کریں گے جو آسمان پر ہیں۔

اسلامی بہنو! زمین پر رہنے والے انسان بلکہ پرند چرند حیوانات پر رحم کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ غرضیکہ ہر ایک جاندار کو دکھ دینے سے پرہیز کیا کرو۔ مثلاً حیوانات پر اس طرح ظلم ہو سکتا ہے کہ گائے بھینس، بھیڑ بکری ہم نے پالی ہوئی ہیں۔ اسے وقت پر پانی نہ پلائیں۔ چارہ کم کھلائیں۔ ان جانوروں کے بچوں کو بھوکا ماریں اور دودھ سارا خود دوہ لیں۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا۔ جس نے بلّی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ خود کھانے کے لئے اُسے دیا اور نہ چھوڑا

کہ خود تلاش کرکے اپنا رزق تلاش کرتی۔ اسی حالت میں وہ مرگئی۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

عزیز بہنو! نیک بننے کے یہ دس حقوق ذکر کیے گئے ہیں۔ جن بہنوں کا خدا تعالیٰ پر ایمان ہے اور قیامت پر یقین رکھتی ہیں۔ عذاب الٰہی سے نجات چاہتی ہیں۔ انہیں اپنی ایمانی قوت سے ان حقوق کی نگہداشت کرنے کا شوق پیدا ہوگا اور اپنے آپ نیک بنانے کی کوشش کریں گی۔

دُعا :۔ اے اللہ! تو ہماری بہنوں کو صحیح مسلمان بنا۔ انہیں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

مغربی عورتوں کے نقائص و عیوب سے نفرت دلا۔

دوزخ سے بچا!

جنت میں داخل فرما!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ (پارہ ۱۸ سورۃ نور)
گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کیلئے۔

چند بری عورتوں کے حالات

عزیز بہنو! تم نے نیک اور صالح بیبیوں کے حالات سن چکی ہو۔ اب برائے عبرت و مصلحت بعض بری عورتوں کے حالات سن لو۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا۔ چیزوں کو اپنی ضدوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ذرا یہ بھی دیکھنا کہ ان بری اور بد باطن و خراب عورتوں کا انجام کیسا ہوا۔

واعلہ کا حال

واعلہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی تھی۔ مگر ایمان نہیں لائی تھی اور سابقہ شریعت میں کافرہ عورت سے نکاح جائز تھا۔ اگرچہ شرع محمدی میں کافرہ کا نکاح مسلمان مرد سے جائز نہیں ہے۔ جب طوفان آیا، جو طوفان نوح کے نام سے مشہور ہے اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکم الٰہی ایمان والوں کو اور جانوروں کے ایک ایک جوڑے کو سوار کرنے لگے۔ تو اپنے بیٹے کنعان اور اپنی بیوی واعلہ کو بہت سمجھایا کہ ایمان لاکر کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ مگر ان دونوں نے نہ تو ایمان قبول کیا اور نہ ہی کشتی میں سوار ہوئے۔ جب طوفان خوب زور سے آیا تو اس میں یہ دونوں اور ان کی قوم ڈوب کر تباہ ہو گئے۔ قرآن مجید کی سورت ہود میں ان دونوں کا ذکر اس طرح آیا ہے۔

حَتّٰی اِذَا جَاءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَا اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ (سورۃ ھود پارہ ۱۲)

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور اُبلا ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لے ہر جنس میں سے ایک جوڑا نر و مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ان کے سوا اپنے گھر والوں اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے۔

یہاں مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ یعنی اُن کے ہلاک کا حکم ہو چکا ہے ان سے مراد آپ کی بی بی واعلہ اور آپ کا بیٹا کنعان ہے جو اس طوفان کی نذر ہو گئے تھے۔

میری دینی بہنو! اس واقعہ سے تم کو یہ مسئلہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ انبیائے عظام صرف ایمان داروں کی مدد کرتے ہیں اور کافروں کی بالکل مدد نہیں فرماتے۔ نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔ قیامت کے روز ہر نبی اپنی امت کے ایمانداروں کی سفارش فرمائیں گے اور اللہ جل شانہٗ ان کی سفارش منظور فرما کر بڑے بڑے گناہ گاروں کو داخل جنت فرمائیں گے۔ تم بھی اپنے ایمان کو خوب مضبوط رکھو۔ تاکہ قیامت کے روز شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری شفاعت فرمائیں گے۔

صدوق اور عنیزہ کا حال

قوم ثمود کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ

اور ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں زمین سے

الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ | پیدا کیا اور اس میں تمہیں بسایا تو اس سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ۔ بیشک میرا رب قریب ہے۔ دعا سننے والا۔

(پارہ ۱۲ سورۃ ھود)

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے اللہ تعالےٰ سے دُعا کی تو پتھر سے بحکم الٰہی ناقہ (اونٹنی) پیدا ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝ (پارہ سورت ھود) | اور اے میری قوم یہ اللہ کی ناقہ ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بُری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا۔

اونٹنی کی اس طرح پیدائش ایک معجزہ تھا۔ پھر وہ ایک دن پانی پیتی تھی اور تمام قبیلہ ثمود ایک دن۔ اس کے پینے کے روز اس کا دودھ دوہا جاتا تھا اور اتنا ہوتا تھا کہ تمام قبیلہ کو کفایت کرتا تھا۔ یہ بھی معجزہ تھا۔ اور تمام وحوش و حیوانات اس کی باری کے روز پانی پینے سے باز رہتے تھے اور یہ بھی ایک معجزہ تھا۔

قوم ثمود میں دو عورتیں تھیں۔ جن کا چال چلن خراب تھا۔ ایک کا نام عنیزہ تھا۔ جس کی خوبصورت لڑکیاں تھیں اور بہت سے اونٹوں اور گاؤں اور بکریوں کی مالکہ تھی اور دوسری کا نام صدق بنت المحیا بن مہر تھا جو خوبصورت اور بہت سے جانوروں کی مالکہ تھی۔ ان دونوں کو حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس لئے دشمنی تھی کہ ایک دن ان کے جانور پانی پینے سے محروم رہ جاتے تھے۔ انہوں نے اونٹنی کو زخمی کرنے کا حیلہ بنایا چنانچہ عنیزہ نے قدار نامی ایک شخص کو بلا کر کہا کہ اگر تو اونٹنی کو زخمی کر دے تو میری جس لڑکی کو پسند کرے میں تجھے

دے دوں گی۔ چنانچہ قدار نے اپنے چند ساتھیوں کو لے کر اونٹنی کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب وہ اونٹنی پانی کے لئے جا رہی تھی تو سب نے نکل کر تلواروں سے اس پر حملہ کیا اور اس کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ جب اونٹنی گر گئی۔ پھر انہوں نے تلواروں سے اس کا بالکل کام تمام کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ۔

تو انہوں نے اس کی کوچیں کاٹیں تو صالح (علیہ السلام) نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرما دیا شنبہ کو تم پر عذاب آئے گا۔ پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے۔ دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز یعنی جمعہ کو سیاہ اور شنبہ کو اہفتہ اکو عذاب نازل ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوگا۔ دوپہر کے قریب آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے ان لوگوں کے دل پھٹ گئے اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۠ (پارہ ۱۲ سورۃ ھود)

اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے۔ سن لو بیشک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ارے لعنت ہو ثمود پر۔

عزیز بہنو! دیکھا تم نے ان عورتوں نے مال کی محبت میں یہ شرارت کی اور اس کا وبال ساری قوم پر پڑ گیا۔ کیونکہ وہ اس فعل سے راضی تھے

دینی بہنو! اپنے دلوں سے مال و متاع کی محبت نکال دو۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اپنے دلوں میں رکھو اور بد مذہب شریر عورتوں سے جہاں تک ہو سکے دور رہو۔ ورنہ جو وبال ان پر پڑے گا کہیں تم پر بھی نہ پڑ جائے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا حال

علماء سیر و اخبار کا بیان ہے کہ قوم لوط کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب تھیں اور وہاں غلّے اور پھل بکثرت پیدا ہوتے تھے زمین کا دوسرا خطہ اس کی مثل نہ تھا۔ اس لئے جگہ بجگہ سے لوگ یہاں آتے تھے اور انہیں پریشان کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے پاس ابلیس لعین ایک بوڑھے کی صورت میں نمودار ہوا اور ان سے کہنے لگا کہ اگر تم مہمانوں کی اس کثرت سے نجات چاہتے ہو۔ تو جب آئیں تو ان کے پاس بدفعلی کرو۔ اس طرح یہ فعل بد انہوں نے شیطان سے سیکھا اور ان میں رائج ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ ان لوگوں کو دین حق کی دعوت دیتے تھے اور فعل بد سے روکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝

اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی تم مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو۔ عورتیں چھوڑ کر تم لوگ حد سے گذر گئے۔

(پارہ ۸ سورۃ اعراف)

حضرت لوط علیہ السلام نے ان لوگوں کو اس بدفعلی اور خلاف فطرت کام سے بہت روکا۔ مگر قوم نے آپ کا کوئی اثر قبول نہ کیا۔

فرشتوں کا آنا چار فرشتے نہایت خوبصورت اور نوجوان و کم عمر لڑکوں کی صورت اختیار کئے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کے کاشانہ عالیہ پر مہمان بن کر حاضر ہوئے۔ ویسے تو ان کے آنے سے خوش ہوئے۔ مگر یہ فکر آپ پر غالب ہو گئی کہ یہ ہیں بہت خوبصورت اور حسین۔ مگر قوم بداعمال ہے وہ انہیں دیکھ

تنگ کرے گی۔ اور مجھے شرمندہ ہونا پڑا۔ اپنی بیوی کو فرمایا کہ مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرو۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی شرارت

آپ کی بیوی کافرہ تھی۔ اس سے آپ نے فرمایا کہ میری قوم کی اخلاقی حالت بہت خراب ہے کسی سے ہرگز مہمانوں کے قیام کا ذکر نہ کرنا۔ لیکن بیوی بڑی بدباطن تھی۔ اور اپنی قوم سے ہمدردی رکھتی تھی اور ان سے ملی جلی رہتی تھی۔ بیوی نے محترم شوہر سے تو اقرار کر لیا۔ لیکن دل میں کہنے لگی کہ یہ مہمان بہت حسین اور کم عمر ہیں۔ انہیں دیکھ کر میری قوم کے لوگ نہ صرف یہ کہ بہت خوش ہوں گے بلکہ میرا احسان بھی مانیں گے۔ کسی کام کے بہانہ باہر گئی اور لوگوں کو اطلاع دے آئی کہ آج ہمارے گھر چار مہمان آئے ہیں جو اس قدر خوبصورت ہیں کہ گھر میں اُجالا ہو گیا ہے۔ یہ سنتے ہی دس اشقیا حضرت لوط علیہ السلام کے گھر جا پہنچے۔ آپ نے انہیں بہت سمجھایا۔ مگر وہ نہ مانے حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے مکان کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اور اندر سے گفتگو فرما رہے تھے۔ ان لوگوں نے چاہا کہ دیوار کو توڑ دیں۔ آپ بہت گھبرائے جب فرشتوں نے آپ کا رنج و اضطراب دیکھا تو کہا ہم فرشتے ہیں ان لوگوں کو عذاب دینے آئے ہیں۔ تو دروازہ کھول دو۔ ہمیں اور انہیں چھوڑ دو اور تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچ سکے گا۔ حضرت نے دروازہ کھول دیا۔ قوم کے لوگ مکان میں گھس آئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم الٰہی اپنا بازو ان کے منہ پر مارا۔ سب اندھے ہو گئے۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کے مکان سے نکل کر بھاگے۔ انہیں راستہ نظر نہیں آتا تھا اور یہ کہتے جاتے تھے۔ ہائے ہائے لوط کے گھر بڑے جادوگر ہیں۔ انہوں نے ہم پر جادو کر دیا۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ۔ حضرت لوط علیہ السلام یہ سن کر مطمئن ہو گئے اور پہر رات گذرنے پر اپنے خاندان کو لیکر

اپنے گھر سے باہر نکل گئے۔ فرشتوں نے ان بستیوں کا تختہ اُلٹ دیا۔ آن کی آن میں تمام سر بفلک عمارات، باغات، مواشی اور انسان ختم ہو کر یہ پورے کا پورا خطہ کھنڈروں کا ایک عبرتناک ڈھیر بن گیا۔ ساتھ ہی اوپر سے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ جس نے ان لوگوں کو بھی جو اتفاق سے باہر گئے تھے۔ وہ بھی موت کی نذر ہو گئے۔ اور کوئی متنفس بھی اس بربادی پر آنسو بہانے کو باقی نہ رہا۔

لوط علیہ السلام کی بیوی کی تباہی خدائے قدوس نے آپ کو پہلے ہی بذریعہ وحی بتا دیا تھا

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَا اَصَابَهُمْ ؕ (پارہ ۱۲ سورۃ ھود)

اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے۔ سوائے تمہاری عورت کے اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا۔

آپ نے بیوی کو سمجھا بھی دیا تھا کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا۔ مگر وہ بدبخت نہ مانی چلتی جاتی اور اپنی قوم کے جوش میں مڑ مڑ کر دیکھتی جاتی تھی۔ آسمان سے ایک پتھر اس پر بھی آ کر گرا اور وہ بھی وہیں ڈھیر ہو گئی۔

اسلامی بہنو! ایمان قبول نہ کرنا اور بے دین رشتہ داروں سے محبت رکھنا آدمی کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ لہٰذا ہماری بہنیں بے دین رشتہ داروں سے جہاں تک ہو سکے بچی رہیں۔ کیونکہ جو اللہ مجدہٗ اور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ تمہارا کیا لگتا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کرنیوالی عورت کا حال

بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا جسکی بیوی بڑی چالاک اور فاسق تھی۔ جب اس کی جوانی کا آفتاب ڈھلنے لگا۔ بادشاہ کی توجہ میں کچھ کمی محسوس کی۔ تو اس نے ایک حسین نوجوان بیٹی کو جو پہلے شوہر سے تھی۔ بادشاہ کے سامنے کر دیا۔ اور اس کی نگاہ دیکھ کر بولی۔ یہ آپ کی کنیز ہے اور میں اسے آپ کے

نکاح میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ محلات پر کوئی دوسری عورت قابو نہ پا سکے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مسئلہ پوچھوں گا۔ اگر انہوں نے اس عقد کو جائز فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ مگر حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عقد کی اجازت نہ دی۔ یہ عورت یہ سُنتے ہی حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمن بن گئی اور اس کے دل میں کینہ بیٹھ گیا۔ بدفطرت انسانوں کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ نیکوں کی نیکیوں ہی پر بگڑ جاتے ہیں۔

عورت اپنی بیٹی کو وقت بے وقت برابر سامنے کرتی رہی۔ ایک شب (رات) کو اس نے دیکھا کہ بادشاہ شراب میں مدہوش ہے۔ لڑکی کو اشارہ کیا۔ وہ بڑی زیب و زینت سے آراستہ ہو کر اس کے خلوت کدہ میں گئی۔ میدان خالی تھا۔ بادشاہ بے تابانہ اس کی طرف بڑھا۔ بولی کچھ ہو جب آپ میری یہ آرزو پوری نہ کریں کہ یحییٰ (علیہ السلام) قتل کر دیے جائیں۔ اس وقت تک میں آپ کو اپنے اوپر قوت نہ دوں گی۔ بادشاہ نے جوش نفسانیت میں اسے اختیار دے دیا۔ اس بدبخت نے آن کی آن میں سر کٹوا کر منگوا لیا۔ سر مبارک سے تین بار آواز آئی کہ یہ تیری بیٹی ہے۔ مگر کسی نے نہ سنا۔ عین اس وقت جبکہ یہ دونوں ہم آغوش تھے۔ یکایک زمین پھٹی۔ اور اس میں یہ دونوں سما گئے۔

خونِ نبوّت کا جوش اور قہرِ خداوندی

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون بند نہ ہوتا تھا۔ اس زمانہ کے علماء نے کہا کہ جب تلک ان کے قتل کرنے والے کا خون نہ بہایا جائے۔ اس خون کا جوش کم نہ ہوگا۔ اس زمانہ میں ایک اور بادشاہ تھا جو نیک سیرت تھا اسے جب یہ خبر پہنچی۔ اس نے اپنا لشکر لے کر چڑھائی کی۔ اور یہ جتنے قتل میں شریک تھے ان سب کو اور ستّر ہزار کافروں کو قتل کیا۔ تب اس خون کو قرار ہوا۔

عزیز بہنو! دیکھا آپ نے کہ نفس کی پیروی کرنے سے بات کہاں تک پہنچی

ایک تو ایک پیغمبر شہید ہوئے۔ پھر دوسرے گناہ کا کام ہوا۔ مگر پھر بھی نفس کی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ بہت جلد ہی ظلم کا بدلہ مل گیا۔ پھر جتنے لوگ اس واقعہ کو سن کر خاموش ہو گئے اور بادشاہ کو اس ظلم سے نفرت کا اظہار نہ کیا۔ وہ سب بھی اسی وبال میں گرفتار ہو گئے۔ پیاری بہنو! عذاب الٰہی سے ہر وقت ڈرتی رہا کرو اور نفس کی کوئی بات نہ مانو۔ خلاف شرع کام ہرگز نہ کرو۔ اللہ جل شانہٗ ہمیں اور تمہیں نیک ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

اربیل کا حال

حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک بُت پرست بادشاہ کی بیوی تھی۔ جس کا نام اربیل تھا۔ یہ بڑی ظالم اور بے رحم عورت تھی اور اس نے بہت پیغمبروں کو مروا ڈالا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک نیک آدمی رہتا تھا۔ اس کا ایک باغ تھا جو بہت اچھا تھا۔ تمام لوگ اس کی تعریف کرتے تھے۔ اس کا گذر اوقات اسی باغ پر تھا۔ اربیل ظالمہ کو اس کا بڑا دکھ تھا۔ یہ اسی فکر میں رہتی تھی کہ اس شخص کو قتل کر کے اس کے باغ پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔ اتفاق سے اس کا شوہر کسی بڑے دور کے سفر پہ چلا گیا اور جب وہ کہیں جاتا تھا تو اپنی اسی بیوی کو سلطنت کے تمام کام سپرد کر جاتا تھا اس دفعہ بھی اسی دستور کے مطابق بادشاہی کے سب کام اس کے اختیار میں دے دیئے۔ اس نے یہ شرارت کی کہ کئی آدمیوں کو سکھایا کہ تم دربار میں یہ جھوٹی گواہی دینا کہ اس آدمی نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اور اس بادشاہ کا قانون تھا کہ جس شخص پر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ اس نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں۔ اُسے قتل کر دیا جاتا تھا۔ چنانچہ اس ظالمہ نے اس نیک بخت شخص کو گرفتار کر وا کر اپنے پاس بلایا۔ اور کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ تو نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے بادشاہ کو کوئی گالی نہیں دی ہے۔ عورت

نے جھوٹے گواہوں کو بلایا۔ انھوں نے یہ جھوٹی گواہی دے دی کہ اس نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں۔ اس پر اس ظالمہ نے اس نیک بخت کو قتل کروا دیا اور اس کا باغ بھی ضبط کر لیا۔ جب بادشاہ سفر سے واپس آیا۔ اللہ جل شانہٗ نے حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس بادشاہ کو فرما دو کہ ایک بے گناہ مسلمان کو ظلماً قتل کیا گیا اور اس کا باغ بھی چھین لیا گیا۔ اگر دونوں میاں بیوی توبہ کر لیں اور اس کے وارثوں کو باغ واپس کر دیں تو بہتر ہے ورنہ ان کو ہلاک کر دوں گا۔ جب حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ کو اللہ تعالےٰ کا یہ حکم سنایا۔ وہ غضبناک ہوا۔ بجائے توبہ کرنے کے حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن ہو گیا۔ چنانچہ حضرت الیاس علیہ السلام نے اللہ جل مجدہٗ کے حکم سے کسی اور جگہ تشریف لے گئے۔ اور چند دنوں میں اس بادشاہ کا ایک لڑکا بیمار ہو کر مر گیا۔ ابھی یہی صدمہ باقی تھا کہ ایک اور بادشاہ نے اس پر لشکر کشی کی اور ملک چھین لیا۔ اور اس بادشاہ اور اس کی ساری قوم کافر کو نیست و نابود کر دیا۔ (ملخص از عرائس البیان ص ۲۲۴)

دینی بہنو! تمہیں معلوم ہو گیا کہ ظلم کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ خبردار کسی کی چیز پر ناحق قبضہ کرنا یا اذیت دینا یا طعن و تشنیع سے کسی کا دل دکھانا یہ سب کچھ ظلم ہے اور ظلم کا انجام سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہیں ہے تمہیں ان باتوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچانا چاہیئے۔

بلعم باعور کی بیوی کا حال

جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبارین سے جنگ کا قصد کیا اور سرزمین شام میں نزول فرمایا۔ تو بلعم باعور کی قوم اس کے پاس آئی اور اس سے کہنے لگی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ کثیر لشکر ہے وہ یہاں آئے ہیں۔ ہمیں اپنے شہروں سے نکالیں گے۔ اور

قتل کریں گے۔ اور بجائے ہمارے بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں آباد کریں گے تیرے پاس اسم اعظم ہے اور تیری دعا قبول ہوتی ہے۔ تو اٹھ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہاں سے ہٹا دے۔ بلعم باعور نے کہا۔ تمہارا بُرا ہو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں۔ ان کے ساتھ فرشتے ہیں اور ایماندار ہیں۔ میں کیسے ان پر دعا کروں۔ میں جانتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ ہے اگر میں ایسا کروں تو میری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی۔ مگر قوم اس سے اصرار کرتی رہی۔ اور بہت الحاح وزاری کے ساتھ انہوں نے اپنا یہ سوال جاری رکھا۔ تو بلعم باعور نے کہا کہ میں اپنے رب کی مرضی معلوم کر لوں۔ اور اس کا یہی طریقہ تھا کہ جب کبھی کوئی دعا کرتا پہلے مرضی الٰہی معلوم کر لیتا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی اس کو یہی جواب ملا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں کے خلاف دعا نہ کرنا۔ اس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی تھی۔ مگر میرے رب نے ان پر دعا کرنے کی ممانعت فرما دی۔ قوم نے اپنا سوال جاری رکھا تو پھر دوسری مرتبہ بلعم باعور نے رب تعالیٰ سے اجازت چاہی۔ اس کا کچھ جواب نہ ملا۔ اس نے قوم سے کہہ دیا کہ مجھے اس مرتبہ کچھ جواب ہی نہیں ملا۔ قوم نے اس کی بیوی کو بہت مال و زر دے کر کہا کہ تو کسی طریقہ سے اپنے شوہر کو بہکا۔ اس ناپاک عورت نے لالچ میں آ کر اپنے شوہر کو مجبور کر دیا کہ وہ بد دعا کرے۔ آخر کار وہ بد دعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھا۔ تو جو بد دعا کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو اس کی قوم کی طرف پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعا خیر کرتا تھا تو بجائے قوم کے بنی اسرائیل کا نام اس کی زبان پر آجاتا تھا۔ قوم نے کہا۔ بلعم! یہ کیا کر رہے ہو۔ بنی اسرائیل کے لئے دعا کر رہے ہو اور ہمارے لئے بد دعا۔ بلعم باعور نے کہا یہ میرے اختیار کی بات نہیں۔ میری زبان میرے قبضہ میں نہیں ہے۔ اور اس کی زبان باہر نکل پڑی۔ تو اس نے اپنی قوم سے کہا۔ میری دنیا و آخرت

دونوں برباد ہو گئیں۔ قرآن مجید میں ان آیتوں میں اسی بلعم باعور کا ذکر ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ پ ۹ سورۃ اعراف

اور اے محبوب انہیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح کا ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں۔

عزیز بہنو: دیکھا آپ نے کہ لالچ کتنی بری بلا ہے کہ اس عورت نے مال و زر کے لالچ میں آکر اپنا بھی دین خراب کیا اور خاوند کو بھی برباد کر دیا۔ اب بھی بہت سی عورتیں اپنے خاوند کو رشوت دلواتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتیں کہ میاں بیوی دونوں دوزخی بن رہے ہیں۔

شمسون کی بیوی کا حال

بنی اسرائیل کا ایک عبادت گذار شخص تھا جسے شمعون یا شمسون کہتے ہیں یہ حضرت تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن کافروں سے جہاد کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ اسی طرح اس نے ہزار مہینے گذارے تھے جب کفار اس کے مقابلہ سے عاجز آگئے تو ان کی بیوی کو کہا کہ اگر تو اپنے شوہر کو باندھ کر ہمیں خبر دے تو ہم تجھے بہت سامال دیں گے۔ آپ کی بیوی مال و زر کے لالچ میں آکر تیار ہو گئی جب حضرت شمعون رات کو سو گئے تو آپ کو آپ کی عورت نے ایک مضبوط رسی

سے باندھ دیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو اپنی طاقت سے رسہ کو توڑ دیا اور بیوی سے پوچھا تم نے مجھے کیوں باندھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمہاری طاقت دیکھنا چاہتی تھی جب دوسری رات آپ سو گئے تو عورت نے آپ کو لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا جب آپ بیدار ہوئے تو زنجیریں بھی ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ بیوی سے پوچھا۔ تو نے ایسا کیوں کیا ہے تو اس نے یہی جواب دیا کہ میں تمہاری طاقت آزمانا چاہتی تھی۔ بیوی نے پوچھا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی ہے جس سے آپ کو باندھا جا سکتا ہے۔ آپ نے کہا ہاں۔ میرے سر کے بال ہیں جس سے مجھے باندھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ جب آپ تیسری رات سو گئے تو بیوی نے آپ کو آپ کے سر کے بالوں سے باندھ دیا۔ جن کو آپ نہ کھول سکے۔ بیوی نے کفار کو اس کی اطلاع دی۔ انہوں نے آکر آپ کی آنکھیں نکال دیں اور ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ اللہ قہار نے ان کافروں کو زمین میں دھنسا دیا۔ اور عورت پر بجلی گری۔ وہ تباہ ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے دوبارہ حضرت شمعون کو اصلی حالت پر لوٹا دیا۔ الحمد للہ رب العالمین (نزہتہ المجالس ج ۲ صـ ۷)

اسلامی بہنو! میں بدبخت عورت نے دنیا کی لالچ سے اپنے نیک بخت خاوند کے ساتھ کتنی بے وفائی کی اور پھر مراد بھی پوری نہ ہوئی۔ واقعی لالچ ایک بڑا وبال ہے۔ دینی بہنوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوند کی وفاداری میں ذرہ برابر کوتاہی نہ کریں۔ ورنہ کسی بڑی مصیبت کا انتظار کریں۔

بنی اسرائیل کی ایک حاسد عورت کا حال

ایک اسرائیلی شخص کی ایک عورت تھی جس سے اس کا بڑا پیار تھا اور اس کی ایک بوڑھی نیک ماں تھی۔ اور اس کی بیوی کی ماں بھی ایک بوڑھی عورت تھی جو بہت بری عورت تھی۔ یہ دونوں بوڑھی عورتوں کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ اسرائیلی کی ساس ہمیشہ اپنی بیٹی کو اس کی ماں کے خلاف ابھارتی رہتی تھی۔ آخر کار عورت نے اپنے خاوند کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی ماں کو گھر سے کہیں دور لے

جائے۔ خاوند نے مجبور ہو کر اپنی ماں کو ایک جنگل میں چھوڑ دیا تاکہ اسے درندے کھا جائیں، اور خود واپس گھر آگیا۔ ادھر رات کے وقت اس کی ماں کو درندوں نے گھیر لیا۔ بوڑھی کے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس نے پوچھا کہ تیرے ارد گرد کے آوازے کیسے ہیں۔ بوڑھی نے کہا یہ اچھے آوازے اونٹوں اور گائیوں اور بکریوں کے ہیں فرشتہ نے اسے دعا دی کہ اگر خدا نے چاہا تو تیرے حق میں بہتر ہو گا۔ جب صبح ہوئی تو وادی اونٹوں۔ گائیوں اور بکریوں سے بھر گئی۔ اس کے لڑکے نے خیال کیا کہ جا کر دیکھوں کہ میری ماں پر کیا گذری۔ جب وہ اس وادی میں پہنچا تو دیکھا کہ بے شمار اونٹ اور گائے اور بکریاں موجود ہیں۔ ماں سے پوچھا یہ کیا ہے ماں نے کہا، میرے بیٹے! تو نے اپنی عورت کی بات مان کر میری نافرمانی کی ہے۔ لڑکا اپنی ماں کو بمعہ اس مال کے گھر لے آیا۔ اس کی بیوی یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ کہنے لگی۔ خدا کی قسم میں اتنے تک راضی نہ ہونگی جب تک میری ماں کو بھی وہاں نہ چھوڑ آؤ۔ جہاں اپنی ماں کو چھوڑ آیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی ساس کو وہاں ہی چھوڑ آیا جب رات ہوئی تو درندے اس کے اس پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہی پہلا فرشتہ آیا۔ اس نے پوچھا اے بوڑھی یہ آوازے کیسے ہیں۔ بوڑھی نے کہا یہ درندوں کے بُرے آوازے ہیں جو مجھے کھانا چاہتے ہیں۔ فرشتہ نے بد دعا کی اور چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو بیوی نے خاوند کو کہا کہ جا کر میری ماں کا حال دیکھو۔ جب وہ وہاں گیا تو سوائے ہڈیوں کے کچھ نظر نہ آیا۔ چنانچہ وہ کچھ ہڈیاں لے کر بیوی کے پاس آیا۔ تو اس کی بیوی حسد کی وجہ سے اسی وقت مر گئی۔ (نزہۃ المجالس جلد اول صد ۱۶۷)

عزیز بہنو! حسد کرنا کتنا بڑا وبال ہے کہ عورت نے حسد کیا اور اپنی ماں اور اپنے آپ کو نیست و نابود کر دیا۔ جہاں تک ہو سکے حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

ایک مکار عورت کا حال

بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھا۔ اس کی عورت بڑی خوبصورت تھی۔

ایک نوجوان نے اسکے ساتھ اپنے تعلقات استوار کر لئے۔ عورت نے اسے اپنے مکان کی ایک چابی دے دی۔ جس کے ذریعے جب وہ چاہتا۔ عورت کے پاس آجاتا۔ اس کے خاوند کو اپنی عورت پر شک گذرا کہ میری بیوی کا چال چلن اچھا نہیں ہے۔ تو اس نے عورت سے قسم اٹھوانی چاہی کہ وہ میری خیانت نہیں کرتی۔ عورت قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو گئی۔ جب خاوند چلا گیا تو اس کا آشنا اس کے پاس آیا۔ اُسے اپنے خاوند کی بات سنائی۔ نوجوان نے کہا کہ اب کیا صورت بچاؤ کی اختیار کرنی چاہیئے۔ عورت بڑی عیار اور مکار تھی اس نے کہا کہ تم ایک قُلی کا لباس پہن لو اور ایک گدھا لے کر شہر کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ جب ہم وہاں آئیں گے تو ہم کو کرایہ لے کر سوار کر لینا۔ چنانچہ نوجوان نے قلی کا لباس پہنا اور گدھا لے کر شہر کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ وہاں کے لوگ ایک متبرک پہاڑ پر قسمیں اٹھاتے تھے چنانچہ مرد اور عورت وہاں جانے کے لئے شہر کے دروازہ پر پہنچے۔ جب عورت نے اس نوجوان کو جو قلی کی صورت میں تھا دیکھا تو خاوند کو کہا کہ مجھے اس قلی کے گدھے پر سوار کر دو۔ جب کرایہ طے کر کے خاوند نے اُسے گدھے پر سوار کر دیا اور اس پہاڑ پر چڑھتے ہوئے عورت نے اپنے آپ کو گدھے سے نیچے گرا دیا اور اس کے بدن کا کچھ حصہ ننگا ہو گیا۔ پھر اس نے ان الفاظ میں قسم کھائی کہ خدا کی قسم میرے بدن کو اے خاوند تیرے اور اس قلی کے سوا کسی نے آج تک نہیں دیکھا۔ تو اس کے اس مکر و فریب سے پہاڑ سخت حرکت کرنے لگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاِنْ کَانَ مَکْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ۔ یعنی ان کے ایسے مکر ہیں جس سے پہاڑوں میں بھی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم صد ۲)

عزیز بہنو! عورتوں میں مکر و فریب عام طور پر بہت پایا جاتا ہے۔ جس کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔ پھر جھوٹی قسمیں کھانا بھی عورتوں کی عام عادت ہوتی ہے۔ لہذا دینی بہنوں کو چاہیئے کہ اپنے رب قہار سے ہر وقت ڈرتی رہیں۔

اور جھوٹی قسمیں ہرگز نہ کھائیں۔ اور اپنے آپ کو مکر و فریب کرنے سے بچائیں۔ اور اپنے خاوند کی عزت و ناموس کی پوری پوری حفاظت کریں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت فرش میں اپنے خاوند کی خیانت کرتی ہے تو اُسے اس امت کا نصف عذاب ملتا ہے۔ اور نہ ہی خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر قدم رکھو۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے گی تو اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ جب گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اس کی عورت اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر گئی ہوئی ہے جب وہ واپس گھر آئی تو بزرگ نے اُسے طلاق دے دی۔ عورت نے طلاق دینے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو عورت بغیر اجازت خاوند گھر سے باہر جائے اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں جو عورت اتنی لعنتوں کی مستحق ہو وہ میرے گھر میں رہنے کے لائق نہیں۔

ذرا ٹھنڈے دل سے عورتوں کے مکر و فریب کے متعلق یہ حکایت سنیں۔

حکایت: حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابلیس لعین کو دیکھا جو پانچ گدھے بوجھ سے لدے ہوئے لئے جا رہا ہے۔ پوچھا تو شیطان نے کہا کہ میں ان کو بیچنے کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس پر کیا لادا ہوا ہے تو ابلیس نے کہا کہ ان پر ظلم[۱]، تکبر[۲]، حسد[۳]، خیانت[۴]، اور مکر[۵] کی گٹھڑیاں ہیں۔ بہرحال ظلم بادشاہوں کے ہاتھوں بیچوں گا اور تکبر چودھریوں کو فروخت کروں گا اور حسد کا علماء سے سودا کروں گا اور خیانت تاجروں کے ہاتھ فروخت کروں گا اور مکر و فریب عورتیں خریدیں گی۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۹۱)

ایک بے وفا عورت کا حال

حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرد کو دیکھا جو ایک قبر کے پاس

بیٹھا رو رہا تھا آپ نے اس سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ رونے والے شخص نے کہا یہ میری بیوی کی قبر ہے۔ جو چچا کی بیٹی تھی مجھے اس سے بہت محبت تھی جس کی وجہ سے میں اس کی قبر کو چھوڑ نہیں سکتا حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں اسے اللہ کے حکم سے زندہ کر دوں۔ اس نے کہا ضرور۔ جب حضرت فرمایا۔ اے صاحب قبر باذن اللہ اٹھ کھڑا ہو۔ تو ایک حبشی غلام جسے آگ لگی ہوئی تھی۔ اٹھا اور پڑھا لا الہ الا اللہ عیسٰی روح اللہ اس نے کہا حضرت یہ میری بیوی کی قبر نہیں تھی۔ بلکہ اشارہ کر کے کہا کہ یہ قبر ہے چنانچہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اسے آواز دی تو عورت زندہ ہو کر قبر سے نکل کھڑی ہوئی۔ خاوند بڑا خوش ہوا۔ خاوند سو گیا۔ وہاں ایک شہزادہ کا گذر ہوا۔ عورت اور شہزادہ کی آنکھیں ایک دوسرے سے مل گئیں۔ شہزادہ نے عورت کو اپنے پیچھے سوار کیا اور چل دیا۔ جب اس کا خاوند بیدار ہوا تو اپنی بیوی کو غائب پایا۔ اس کی تلاش میں نکلا جب آگے گیا تو اس کی بیوی ایک شہزادے کے پاس بیٹھی ہے۔ خاوند نے کہا یہ تو میری بیوی ہے۔ عورت نے کہا تو جھوٹ بول رہا ہے۔ میں تو اس شہزادے کی کنیز (لونڈی) ہوں۔ جب سیدنا عیسٰے علیہ السلام وہاں سے گذرے تو اس شخص نے کہا اے روح اللہ! یہ وہ میری بیوی ہے جسے آپ نے باذن اللہ زندہ فرمایا تھا۔ شہزادہ بولا۔ نہیں۔ یہ تو میری لونڈی ہے۔ حضرت عیسٰے علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورت سے فرمایا کیا تو وہی عورت نہیں جسے میں نے باذن اللہ زندہ کیا ہے۔ عورت نے کہا خدا کی قسم میں وہ نہیں ہوں، حضرت نے فرمایا کہ جیسے تو پہلے تھی۔ باذن اللہ ایسی ہو جا۔ بس اب کیا تھا کم بخت عورت اسی وقت مر گئی۔ سیدنا عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص یہ دیکھنا چاہے کہ جو شخص کفر کی حالت میں مرا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ فرمایا تو مومن ہو کر مرا۔ وہ اس غلام حبشی کو دیکھ لے اور جو ایسی عورت دیکھنا چاہے جو مومن ہو کر مری۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کیا۔ پھر کافر

ہو کر مر گئی۔ وہ اس عورت کو دیکھ لے۔ (نزہتہ المجالس جلد دوم صہ۱۱)

اسلامی بہنو! عورتوں میں بے وفائی کا مادہ بہت پایا جاتا ہے۔ یوں تو کسی سے بھی بے وفائی کرنی اچھی بات نہیں۔ مگر اپنے خاوند کے بے وفائی کا برتاؤ کرنا بہت ہی ناپسندیدہ ہے۔ اپنے رب قہار سے خوف کھاتے ہوئے ایسی بے وفائیاں کرنی چھوڑ دینی چاہئیں۔

ایک بدکار عورت کی توبہ

حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک خوبصورت عورت تھی جو بہت بدکار تھی۔ اس کا پیشہ برائی کا تھا۔ ایک دن حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ چل کر اس کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ آپ کو دیکھ کر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس عورت کے پاس بری نیت سے آئے۔ عورت نے اپنی نوکرانی سے اس کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آج کوئی آدمی میرے پاس نہیں آیا۔ نوکرانی نے کہا۔ دروازے پر ایک بزرگ شخص بیٹھا ہے اسے دیکھ کر اندر کوئی نہیں آتا۔ عورت نے کہ اس شخص کو بلا کر اندر لے آؤ۔ جب آپ اندر تشریف لے گئے۔ عورت نے پوچھا۔ تمہارا کیا مقصد اور حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو رات بھر میرے پاس رہے۔ عورت نے کہا۔ میری ایک رات کی فیس ایک سو دینار ہے۔ آپ نے اسے سو دینار دے دیئے جب عورت نے سو دینار لے لئے تو پوچھا۔ اب کیا چاہتے ہو۔ فرمایا۔ یہ میرے کپڑے پہن لو۔ اور چار قدم میرے آگے چلو۔ جب عورت نے کپڑے پہن لئے اور چلنے لگی تو حضرت نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا۔ الٰہی! اس عورت کا ظاہر تو میں نے درست کر دیا۔ اب اس کا باطن تو درست فرما دے۔ پھر فرمایا۔ اب کپڑے اتار دو۔ عورت بولی۔ معاذ اللہ میں نے میں نے تو برے کام سے توبہ کر لی ہے آپ اسے چھوڑ کر واپس آ گئے۔ کچھ مدت کے بعد آپ نے اسے کعبہ معظمہ کے پاس

دیکھا۔ جس نے بے موسم میوے آپ کو کھلائے اور پھر غائب ہو گئی۔

(نزہتہ المجالس جلد دوم صہ۱۴۱)

میری عزیزہ بہنو! دیکھا آپ نے ایک ولی کی نگاہ سے بدکار عورت نیکوکار بن گئی۔ تمہیں چاہیئے کہ اللہ جل مجدہ کے نیک بندوں کے ساتھ حسن ظن رکھو۔ اور ان کی خدمت کر کے ان سے فیض و برکت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

ایک بدکار عورت

بنی اسرائیل میں ایک عابد شخص تھا۔ جس نے ایک عرصہ دراز تک اپنے خدا کی ایک عبادت گاہ میں عبادت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک انگور کا درخت پیدا کر دیا۔ جس کا ایک گچھہ عابد کھا کر گذارہ کرتا تھا۔ جب پیاس لگتی تو اپنا ہاتھ دراز کرتا۔ تو اس میں پانی آجاتا۔ وہ پی لیتا۔ وہاں سے ایک خوبرو اور حسینہ جمیلہ عورت گذری۔ کہنے لگی۔ اے عابد رات آگئی ہے اور میرا گھر یہاں سے بہت دور ہے۔ مجھے اپنے پاس رات بسر کرنے کی اجازت دے دو۔ آپ نے اجازت دے دی۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا۔ تو عورت نے اپنے کپڑے اتار دیئے۔ اور عابد سے زنا کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ عابد نے کہا زنا ایک بہت بُرا فعل ہے۔ زانی کی پیشانی پر لکھا جاتا ہے کہ یہ اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو چکا ہے۔ مگر عورت نہ ٹلی اور عابد کے پیچھے پڑ گئی۔ عابد نے دیا روشن کیا۔ اور اپنی انگلی اس کے فتیلہ پر رکھی جو جل گئی۔ عورت نے ایک چیخ ماری۔ اور مر گئی عابد نے اس کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو شیطان دشمن انسان نے شہر میں مشہور کر دیا کہ عابد نے فلانی عورت سے زنا کیا۔ اور پھر اُسے قتل کر دیا۔ چنانچہ بادشاہ وقت اپنی سپاہ کے ہمراہ وہاں گیا اور عابد کو بلایا اور پوچھا۔ فلاں عورت کہاں ہے۔ فرمایا وہ میرے پاس ہے بادشاہ نے کہا اسے باہر بھیجو۔ فرمایا وہ تو مر چکی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ تو نے اس سے بُرائی

کا ارادہ کیا تھا اور اس کے انکار پر تو نے اُسے قتل کر دیا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس نیک بخت کو گرفتار کر لیا۔ اور تیشہ اس کے سر پر رکھا۔ تو عابد نے آہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ اسے کہہ دو (یعنی میرے برگزیدہ بندے کو) کہ تیری آہ نے حاملین عرش اور آسمانی فرشتوں کو رولا دیا ہے۔ اگر تو نے دوبارہ آہ کی تو میں آسمانوں کو زمین پر گرا دوں گا۔ عابد نے صبر کیا اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ اللہ تعالےٰ نے مُردہ عورت کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ اس نے کہا یہ ہے۔ بخدا اس نے زنا کا خیال تک نہیں کیا۔ تب یہ لوگ بڑے شرمندہ ہوئے۔

(نزہتہ المجالس جلد دوم صد ۵۶)

دینی بہنو! بعض ایسی کم بخت عورتیں بھی ہوتی ہیں جو نیک لوگوں کے پیچھے پڑ کر انہیں بُرائی کی طرف بلاتی ہیں۔ اگرچہ وہ ان کے دامِ فریب میں نہیں آتے۔ تاہم انہیں بدنام ضرور کر دیتی ہیں۔ یہ بدبخت عورتوں کا کام ہے۔ اللہ ہماری اسلامی بہنوں کو ایسے ناشائستہ افعال سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین ثم آمین۔

اُم جمیل بنت حرب کا حال

اُم جمیل بنت حرب بن اُمیّہ ابوسفیان کی بہن تھی اور ابولہب کی بیوی تھی محبوب ربِ انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑا عناد اور عداوت رکھتی تھی باوجودیکہ بہت دولت مند اور بڑے گھرانے کی تھی۔ لیکن سید العالمین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عداوت میں انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں ڈالتی۔ تاکہ حضور کو اور حضور کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ ایک فرشتہ نے بحکم الٰہی اس کے پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا وہ گرا، اور رسی

سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔

اللہ جل مجدہٗ نے اُم جمیل اور اس کے شوہر ابولہب کی مذمت میں یہ سورت لہب نازل فرمائی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۖ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۠ (پارہ ۳۰، سورۂ لہب)

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اُسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اُٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

عزیز بہنو! تمہیں چاہیئے کہ اپنے رہبر اعظم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر لحاظ سے ادب واحترام ملحوظ خاطر رکھو۔ کیونکہ آپ کی ادنیٰ بے ادبی بھی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے اور دوزخ میں داخلہ کا ایک بہت بڑا باعث ہے۔

لبید یہودی کی بیٹیوں کا حال

کم بخت لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک اور اعضا ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا۔ مگر آپ کے قلب اقدس اور عقل واعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا چند روز کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی اور اس کی بیٹیوں نے آپ پر جادو کیا ہے، اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا ہے۔ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے کنوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا اس کے نیچے

سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی۔ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے، اور حضور کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور ایک موم کا پتلا جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں۔ یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ تب اللہ جل شانہ نے سورۃ فلق اور سورۃ ناس نازل فرمائیں۔ ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں، پانچ سورہ فلق میں اور چھ سورۃ ناس میں۔ ہر آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالکل تندرست ہوگئے۔

دینی بہنو! جادو کرنا کرانا حرام ہے۔ مگر وہ عمل جس میں کوئی کلمہ کفر یا شرک کا نہ ہو جائز ہے۔ خاص کر وہ عمل جو آیات قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہوں یا بزرگانِ دین سے منقول ہوں۔ بالکل جائز ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر لگ جاتی ہے۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ (ترمذی شریف)

عزیزہ بہنو! جب تمہارے کسی چھوٹے بڑے کو نظر بد لگ جائے تو یہ دونوں سورتیں تین تین مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔ تو انشاء اللہ العزیز نظر بد یا جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔ فقیر نے ان کو اس کام کے لئے بارہا آزمایا ہے۔

سورت فلق

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۙ

ترجمہ سورت فلق :۔ تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی سب مخلوق کی شر سے اور اندھیری ڈالنے والی کے شر سے جب وہ ڈوبے اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔

سورت ناس

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝ پارہ ۳۰

ترجمہ :۔ تم فرماؤ میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب سب لوگوں کا بادشاہ، سب لوگوں کا خدا اس کے شر سے جو وہ دل میں برے خطرے ڈالے اور دبک رہے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی سے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

نعت

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ـــ سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی ـــ دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا ـــ نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی
جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس ـــ ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں ـــ شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
جس کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات ـــ ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی
عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں ـــ سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی
خلق سے اولیا اولیا سے رُسل ـــ اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
حُسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم ـــ وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی
ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو ـــ نمکیں حسن والا ہمارا نبی
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی ـــ اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی
جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل ـــ ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی ـــ چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے ـــ دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے ـــ پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
مُلکِ کونین میں انبیاء تاجدار ـــ تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
لامکاں تک اجالا جس کا وہ ہے ـــ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے ـــ ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں سے اونچا سمجھیے جسے ـــ ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
انبیا سے کروں عرض کیوں مالکو ـــ کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے ‌ ‌ ‌ ‌ نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی
سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے ‌ ‌ ‌ ‌ اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی
جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ ابد ‌ ‌ ‌ ‌ ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نعت

غم ہو گئے بے شمار آقا — بندہ تیرے نثار آقا
بگڑا جاتا ہے کھیل میرا — آقا آقا سنوار آقا
منجدھار پہ آکے ناؤ ٹوٹی — دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری — لِلّٰہ یہ بوجھ اُتار آقا
ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ — بھاری ہے تیرا وقار آقا
مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے — تم کو تو ہے اختیار آقا
میں دُور ہوں تم تو ہو میرے پاس — سُن لو میری پکار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا — تم سا نہیں غمگسار آقا
گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی — ڈوبا ڈوبا اُتار آقا
تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے — میں وہ کہ بدی کو عار آقا
پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا — دے دے ایسی بہار آقا
جس کی مرضی خدا نہ ٹالے — میرا ہے وہ نامدار آقا
ہے ملکِ خدا پہ جس کا قبضہ — میرا ہے وہ کامگار آقا
سویا کئے نابکار بندے — رویا کئے زار زار آقا
کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں — دُنیا کے یہ تاجدار آقا
اُن کے اُدنیٰ گدا پہ مٹ جائیں — ایسے ایسے ہزار آقا
بے ابرِ کرم کے میرے دھبے — لَا تَغۡسِلُھَا الۡبِحَار آقا

اتنی رحمت رضا پہ کر لو
لَا یَقۡرَبُہُ الۡبَوَار آقا